

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

نیکی اور برائی

کتاب و سنت کی روشنی میں پہچان

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

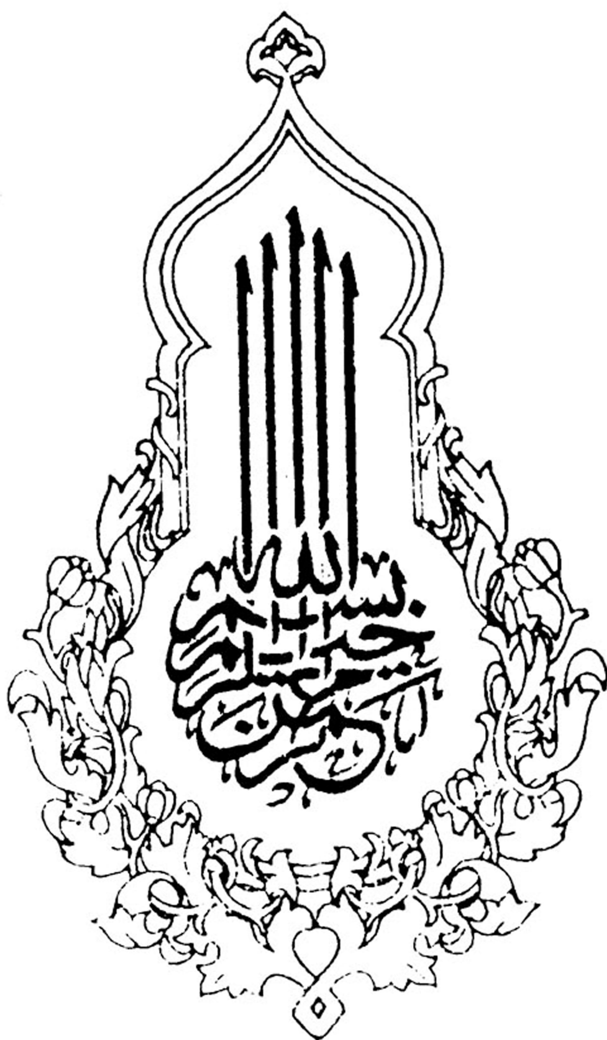
ترتیب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ، شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ پبلیکیشنز

لاہور


بسم الله الرحمن الرحيم

آئینہ مضامین

پہلا حصہ

باب 1
نیکی کی اہمیت وفضیلت

باب 2
نیکیوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر وقیمت

باب 3

قبولیت نیکی کی شرائط

باب 4

نیک بندوں کے اوصاف

باب 5

نیکیوں کا صلہ

باب6

چھوٹی نیکیاں، بڑا ثواب

باب 7

بڑی نیکیاں بڑا صلہ

باب 8
نیکیوں کے اسباب و ذرائع

باب 9
نیکیوں کے آداب وتقاضے

دوسرا حصہ

باب 1
برائی

باب 2
چھوٹی برائیاں اور بڑا گناہ

باب 3

بڑے گناہوں کی بڑی سزا

باب 4
برائی کی قباحتیں اور نقصانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمدلله رب العالمين، والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه ومن اقتداه إلى يوم الدين . اما بعد! فقد قال الله سبحانه وتعالىٰ في محكم كلامه

﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾﴾ (النساء:123-124).

مذکورۃ الصدر آیاتِ مبارکہ نے ایک انتہائی اہم حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ اخروی نجات یعنی جنت کا حصول اور جہنم سے چھٹکارا، ذاتی خواہشوں، تمناؤں یا دعووں پر موقوف یا قائم نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے بڑی قوی برہان کی ضرورت ہے، ایک ایسی برہان جو جنت کے داخلے کا استحقاق مہیا کر دے؛ کیونکہ شریعت نے جنت کو ایک مہنگا ترین سودا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ ، أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ الْجَنَّةُ.»[1]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: 2450- سلسلة الصحيحة، رقم: 9540و 2330 .

''خبردار! اللہ تعالیٰ کا سودا بہت مہنگا ہے، خبردار! اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے۔''

تو بھلا اتنی قیمتی اور مہنگی نعمت، محض ذاتی پسند وناپسند یا نفسانی خواہشات وخود ساختہ ترجیحات سے کیونکر حاصل ہوسکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جب اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) نے اپنی خواہشوں اور تمناؤں کے بل بوتے پر، اپنے جنتی ہونے کے دعوے کیے اور کہا:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ﴾

(البقرہ:111)

یعنی ''جنت میں صرف یہود یا نصاری جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کو ان کی ذاتی تمنا وخواہش قرار دیا اور فرمایا: ﴿ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ﴾ یہ تو ان کی اپنی تمنائیں ہیں۔ اور ساتھ ہی ان سے اس دعوے کی صداقت کے لیے برہان طلب فرمائی، ایسی برہان جو دخولِ جنت کا استحقاق فراہم کردے: ﴿ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۱۱ ﴾ (البقرہ: 111)

''یعنی اگر سچے ہو تو اپنی برہان پیش کرو۔''

ثابت ہوا کہ جنت کا داخلہ، ایک ایسی برہان پر موقوف ہے، جو کتاب وسنت سے مسلم ہو۔ مذکورہ بالا آیات نے پہلے ان تمناؤں، خواہشوں اور خوش فہمیوں کی سراسر نفی کی ہے، جن میں بیشتر لوگ مبتلا ہیں، اس کے بعد حصولِ جنت کے لیے دو برہانیں پیش کی ہیں۔

چنانچہ فرمایا:

﴿ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴾ (النساء: 123)

یعنی ''جنت کا داخلہ نہ تو تمہاری خواہشات پر ہے اور نہ اہل کتاب کی خواہشات وتمنیات پر ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس جملہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

«اَیْ لَیْسَ لَکُمْ وَلَا لَھُمْ النَّجَاتُ بِمُجَرَّدِ التَّمَنِّیْ ، بَلِ الْعِبْرَۃُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَاِتَّبَاعِ مَا شَرَعَهٗ عَلٰى أَلْسِنَةِ الرُّسُلِ الْکِرَامِ . »[1]

یعنی ''خالی تمناؤں اور خوش فہمیوں پر نجات کا انحصار نہیں ہے، نہ تمہارے لئے نہ یہود ونصاریٰ کیلئے، نجات کا حصول اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی زبانوں کے ذریعے مشروع قرار دیا ہے، کی اتباع کے بغیر ممکن ہی نہیں۔''

واضح ہو کہ کامیابی کے حصول کی یہی برہان ہے، جسے یہاں دوصورتوں سے بیان کیا گیا ہے:

①: ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۲۳﴾﴾ (النساء : 123)

یعنی ''جو بھی شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے گا وہ لازماً اس کی سزا دیا جائے گا اور وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست یا مددگار نہیں پائے گا۔''

جب یہ بات لازمی ٹھہری کہ ہر گناہ کی سزا مل کر رہے گی تو پھر اس سزا سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ تمام طرح کی برائیوں سے اجتناب کیا جائے، تو گویا حصولِ نجات یعنی: جہنم

[1] تفسیر ابن کثیر ، تحت الآیة .

سے بچاؤ اور جنت کے داخلے کے لیے پہلی برہان یہ ہے کہ برائیوں سے یکسر گریز کیا جائے۔

②: دوسری برہان جو آیاتِ بالا میں مذکور ہے، یہ ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ ﴾ (النساء : 124)

یعنی ''جو بھی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مؤمن ہو، تو یہ لوگ یقیناً جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔''

اس آیتِ مبارکہ نے دخولِ جنت کی دوسری برہان مہیا کردی ہے، یعنی: اعمالِ صالحہ کا اختیار و اقتراف۔

حضرات! واضح ہوا کہ حصولِ جنت کی مکمل برہان، دو چیزیں ہیں ①: گناہوں سے اجتناب ②: نیکیوں سے محبت اور انہیں دوام واستمرار کے ساتھ ادا کرتے رہنا۔

یہ معاملہ اس قدر متعین ہے اور ساتھ ساتھ انتہائی دقیق بھی، کہ ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر برائی، کامیابی یا ناکامی پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾ ﴾ (الزلزال : 7، 8)

''جو ایک ذرہ کے برابر نیکی انجام دے گا وہ اسے دیکھے گا (اور اس کی جزا سے فیضیاب ہوگا) اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا (اور اس کی سزا سے ہمکنار ہوگا)''

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے صحابیٔ رسول ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

«اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی وَالْإِثْمُ لَا یُنْسٰی .»

”نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی، اور گناہ کسی صورت بھلایا نہ جائے گا۔“

نیکی یا برائی کی معرفت، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بدرجۂ اتم حاصل ہورہی ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

(الحشر : 7)

”یعنی جو چیز تمہیں رسول دے اسے لے لو، اور جس چیز سے رسول منع فرمادے اس سے باز آجاؤ۔“

اس آیت مبارکہ نے یہ بات خوب صراحت کے ساتھ سمجھادی ہے کہ نیکی صرف وہ عمل ہے جو رسول کریم ﷺ سے حاصل ہو، یعنی اس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہو؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی دو چیزیں عطا فرمائی ہیں:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا أَبَدًا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ .»[1]

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھوگے، کبھی گمراہ نہیں ہوگے: ①: اللہ کی کتاب اور ②: اس کے نبی (ﷺ) کی سنت۔“

اسی طرح برائی کی تعریف بھی واضح ہوگئی، چنانچہ ہر وہ چیز برائی قرار پائے گی جو رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ نہ ہو یا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا ہو۔



[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر، رقم : 3- مستدرك حاكم :93/1 .

قرآن مجید نے نیکیوں اور برائیوں کے تعلق سے دوٹھکانے بیان کرکے، نیکیوں اور برائیوں کے انجام کا تعین کردیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر ان دوٹھکانوں کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا: ﴿فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝﴾ (الشوریٰ:7)

یعنی ''ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں جائے گا۔''

دوسرے مقام پر ان دونوں گروہوں کا انتہائی جامعیت کے ساتھ تعارف پیش کردیا گیا:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝﴾

(الإنفطار : 14)

یعنی ''بلاشبہ نیک لوگ ہی جنت میں جائیں گے اور برے لوگ جہنم میں جائیں گے۔''

یہاں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ اہل جنت اور اہل جہنم کا ذکر حاصل ہوگیا، چنانچہ اہل جنت، صرف ابرار ہیں اور اہل جہنم، فاسق وفاجر لوگ ہیں۔ «ابرار» عربی لغت میں جمع کا صیغہ ہے جس کا واحد ''بر'' ہے۔

جبکہ «فجار» فاجر کی جمع ہے۔ فاسق اور فاجر ہر وہ شخص کہلاتا ہے جو رسول کریم ﷺ کی اطاعت سے خارج ہوجائے، خواہ بظاہر اس کا وہ عمل کتنی ہی بڑی نیکی کیوں نہ معلوم ہورہا ہو، اور اس کے مقابلے میں ابرار وہ لوگ ہیں جو اپنے ہر عمل میں رسول کریم ﷺ کی اطاعت میں داخل رہیں۔

حضرات! نیکی اور برائی کے فہم کے لیے یہ نکتہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، لیکن بیشتر لوگ اس سے غافل یا متغافل ہیں، چنانچہ وہ اپنی خودساختہ بدعات کو نیکی سمجھ کر ان پر پوری شدومد کے ساتھ جتے ہوئے ہیں، اور شیطان بھی ان اعمال کو ان کے لیے مزین کرکے اپنی

دوستی کا حق نبھا رہا ہے، اور یہ اللہ رب العزت کا نظام بھی ہے کہ جو شخص وحی الٰہی یعنی کتاب وسنت سے اعراض کر کے دوسرے طرق اختیار کرے گا شیاطین کو ان کا دوست بنا دے گا، جو ان کے ان طرق کو مزید مزین کر کے، ان پر مزید استحکام اور رسوخ کی فراہمی کا ذریعہ بن جائیں گے: ﴿وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾﴾ (الزخرف : 36)

یعنی ''اور جو شخص رحمٰن کے ذکر (قرآن وحدیث) سے اعراض کرے گا ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیں گے جو اس کا دوست بنا رہے گا۔''

ہم اس انتہائی اہم نکتہ کو چند مثالوں سے مزید اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

ایک شخص عمر بھر، پوری پوری رات کا قیام کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لیے بھی نہ سوئے، تو اس کے اس عمل کو نیکی قرار دیں گے یا برائی؟ اور اس شخص کو ابرار میں سے شمار کریں گے یا فجار میں سے؟

یا ایک شخص عمر بھر روزے رکھتا رہے اور کبھی ناغہ نہ کرے، تو اس کے اس عمل کو نیکی قرار دیں گے یا برائی؟ اور اس شخص کو ابرار میں سے شمار کریں گے یا فجار میں سے؟

یا ایک شخص اپنا گھر بار چھوڑ کر عمر بھر کے لیے مسجد میں ڈیرے ڈال دے تاکہ مکمل یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے، تو اس کے اس عمل کو نیکی قرار دیں گے یا برائی؟ اور اس شخص کو ابرار میں سے شمار کریں گے یا فجار میں سے؟

بظاہر یہ تینوں عمل عظیم الشان نیکیاں معلوم ہو رہی ہیں، اور یہ تینوں اشخاص، ابرار میں شمار ہو رہے ہیں، لیکن حقیقتِ حال کیا ہے؟ یہ جاننے کے لیے صحیح بخاری کی حدیث پڑھیے اور اس پر بار بار غور وفکر کیجیے:

«وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.»[1]

’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، اور نبی ﷺ کی عبادت سے متعلق سوال کیا، اور جب انہیں نبی مکرم ﷺ کی عبادت کے متعلق خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو معمولی سمجھا، اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا نسبت ہے، آپ کی تو اللہ نے پہلی پچھلی سب لغزشیں معاف کردی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نفل ادا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن بھر کا روزہ رکھوں گا، کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس نبی اکرم ﷺ ان کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟



[1] صحيح بخاری، كتاب النكاح، رقم: 5063.

خبردار، اللہ کی قسم! میں تم میں سب کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا، اور پرہیزگار ہوں، اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، میں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

ان نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہوا کہ نیکی صرف رسول اکرم ﷺ کے قول وعمل کی اتباع کا نام ہے، اور جو چیز آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، نہ وہ نیکی ہے، نہ اس کے کرنے والے کو ابرار میں شمار کیا جاسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب وہ ابرار میں شمار کا مستحق نہیں ہے تو پھر فجار ہی میں شامل ہوگا۔

نیکی اختیار کیے رہنے اور برائی سے اجتناب کرتے رہنے کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ روش، عین تقویٰ ہے؛ کیونکہ تقویٰ، فعلِ اوامر اور ترکِ نواہی کا نام ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ہمارا دین، دین تقویٰ ہے، ہمارے دین میں کامیابی کا انحصار تقویٰ پر قائم ہے، جنت متقین کا ٹھکانہ ہے: ﴿ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ﴾ (آل عمران : 133) ہر عمل کا بہتر انجام تقویٰ ہی پر قائم ہے: ﴿ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ ﴾ (طٰهٰ : 132)

حضرات! مذکورہ بالا تمام امور کی روشنی میں، نیکی اور برائی کی معرفت ایک انتہائی ضروری امر قرار پاتی ہے، جس کے لیے ایک مفصل کتاب کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے۔

اللہ رب العزت اجرِ جزیل اور جزاءِ کثیر عطا فرمائے ہمارے محترم بھائی اور فاضل دوست جناب ابوحمزہ عبدالخالق آف امریکہ کو، جنہوں نے دیارِ غیر میں رہتے ہوئے معاشرہ کی اس اہم ضرورت کو محسوس کیا اور نیکی اور برائی کے تعلق سے اس انتہائی نافع کتاب کی تالیف فرمائی، جو ان شاء اللہ ان کے اخلاص کا مظہر ہے، اور ہمیں امیدِ قوی ہے، جس کے

لیے دعا گو بھی ہیں کہ یہ کتاب ان کے میزانِ حسنات میں ایک نمایاں مقام کی حامل ہوگی۔

(وبنعمته تعالیٰ تتم الصالحات)

جب ہم نے محترم شیخ حافظ حامد محمود حفظہ اللہ اور بھائی ابوحمزہ کی طلب پر، تقریظ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا تو ذہن میں بہت سی باتیں تھیں، جن پر مفصل لکھنے کا ارادہ تھا، مگر کتاب کی ورق گردانی اور چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعے سے نیز فہرست کے ملاحظہ سے ہم پر واضح ہوا کہ وہ تمام باتیں بحمداللہ کتاب میں موجود ہیں، اور انتہائی مدلل انداز سے، نیز عبارت کی سلاست وسہولت کا معیار بھی قابلِ ستائش ہے، لہٰذا تکرار اور تطویل سے بچنے کے لیے ہم اپنے قلم رواں کو روکنے پر مجبور ہوگئے۔

کتاب کی افادیت، نیز اس کی ضرورت واہمیت معلوم کرنے کے لیے کتاب کے چند چیدہ چیدہ موضوعات ملاحظ ہوں:

①: نیکی کی اہمیت وفضیلت ②: اللہ کے نزدیک نیکی کی قدر وقیمت ③: نیکیوں کے عنداللہ قابلِ قبول ہونے کے شرائط ④: نیک بندوں کے اوصاف ⑤: اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکیوں کا صلہ ⑥: چھوٹی نیکیوں کا بڑا ثواب ⑦: بڑی نیکیوں کا بڑا ثواب ⑧: وہ امور جنہیں بروئے کار لا کر نیکیاں کمانا ممکن ہوسکتا ہے (اسباب وذرائع) ⑨: نیکیوں کے آداب وتقاضے۔

اسی طرح برائیوں کے تعلق سے ①:...... برائی کی تعریف ②:...... برائی کی مذمت وشناعت ③:...... چھوٹی چھوٹی برائیوں کے بڑے بڑے عذاب ④:...... بڑے بڑے گناہوں کی بڑی بڑی سزائیں ⑤:...... اور برائیوں کی دیگر قباحتوں اور نقصانات، اس کتاب کے اہم مباحث میں شامل ہیں۔

کتابِ ھذا اپنی اہمیت کے پیش نظر، اس مضمحل معاشرہ کے ہر فرد کی ضرورت ہے، امیدِ واثق ہے کہ یہ بے راہ روی کے شکار افراد کے لیے منارۂ نور ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق .

ہم اختتامی سطور میں ان بھائیوں کو جو اعمالِ صالحہ کے حریص ہیں یہ نصیحت دیں گے کہ انہیں اخلاص اور سنتِ رسول کی متابعت کے ساتھ انجام دیں اور جب یہ شرائط متحقق ہوں تو اجروثواب کے تعلق سے مایوسی کی کوئی کیفیت نہ ہو، بلکہ اجروثواب کے حصول کی قوی امید وابستہ ہو، اور اس کی تصدیق بھی ہو یہ نکتہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے حاصل ہوتا ہے: «أَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعِدِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ . » [1]

یعنی ''چالیس خصلتیں ہیں، جن میں سب سے چھوٹی خصلت کسی کو بکری کا تحفہ دینا ہے، جو شخص ان میں سے کوئی ایک خصلت اپنانے میں کامیاب ہوگیا اس شرط کے ساتھ کہ اسے اس کے ثواب کی پوری امید ہو اور اس اجر کے وعدے کو سچا قرار دیتا ہو تو اللہ رب العزت اس خصلت کے بدلے اسے جنت میں داخل کردے گا۔''

لہٰذا ہر نیکی کرنے والا، اپنی ہر نیکی میں ہمیشہ ان دو باتوں کو ملحوظ رکھے:

① اس نیکی کا جو بھی اجر بیان ہوا ہے وہ حق اور سچ ہے۔

② اس نیکی کا ثواب مجھے ضرور حاصل ہوگا۔

گناہوں کے تعلق سے ہم یہ نصیحت کریں گے کہ اگرچہ تقویٰ، گناہوں کو یکسر چھوڑ دینے کا نام ہے، لیکن گناہ کے ارتکاب کے فوراً بعد توبہ کرلینا بھی تقویٰ ہے:



[1] صحیح بخاری، کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، رقم :2631 .

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠﴾

(آل عمران : 135)

یعنی ''(وہ لوگ بھی متقی ہیں) جو جب کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یا اپنے نفسوں پر زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں سے استغفار شروع کر دیتے ہیں (انہیں یہ بتا کر خوش کر دیجئے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھلا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکے۔''

لہٰذا جن لوگوں کی سابقہ زندگی گناہوں سے آلودہ رہی وہ ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الزمر:53) جیسی عظیم بشارت کو پیشِ نظر رکھیں اور توبۃ النصوح کے بعد اعمالِ صالحہ کے تسلسل کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں، یقیناً ان کی زندگی دنیا میں حیاتِ طیبہ اور قیامت کے دن عیشۃ راضیۃ کی مصداق بن جائے گی، اور یہ یقین حاصل کرلیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندوں کو خوب معاف کرتا ہے: ﴿وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ (طٰہٰ:82) یعنی ''اور میں خوب معاف کرنے والا ہوں ان بندوں کو جو سچی توبہ کر کے ایمان و عمل صالح اختیار کرلیں اور پھر اس راستے پر مستقل چلتے رہیں۔''

ایسے لوگ صرف بخشش ہی کے مستحق نہیں ہیں، بلکہ بخشش کے بعد کے پیار اور محبت کے بھی مستحق بن جاتے ہیں: ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴﴾ (البروج : 14)

یعنی ''وہ ذات خوب بخشنے والی اور بخشش کے بعد خوب محبت کرنے والی ہے۔''

حضرات! اس تاریک معاشرہ کی ظلمتوں میں یہ کتاب ایک نور کی کرن ہے، جس کی تالیف پر اس کے مؤلف محترم بھائی عبدالخالق حفظہ اللہ ہماری نیک دعاؤں اور تمناؤں کے مستحق

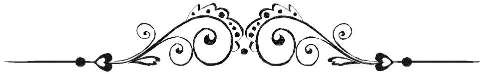
ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعی جمیل اور دیگر تمام مساعیٔ حسنہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے اپنے بندوں کے لیے نافع بنا دے۔

اس کتاب کی ترتیب، علمی تخریج اور اضافہ جات میں محترم شیخ حافظ حامد محمود حفظہ اللہ کی انتھک محنت نیز مراجعہ کا اہتمام بھی شامل ہے، حقیقت یہ ہے کہ ادارہ میں ان کا وجود انتہائی ضروری اور ایک بہت بڑی نعمت ہے اور ان کا اخلاص اس پر مستزاد ہے، اللہ تعالیٰ انہیں بھی اجرِ جزیل عطا فرمائے اور جملہ مساعیٔ جمیلہ و جلیلہ کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی مسلسل جدوجہد کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما دے، دیگر تمام مشارکین ومساہمین کا ہمہ قسم کا تعاون قبول فرما لے۔

والله ولي التوفيق ، وأصلي وأسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين .

کتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ، وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○﴾

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○﴾

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو تخلیق کیا، اسے بے شمار، بیش بہا نعمتوں سے نوازا۔

﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (ابراھیم:34)

اور آخرت کی کامیابی کے لیے اس نے اسے خیر وشر دونوں راہیں دکھا دی ہیں۔

﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝١٠﴾ (البلد : 10)

''اور ہم نے اس کو دونوں راستے دکھا دیے۔''

ان میں سے ایک راستہ نیکی کا ہے، جس کا ثمرہ جنت اور اس کی نعمتیں ہیں، جبکہ دوسرا راستہ برائی کا ہے، جس کا نتیجہ جہنم اور اس کے عذاب ہیں اور انسان کو ان دونوں راستوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی صلاحیت بھی بخشی۔

﴿فمن شاء فليو من و من شاء فليكفر﴾ (الکھف:29)

''پس جو چاہے ایمان لے آئے، اور جو چاہے انکار کر دے۔''

طالبانِ جنت، صالحین اللہ پر دل سے ایمان لاتے ہیں اور اپنے اعضاء و جوارح کے ذریعہ عمل صالح کرتے ہیں، اور اللہ کی بندگی اور دعوت الی اللہ کی راہ میں انھیں جو صعوبتیں لاحق ہوتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں، اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و رحمت کی نصیحت کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝١٧ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝١٨﴾ (البلد : 17 ، 18)

اور برے لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، نہ ایمان لاتے ہیں، اور نہ عملِ صالح کرتے ہیں، اور جذبۂ رحمت سے محروم ہونے کے باعث نہ اللہ کے بندوں پر رحم کرتے

ہیں، وہ بدبخت لوگ ہوتے ہیں، اوران کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جس میں ان کے داخل ہو جانے کے بعد اس کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کر دیے جائیں گے۔ اس سے کبھی نہیں نکل پائیں گے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾﴾ (البلد: 19، 20)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾﴾

(الإنفطار : 14)

''بے شک نیک لوگ جنت کی نعمتوں میں ہوں گے، اور بے شک بدکار جہنم میں ہوں گے۔''

اور سورۃ الشوریٰ آیت (7) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿٧﴾﴾ (الشوریٰ:7)

''ایک گروہ جنت میں ہوگا، اور ایک گروہ جہنم میں۔''

اللہ تعالیٰ ہمارے کمزور و ناتواں جسموں پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے۔ آمین۔

نیکی اور برائی کی پہچان کے لیے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت اور فہم انتہائی ضروری ہے۔

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر : 7)

”اور جو چیز تمھیں رسول دے اسے لے لو، اور جس چیز سے رسول منع کر دے اس سے باز آ جاؤ۔“

یعنی نیکی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول نیکی گردانیں، اُس کے سوا گمراہی ہی گمراہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا أَبَدًا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ .»[1]

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب انھیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ① اللہ کی کتاب اور ② اس کے نبی (ﷺ) کی سنت۔“

اس آیت کریمہ اور حدیث شریفہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ نہ ہو، یا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہو اور بندہ اسے کر گزرے تو وہ بھی معصیت شمار ہو گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .»[2]

”جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا، جو اس میں نہیں تھا تو وہ مردود ہے۔“

یاد رہے کہ وہ کام بھی مردود ہے اور ساتھ میں برائی کرنے والا بھی مردود ہے۔ کام

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر، رقم: 3۔ مستدرك حاكم: 93/1.

[2] صحيح بخارى، كتاب العلم، رقم: 2697.

بظاہر کتنا ہی نیکی کا ہو مگر جب وہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں، یا اس کا طریقہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں تو وہ نیکی کے بجائے برائی بن جاتا ہے، اور اس کا کرنے والا ''بار'' نہیں بلکہ ''فاجر'' کہلائے گا۔ دلیل کے لیے اس حدیث مبارک کو پڑھیے گا، آپ کو ٹھیک اندازہ ہو جائے گا۔

عمرو بن سلمہ سے مروی ہے: ''ہم لوگ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے قبل جمع ہوتے تھے۔ جب آپ نکلتے تو ہم آپ کے ساتھ مسجد کی طرف جاتے، ایک دن سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے اور ان کے نکلنے پر فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے ابھی ابھی مسجد میں عجیب وغریب چیز دیکھی ہے اور الحمد للہ خیر ہی دیکھی ہو، آپ نے فرمایا: وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اگر آپ زندہ رہے تو ابھی دیکھ لیں گے۔

کہا: میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقے بنائے ہوئے دیکھا، وہ نماز کا انتظار کر رہے تھے، اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں، ہر حلقہ میں ایک آدمی انھیں کہتا ہے: سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہو، تو وہ سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' کہو تو وہ سو مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' کہتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہو تو وہ سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہتے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے انھیں کیا کہا ہے؟ فرمایا: میں تو آپ کے حکم اور رائے کا انتظار کر رہا ہوں اور انھیں کچھ نہیں کہا، فرمایا: کیا تو نے انھیں حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور اپنی نیکیوں کو ضائع نہ کریں۔ پھر وہ چلے اور ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آئے، اور ان کے

پاس کھڑے ہوئے، پس ان سے کہا! میں تمھیں کیا کرتے دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں، اور ہم ان پر «اللّٰه اكبر»، «لا اله الا اللّٰه» اور «سبحان اللّٰه» شمار کرتے ہیں۔

فرمایا: پس تم اپنی برائیاں شمار کرو، میں ضامن ہوں کہ تمھاری نیکیاں ضائع نہ ہوں گی، اے امت محمدیہ! تمھارے لیے افسوس ہے، کتنی جلدی تم ہلاک ہونے والے ہو۔ تمھارے اندر نبی ﷺ کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، اور یہ آپ کے کپڑے ہیں جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، اور آپ کے برتن ابھی تک نہیں ٹوٹے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً تم ایسے دین پر چلنا چاہتے ہو جو محمد ﷺ کی ملت سے بھی زیادہ ہدایت والا ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم نے تو بھلائی کا ارادہ ہی کیا ہے۔

فرمایا: کتنے ہی لوگ بھلائی کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس کو پہنچ نہیں سکتے، (یعنی وہ بظاہر تو بھلائی کا کام کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ بھلائی نہیں ہوتی) یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا کہ ایسی قوم بھی ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ شاید ان کے اکثر تمھیں سے ہوں، پھر ان سے پھرے۔

عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں والے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف تیر اندازی کر رہے تھے۔''[1]

اس حدیث پاک سے پتا چلا کہ بظاہر بھلائی، جب طریقہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام



[1] سنن دارمی، المقدمة، رقم: 210۔ مجمع الزوائد، رقم: 863.

کے خلاف ہوتو وہ بھلائی اور نیکی نہیں، بلکہ وہ فسق و فجور ہے مزید برآں اُس کا کرنے والا فاسق، فاجر و مردود ہے اور اس کا انجام بھی انتہائی خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

شریعت جس چیز کو حلال قرار دیتی ہے تو اُس کی وجہ اُس کا پاک ہونا ہے، اور جس چیز کو حرام قرار دیتی ہے تو اُس کی وجہ اُس کا خبیث ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾ (الاعراف:157)

"اور وہ اُن کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے، اور خبیث چیزوں کو اُن کے لیے حرام قرار دیتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ نیکی پاکیزہ چیز ہے، اور برائی خبیث۔ اسی لیے اُس نے ہر قسم کی برائی کو حرام کر دیا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ ﴾

(الاعراف : 33)

"آپ کہہ دیجیے کہ میرے ربّ نے بے حیائی کے تمام کام چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور ہر قسم کے گناہ اور ناحق بغاوت اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اللہ پر لاعلمی میں اپنی طرف سے کوئی بات کہنا، سب حرام کر دیا ہے۔"

برائی تو اتنی خطرناک چیز ہے کہ وہ قبولیت عبادت کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

چنانچہ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان قوموں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ کے پہاڑوں کے مثل نیک اعمال لے کر حاضر ہوں گے۔ لیکن اللہ عزوجل ان کو گرد و غبار کی طرح اُڑا کر بیکار کر دے گا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ان لوگوں کو نہیں جانتے، آپ ان کا حال اور ان کی صفات بیان فرمائیں تاکہ ہم اُن کے زمرہ میں شامل نہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی بھائی تمہاری جنس بنی آدم سے ہوں گے، جو تمہاری طرح راتوں کو عبادت کریں گے، لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب خلوت اور علیحدگی میں ہوں گے تو حرام امور اور حرام چیزوں کا ارتکاب کریں گے۔''[1]

ہر انسان پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ ایک دائیں طرف ہے جو نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا بائیں طرف ہے جو بدیاں لکھتا ہے۔ انسان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ لکھ لیتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کے ڈائری نویس مقرر ہیں تو انسان ان کو سنبھل کر کلام کرنا چاہیے۔ نیک کلام کرے۔ برائی اور بیہودہ کلام سے اجتناب کرے۔ مثل مشہور ہے۔

پہلے تو لو، پھر بولو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾ (ق : 18)

''انسان کوئی بات نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ نزدیک اس کے نگہبان تیار ہیں۔''



[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: 5245- سلسلة الصحيحة، رقم: 505.

سورۃ یونس میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ رُسُلَنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ (یونس:21)

''بے شک ہمارے بھیجے ہوئے تمہاری کارستانیاں لکھتے جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے کاتبین انسان پر مقرر ہیں۔ جو کچھ وہ کرتا ہے صبح و شام یہ فرشتے بدلتے رہتے ہیں اور تمام اعمال نامے لکھ کر عرش کے تلے جمع کرتے رہتے ہیں۔ پھر قیامت کے روز ہر شخص کو اس کا اعمالنامہ پیش کر دیا جائے گا۔ کمپیوٹر کی طرح کلک (Click) کیا جائے گا اور ہارڈ ڈرائیو سے مکمل ڈیٹا (Data) سامنے آ جائے گا۔ جس کو وہ خود پڑھ لے گا۔

﴿وَ کُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ کِتٰبَکَ ؕ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ﴿ؕ۱۴﴾﴾ (بنی اسرائیل : 13-14)

(بنی اسرائیل: 13 ، 14)

''اور ہم نے ہر آدمی کا نامۂ اعمال اس کی گردن میں لٹکا دیا ہے، اور روزِ قیامت ہم اس کے اعمال کی ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلی ہوئی پائے گا۔ (اس سے کہا جائے گا) اپنا نامۂ اعمال پڑھو، آج تم خود بحیثیت محاسب اپنے لیے کافی ہو گے۔''

انسان اپنا ڈیٹا نامۂ اعمال پڑھ کر افسوس کرے گا۔

﴿وَ وُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا

كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (الکھف:49)

''اور نامۂ اعمال سامنے لایا جائے گا تو اس میں موجود بداعمالیوں کی وجہ سے آپ مجرموں کو خوفزدہ دیکھیں گے، اور وہ کہیں گے اے ہماری بدنصیبی! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے چھوٹے بڑے کسی گناہ کو بھی بغیر شمار کیے نہیں چھوڑا ہے۔ اور انھوں نے دنیا میں جو کچھ کیا ہو گا اسے اپنے سامنے پائیں گے، اور آپ کا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو کر جھک جائے گا، وہ جہنم سے نجات پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کا پلڑا نیکیوں کی کمی اور بدیوں کی کثرت کی وجہ سے ہلکا ہو کر اُوپر اُٹھ جائے گا، اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾﴾ (الاعراف:8، 9)

''اور اُس دن اعمال کا وزن کیا جانا برحق ہے، پس جن کے اعمال کا پلہ بھاری ہوگا، وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے اور جن کے اعمال کا پلہ ہلکا ہو کر اوپر اُٹھ جائے گا وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہوں گے اور یہ اس لیے ہوگا کہ وہ ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کرتے تھے۔''

عصر حاضر میں ایک طرف بے حیائی اور برائی کے طوفان اُمنڈ رہے ہیں تو دوسری

طرف بداعمالیوں کے نتائج مختلف آفتوں کو مصائب کی صورت میں دنیا پر مسلط ہیں۔ اس وقت اُمت مسلمہ بے حیائی، فحاشی اور برائی وعریانی کے سیلابی ریلے میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ اور بے دین بلکہ لادینی حکومتوں کی کوشش ہے کہ اُمت مسلمہ تہذیب مغرب کی پیروکار بن کر ذلت ورسوائی اور گمراہی وضلالت کے گہرے سمندروں میں غرق ہو جائے۔ اور وہ غرق ہو رہے ہیں، لوگوں کو اگر نصیحت کی جائے تو وہ بدی کو ترک کرنے کو تیار نہیں، بلکہ وہ یوں کہیں گے:

ناصحا مت کر نصیحت کیوں مجھے سمجھائے ہے
نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

ضرورت اس بات کی تھی کہ مسلم معاشرے کو نیکی اور برائی کی پہچان کرائی جائے، سرکش لوگوں کی اصلاح اور اتمام حجت کے لیے کتاب وسنت کے دلائل کو پیش کرنا ہمارا فریضہ منصبی ہے۔ چنانچہ ہم نے ''نیکی اور برائی کی پہچان'' کے عنوان پر قلم اٹھایا۔ اور پیش نظر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان تھا کہ:

«عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ: خَطَبُهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ حَتَّى مَتَى تَرْعُوْنَ عَنْ ذِكْرَ الْفَاجِرِ هَتَكُوْهُ حَتَّى يُحْذِرَهُ النَّاسِ . »[1]

''معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: لوگو! تم بدکار شخص کی برائیاں ذکر کرنے سے کب تک رکے رہو

[1] مجمع الزوائد: 154/1، طبع مؤسسة المعارف بيروت 1406ھـ/ 1986م.

گے۔تم اعلانیہ فسق و فجور کرنے والے شخص کی بداعمالی کے پردے چاک کردو۔تا کہ دیگر لوگ ان سے اوران کی بدیوں سے ہوشیار ہوجائیں۔‘‘

کتاب ہذا دوحصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں: ①: نیکی کی اہمیت وفضیلت ②: اللہ کے نزدیک نیکیوں کی قدرو قیمت ③: قبولیت نیکی کی شرائط ④: نیک بندوں کے اوصاف ⑤: اللہ کے ہاں نیکیوں کا اجروثواب ⑥: چھوٹی نیکیوں کا بڑا ثواب ⑦: بڑی نیکیوں کا اجر عظیم ⑧: نیکیوں کے اسباب اور ذرائع ⑨: نیکیوں کے آداب وتقاضے بیان کیے گئے ہیں۔

جبکہ دوسرے حصے میں ①: برائی کی تعریف ②: برائی کی مذمت ③: چھوٹی چھوٹی برائیوں کے بڑے بڑے عذاب ④: بڑے گناہوں کا بڑا عذاب ⑤: برائیوں کی دیگر قباحتوں اورنقصانات کا بیان ہے۔

کتاب ہذا موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دی گئی ہیں۔ یہ کتاب نیکی اور برائی کے تعارف پر ایک نہایت عمدہ مجموعہ ہے، بلا مبالغہ ہم نے لؤلؤے متناثرہ اور ازھار منتشرہ کو یکجا کر کے مسلمان مرد وزن کے لیے ایک گلدستہ تیار کردیا ہے۔جس کی خوشبو کی مہک سے وہ اپنے دل ودماغ کو معطر اور اپنے ایمان واسلام کو بلابخش سکتے ہیں۔

ہم اختتامی سطور میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے کتاب ہذا پر تقریظ لکھ کر کتاب کے حسن میں اضافہ کردیا اور یقیناً بعض ایسے امور کی وضاحت کی کہ نیکی اور بدی کے تعارف اور تعریف میں وہ بنیادی چیزیں حیثیت رکھتی تھیں۔ یقیناً فضیلۃ الشیخ نے تصنیف کے میدان میں ہمارا حوصلہ بلند کیا، اس علمی کام میں ہمیشہ ہی دست تعاون دراز کیا اور ہماری ٹوٹی پھوٹی تحریروں کو پسند فرمایا اور ساتھ ڈھیروں دعائیں بھی کیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم وعمل اور اُمور خیر و اعمال خیر میں برکت عطا

فرمائے۔(وأكثر من أمثاله من علماء المسلمين)

یہی وجہ ہے کہ خالص سلفی منہج کی حامل شخصیت فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے زیر سایہ ہم منہج سلف کے عین مطابق یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔تصنیف و تالیف کے میدان میں میرا اور بھائی عبدالخالق کا اکھٹے خدمت کرنا، اور قرآن وسنت سے گل چن کر خوبصورت گلدستے تیار کرنا بھی فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کی دعاؤں، برکات اور نصیحتوں کا ثمرہ ہے۔عرصۂ دس سال سے زائد ہم نے جو کام اکٹھے مل کر کیا تو اس کی صورت یہ رہی کہ مواد جمع بھائی عبدالخالق کردیتے ہیں جبکہ مواد کی ترتیب، تخریج، اضافہ جات اور تہذیب و تنقیح میری ذمہ داری ہوتی ہے۔اس میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے انھیں قرآن وسنت اور علوم آلیہ کی تعلیم بھی دی اور الحمدللہ اس وقت وہ ان علوم میں کافی اچھی مہارت حاصل کر چکے ہیں۔اور انھیں ہم نے وہ اجازہ بھی دے دیا جو ہمیں فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ نے عنایت فرمایا تھا اور وہ اجازۃ بھی دیا جو محدث العصر، قاطع شرک وبدعت علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص محدث دیار کویت فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم الشیبانی، رئیس المخطوطات للتراث والوثائق، کویت نے ہمیں مرحمت فرمایا تھا۔

اس کے علاوہ بھائی عبدالخالق نے محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے تلامذہ شیخ موسیٰ نصر حفظہ اللہ سے بنیادی علوم القرآن، فضیلۃ الشیخ سلیم الھلالی حفظہ اللہ سے بنیادی اصول حدیث، فضیلۃ الشیخ علی الحلبی الاثری سے بنیادی فقہ الاسلام اور شیخ اُسامہ الکوسی سے بنیادی علم التوحید حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہوں کہ وہ مسلم معاشرے کے مردوزن کو اس کتاب سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔جو شخص نفس کی خواہشات پر قابو پالے گا،

وہ مجاہد ہے۔ اور جو شخص برائی کو چھوڑ دے وہ مہاجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ.»[1]

جن لوگوں کی زندگی بدیوں سے آلودہ رہی یہ آیت کریمہ انھیں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور عظیم مغفرت کی خوشخبری دے رہی ہے کہ انھیں اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے، وہ تو اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر : 53)

علامہ شوکانی رقمطراز ہیں کہ یہ آیت کریمہ قرآن کریم کی سب سے زیادہ امید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور پھر انھیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا امید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تو تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (فتح القدیر)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے رقم کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ کافر و مومن تمام گناہ گاروں کی توبہ کی دعوت دیتی ہے، اور خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)



[1] شعب الإيمان للبيهقي، رقم: 11122۔ مسند أحمد: 21/6.

اللہ ربّ العزت اس کتاب نافع کو ہماری، ہمارے معاونین، خصوصاً ابویحییٰ محمد طارق جاوید، محمد شاہد انصاری، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی، محمد ناظر سدھو، شمشیر اشرف، حاجی نوید آصف، بھائی محمد رمضان محمدی، بھائی سفیان افضل کے والد مرحوم، جناب ابومؤمن منصور احمد حفظہ اللہ ''مالک اسلامی اکادمی'' اور فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ ''سرپرست انصار السنہ پبلی کیشنز'' کی نجات کا ذریعہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت و کرامت عطا فرمائے، شریروں کے شر اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے تاکہ ذہنی سکون کے ساتھ اس فریضۂ منصبی کو انجام دے سکیں۔

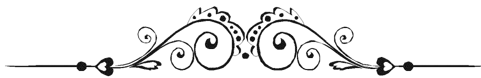
الٰہی آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے
دلوں میں کفر رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم!

حافظ حامد محمود الخضری

خادم: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

11-01-2012



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازة فى رواية الحديث

الحمد لله الذى جعل الاسناد خصيصة هذه الأمة، وجعله من الدين ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء.

والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين محمد صلى الله عليه وسلم القائل: يحمل هٰذا العلم من خلف عدوله، والقائل: بلغوا عنى ولو اٰية والقائل: الا فليبلغ الشاهد الغائب والقائل: تسمعون منى ويسمع منكم ويسمع ممن سمع منكم والقائل: نضر اللّٰه امرأ سمع مقالتى فحفظها ثم اداها كما سمعها.

وعلىٰ اٰله وصحبهٖ ومن اقتدى بهديه وسنن بسنته إلى يوم الدين فنذكر في هٰذه العجالة روايتنا للحديث واجازاتنا فيه ووصل سندنا بالعلماء المحدثين، لكى نجيزبه من طلب منا الاجازة، وإن كنت لست أهلا لذلك ولكن تحقيقا لرغبة المستجيزين وابقاء لسلسلة الاسناد المباركة نكتب ونقول وباللّٰه التوفيق.

قرأنا الجامع الصحيح لأمير المؤمنين في الحديث الامام البخارى رحمه اللّٰه ومؤطا الامام مالك برواية يحيى بن يحيى المصمودى عنه على شيخنا المحدث الحافظ المقلب بجامع

المعقول والمنقول الشيخ حاكم على الدهلوى هو قرأ هذين الكتابين وكثيرا من الكتب الأخرى مثل صحيح الإمام مسلم والسنن الأربعة على الشيخ المحدث عبيد الله رحمانى رحمه الله عن محدث الوقت الشيخ أحمد لله البرتاب كرى رحمه الله عن شيخ الكل فى الكل رئيس المحدثين فى الهند الشيخ نذير حسين المحدث البهارى ثم الدهلوى رحمه الله ح ويصل سندنا إلى الشيخ نذير حسين المحدث الدهلوى بطريق أعلى منه ايضا، وهوان شيخنا حاكم على رحمه الله قرأ على الشيخ أحمد الله بلوغ المرام لإبن حجر العسقلاني وجزأ من مشكاة المصابيح والشيخ احمد الله من اشهر تلاميذ الشيخ نذير حسين كما تقدم، فأصبح سندنا هكذا: حاكم على عن أحمد الله عن نذير حسين (أى بواسطتين بينى وبين شيخ الكل) ولله الحمد:

ولنا إجازات عن المشايخ المعروفين بسند شيخ الكل نذير حسين محدث الدهلوي ونذكر بعضا منها:

أجازنا بجميع مروياته ومسموعاته شيخنا الكريم العالم الكبير المعروف بشيخ العرب والعجم العلامة بديع الدين شاه الراشدي السندي رحمه الله وهو يروي عن كثير من العلماء المحدثين:

فأجازه الشيخ المحدث القوى فى المناظرة الشيخ ثناء الله الامرتسرى عنه.

وأجازه الشيخ الفاضل المحدث ابوسعيد شرف الدين المحدث الدهلوي عن المحدث الشيخ محمد بشير بن بدر الدين السهسواني عنه .

وأجازه الشيخ المحدث التقى الزاهد الشيخ عبد الله روبرى عن محدث زمانه الشيخ عبدالمنان بن شرف الدين الوزير آبادى عنه .

وأجازه الشيخ المحدث المدرس بالحرم المكي الشيخ ابومحمد عبد الحق بن عبد الواحد بن محمد هاشم الهاشمى البها والفورى عن الشيخ أبى سعيد حسين بن عبد الرحيم البتالوي والشيخ أبى الوفاء الأمرتسرى والشيخ أبى الحسين محمد بن حسين الدهلوى والشيخ أبى اسماعيل ابراهيم بن عبد الله والشيخ أبى محمد بن محمود الطنافسي والشيخ أبى تراب عبد التواب بن قمر الدين الملتانى والشيخ أبى اليسار محمد بن عبد الله الغيطى والشيخ محمد بن أبى محمد الرياستي

كلهم عن شيخ الكل رحمه الله .

وأجازه الشيخ أبواسحاق نيك محمد الأمرتسرى عن الإمام ابن الإمام عبدالجبار بن عبد الله الغزنوى عن شيخ الكل

ح وكذلك أجازنا بجميع مروياته ومسموعاته واجازاته شيخنا الكريم محدث النيبال الشيخ عبدالروف جند انغري النيبالي . وشيخنا الفاضل العالم الكبير الشيخ عبد الخالق الرحماني بن



الشيخ المحدث عبد الجبار كنديلوي عن الشيخ عبيد الله الرحماني عن الشيخ أحمد الله برتاب غرى عن شيخ الكل .

ح وكذلك اجازنا بجميع مروياته ومسموعاته المحدث الشهير العالم الزاهد العابد التقى الشيخ سلطان محمود جلالفوري عن الشيخ عبد التواب ملتاني عن شيخ الكل .

والشيخ عبيد الله رحماني حصلت له الإجازة والرواية عن الشيخ المحدث أبى العلى محمد عبد الرحمٰن المباركفوري صاحب تحفة الأحوذي عن شيخ الكل (فأصبح بينى وبين الشيخ المباركفوري واسطتان) ولله الحمد ويصل سندنا الى المحدث الشهير الإمام الشوكاني رحمه الله عن طريق الشيخ أحمد الله برتاب غرى رحمه الله فقد حصلت له الاجازة والرواية عن الشيخ المحدث حسين بن محسن الأنصاري الخزرجى اليمانى عن محمد بن ناصر الحسني الحازمى وعن أحمد بن محمد بن على الشوكاني كلاهما عن الإمام الشوكاني رحمهم الله رحمة واسعة .

قلت: والأسانيد من شيخ الكل نذير حسين المحدث الدهلوي الى الأئمة الأعلام مذكورة فى كتب الحديث والتراجم .

وها أنا أسوق منها سندا واحدا إلى رئيس المحدثين وأمير المومنين فى الحديث الإمام محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاري الجعفي رحمه الله، وبالله التوفيق .



الشيخ نذير حسين المحدث الدهلوي حصل له السماع والقرأة والإجازة عن الشيخ محمد اسحاق الدهلوي عن جده من جهة الأم الشيخ عبد العزيز الدهلوي عن شيخ أبى طاهر محمد بن ابراهيم الكردي عن ابيه ابراهيم بن حسن الكردي، وهو قرأ صحيح البخاري على الشيخ أحمد بن محمد القشاشى قال أخبرنا به الشيخ شمس الدين بن محمد احمد الرملي أخبرنا الشيخ زين الدين زكريا بن محمد الانصاري قال قرأت على الشيخ الحافظ أبى الفضل شهاب الدين أحمد بن على ابن حجر العسقلاني عن الشيخ أبى اسحاق ابراهيم بن أحمد التنوخى عن المسند المعمر أبى العباس أحمد بن أبى طالب الحجار سماعا لجميعه عن الشيخ سراج الدين أبى عبد الله الحسين بن المبارك الزبيدي عن الشيخ أبى الحسن عبد الرحمٰن مظفر الداودي عن أبى محمد عبد اللّٰه بن أحمد السرخسي عن أبى عبد الله محمد بن يوسف الفربري عن مؤلفه أمير المؤمنين في الحديث أبى عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري رحمه الله .

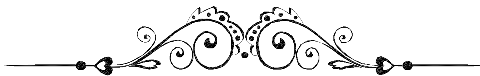
قلت قد أجزت لجميع ما تقدم من مروياتي ومسموعاتي وإجازاتى أخى فى الله الشيخ **حافظ حامد محمود** بعد ما قرأ علي **الصحيح للإمام البخاري** وأوصيه بتقوى الله تعالىٰ فى السر والعلن وأن يخلص نيته ويتمسك بمنهج العلماء المحدثين في خدمتهم للسنة المطهرة على صاحبها ألف ألف تحية من حيث

القرأة والسماع والحفظ والعمل والنشر والأداء كما قال الإمام عبدالله بن المبارك رحمه الله: أول العلم النية ثم السماع ثم الفهم ثم الحفظ ثم العمل ثم النشر، وان يجعل فى يده دائما كتابا من كتب الحديث فى إقامته ورحلاته كما سئل الامام البخاري عن دواء الحفظ فقال: إدمان النظر في الكتب، وأن يقف أمام أعداء السنة من المنكرين لها والمؤولين والمحرفين فيها وأن لا ينسانا ومشايخنا و والدينا وكل من حمل لواء السنة المطهرة في صالح دعواته وخاصة فى الاوقات المشهود لها بالاستجابة على لسان سيد الانبياء والمرسلين، واصلى واسلم عليه وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

خادم زمرة الحفاظ المحدثين

عبد اللّٰه ناصر عبد الرشيد الرحمانی

غفر اللّٰه ولوالديه وأساتذته

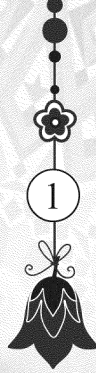




حصّہ 1







نیکی کی اہمیت وفضیلت



نیکی: (1) بھلائی۔خوبی عمدگی۔(2) اور کارِ خیر۔احسان سے تعبیر ہے۔دوسرے الفاظ میں آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنا نیکی اور بھلائی ہے جبکہ قرآن وسنت کی مخالفت والا عمل برائی اور گناہ ہے۔

① دنیا میں راحت وسعادت

ایمان لانے کے بعد جو کوئی بھی قرآن وسنت کے مطابق عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں راحت وسعادت اور وسیع رزق حلال عطا کرے گا اور روزِ قیامت اُس کے اعمالِ صالحہ یعنی نیکیوں کا کئی گنا بہتر بدلہ دے گا۔ارشادفرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾﴾

(النحل : 97)

”جو کوئی مرد یا عورت نیک کام کرے گا، درانحالیکہ وہ مومن ہوگا، تو اسے ہم پاکیزہ اور عمدہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ انھیں دیں گے۔“

② آخرت میں اللہ کی عظیم ترنعمت جنت

دنیا میں نیکیاں کرنے کی وجہ سے دنیا میں راحت وسعادت تو ملتی ہی ہے، لیکن آخرت میں جو ملے گا وہ اللہ کی عظیم ترنعمت جنت ہوگی جو متقیوں کے لیے بہت ہی اچھا گھر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ ﴾ (النحل : 30)

''جولوگ نیک عمل کریں گے انھیں اس دنیا میں بھلائی ملے گی، اور آخرت کا گھر یقیناً زیادہ بہتر ہوگا، اور اللہ سے ڈرنے والوں کا گھر بہت ہی اچھا ہوگا۔''

③ نیکیوں کا بدلہ بے حساب اور برائی کا صرف ایک مثل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۰ ﴾ (الانعام : 160)

''جوشخص نیکی کرے گا تو اسے اس کا دس گنا ملے گا، اور جو برائی کرے گا تو اسے اس کے برابر سزا دی جائے گی، اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو نیکی کرے گا، اسے دس گنا یا زیادہ اجر ملے گا، اور جو برائی کرے گا اسے ویسا ہی ملے گا یا میں اسے معاف کردوں گا، اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میں اس سے دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے برابر قریب ہوں گا، اور جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔''[1]

سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:



[1] مسند أحمد: 153/5۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم :2687.

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ ﴾ (البقرۃ:261)

''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ایک اونٹ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اسے میں اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ اس کے بدلے تمھیں قیامت کے روز اللہ سات سو اونٹنیاں دے گا۔''[1]

④ نیکی کا ایک پہلو

اپنے ایمان وایقان اور نیکی میں صادق وہ ہے کہ جو کوئی ایمان کے بعد مذکورہ اوصاف سے متصف ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ

[1] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم: 1892- مسند أحمد: 121/4.

اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (البقرہ : 177)

’’حقیقت دونوں میں یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق ومغرب کی طرف پھیرلو، بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، قرآنِ کریم پر، اور تمام انبیاء پر، اور اپنا محبوب مال خرچ کرے، رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر، مسافروں پر، مانگنے والوں پر اور غلاموں کو آزاد کرانے پر اور نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ دے، اور جب کوئی عہد کرے تو اسے پورا کرے، اور دکھ اور مصیبت میں اور میدانِ کارزار میں صبر سے کام لے، یہی لوگ سچے ہیں، اور یہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔‘‘

⑤ نیکی، انسان کی ذاتی بھلائی کا سبب ہوتی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ ﴾ (الجاثیة : 15)

’’جو نیک عمل کرے گا تو اپنے لیے اور جو کوئی برا عمل کرے گا تو (اس کا وبال) اسی پر ہوگا، پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔‘‘

اور سورۃ حم السجدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ

بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿٤٦﴾ (حٰم السجدہ:46)

''جو کوئی عمل صالح کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے، اور جو برا کام کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے، اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔''

معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرتا ہے، اس کا فائدہ اسے ہی پہنچتا ہے، اور جو کفر و معصیت کی راہ پر چلتا ہے اس کا نقصان اسے ہی ملتا ہے، یعنی اللہ کی ناراضگی اور عذابِ الیم کا سزاوار بنتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، وہ کسی کا بغیر گناہ مواخذہ نہیں کرتا، بلکہ اکثر کو معاف ہی کر دیتا ہے۔

⑥ دنیا کی زیب و زینت اور نیکی

دنیا فانی گھر ہے، جو عارضی اور فانی زیب و زینت کے ساتھ مزین ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لیے بنایا ہے، تاکہ اچھا عمل کرنے والا برا عمل کرنے والا ممتاز ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿ اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَى الۡاَرۡضِ زِيۡنَةً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَيُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ ﴾ (الکھف:7)

''بے شک جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے آزمائش بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْلَمُوْنَ، فَاتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا النِّسَآءَ، فَإِنَّ

أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ . »[1]

''بے شک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں جانشین بنانے والا ہے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ تم اس میں کس طرح کے عمل کرتے ہو! پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرو، بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔''

سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ② ﴾ (الملك :1- 2)

''بے حساب برکتوں والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سارے جہان کی بادشاہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے، اور وہ زبردست معاف کرنے والا ہے۔''

⑦ اللہ نیک لوگوں کی دعا قبول فرماتا اور انھیں اپنے فضل سے بڑھاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ وہ ان کی دعا قبول فرماتا ہے، اور انھیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:



[1] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، رقم: 2742- سنن ترمذى، كتاب الفتن، رقم : 2191- مسند أحمد : 22/3 .

﴿ وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴾ (الشوریٰ : 26)

''اور وہ ایمان والوں، اور عمل صالح کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہے، اور اپنے فضل سے انھیں مزید عطا کرتا ہے، اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔''

⑧ نیکی کو حقیر مت سمجھو

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ . »[1]

''نیکی کے کام کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ نیکی کا کام یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔''

مثل مشہور ہے:

قطرے قطرے سے دریا بن جاتا ہے

نیکی کی قدر اُس دن ہوگی جس دن ماں بیٹے سے اور بیٹا باپ سے بھاگے گا۔ ایک نیکی دینا تو درکنار لوگ پہچاننے سے بھی انکار کردیں گے۔ نیکیوں کو چھوٹا یا حقیر اس لیے بھی نہیں جاننا چاہیے کہ نیکیوں سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوتا ہے۔ وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں کہ جن کو موت کے وقت فرشتے خوشخبری سنا دیتے ہیں: تیرا رب تجھ پر راضی اور خوش ہے۔



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 669 .

اللہ تعالیٰ نیکیوں کو بڑھاتا، ان کی قدر کرتا اور ان کے عوض گناہ معاف فرماتا ہے۔ لہٰذا چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا موقع بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی کہ جس نے اپنی دو بیٹیوں کو اُٹھا رکھا تھا۔ میں نے اُسے کھانے کے لیے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ان کھجوروں میں سے ایک ایک کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دی اور ایک کھجور کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف اٹھائی۔ مگر اس کی دونوں بچیوں نے تیسری بھی کھانے کے لیے مانگ لی تو اُس عورت نے اس کھجور کے دو حصے کیے کہ جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی اور ان دونوں حصوں کو ان دونوں میں تقسیم کر دیا۔ اُس عورت کے اس معاملے نے مجھے حیران کر دیا۔ چنانچہ میں نے اُس کے اس واقعہ کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ .»[1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کے لیے اس کھجور کے صدقہ کی وجہ سے جنت کو واجب کر دیا ہے، یا اللہ نے اُس عورت کو اس چھوٹی سی نیکی کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیا۔''

⑨ نیکی کی طرف راہنمائی کرنے پر اجر وثواب

سیّدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے آپ سے جہاد پر جانے کے لیے سواری کا مطالبہ کیا۔ وہ عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری سواری کا جانور مر گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 6694.

«مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ أَوْ قَالَ...... عَامِلِهٖ .»[1]

”نیکی کا راستہ دکھانے والا اجر و ثواب میں نیکی کرنے والے کے برابر ہوتا ہے۔“

ایک حدیث میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَیْرِ أَنْ یُّنْقَصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ. وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً ، کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ أَنْ یُّنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ .»[2]

”جس شخص نے اسلام میں آ کر کوئی نیک عمل جاری کیا، اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہوگا اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں گے ان کا بھی اسے اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ بھی اجر و ثواب کم ہو۔ اور جس نے اسلام میں آ کر کوئی بری چال ڈالی تو اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں گے۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بوجھ کچھ بھی کم ہو۔“

اس حدیث مبارکہ سے کہ ”جس شخص نے اسلام میں کوئی نیک عمل جاری کیا، اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہوگا اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں گے ان کا بھی اسے اجر ملے گا“ کا مطلب قطعی یہ نہیں کہ ہر کوئی اپنے اپنے طریقہ اور فقہ کے مطابق نیکی سمجھ کر بدعت شروع کرے تو اسے ثواب ملے، بلکہ ثواب کی امید تو تب کرنی ہوگی کہ جب وہ نیکی



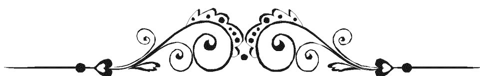
[1] سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: 2671۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
[2] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: 2351 و کتاب العلم، رقم: 6800.

کتاب وسنت، فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں ہوگی۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءَ سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ عِنْدَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ .»[1]

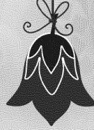
''اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اس شخص کو جو ہم میں سے کوئی بات سنے اور اُسے جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچادے کیونکہ بہت سے وہ لوگ جنھیں بات پہنچائی جاتی ہے سننے والوں سے زیادہ یادرکھنے اور سمجھنے والے ہوتے ہیں۔''





[1] سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، رقم: 3660۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔





2

نیکیوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و قیمت

نیکوکار اور صالح لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں بے حساب رزق، بغیر حساب کے اجر و انعامات و اکرامات اور حسب منشا نیکیوں کا صلہ اور بہت زیادہ فضل سے نوازتا ہے۔ اس باب میں اسی تفصیل کا بیان ہوگا۔ انشاء اللہ!

① نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا مزید فضل

نیک لوگوں کی نیکی کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ انھیں کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ ﴾ (النور: 38)

”تاکہ وہ لوگ جو نیک کام کرتے ہیں، اللہ انھیں اس کا سب سے اچھا بدلہ دے، اور اپنے فضل سے انھیں زیادہ بھی دے، اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔“

② ذرہ بھر نیکی کو اللہ تعالیٰ دو چند کر دیتا ہے

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ﴾ (النساء: 40)

”بے شک اللہ ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی کی ہوگی تو وہ اسے دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔“

③ نیکی کا بدلہ بہتر سے بہتر اور برائی کا صرف ایک برائی کے برابر

جو شخص قیامت کے روز نیکی لائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا ثواب بندے کی نیکی سے زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا کرے گا اور یہ اس کا فضل و کرم ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾

(القصص : 84)

"جو شخص بھلائی کرے گا اسے اس سے بہتر ملے گا، اور جو برائی کرے گا، تو برا عمل کرنے والوں کو ان کے عمل کا ہی بدلہ دیا جائے گا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (النمل : 89-90)

"جو لوگ نیک عمل کریں گے انھیں اس کا بہترین بدلہ دیا جائے گا، اور ایسے لوگ اُس دن گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔ اور جو لوگ برا عمل کریں گے، وہ اپنے چہروں کے بل جہنم میں ڈال دیے جائیں گے، تمھیں تمہارے کیے کا ہی بدلہ دیا جائے گا۔"

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴾ (الشوری : 23)

''اور جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے ہم اس میں اپنی طرف سے ایک نیکی کا اضافہ کر دیتے ہیں، بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا، نیک کاموں کا بڑا قدر دان ہے۔''

④ نصرتِ دین جیسے عمل کی اللہ کے ہاں قدر و قیمت

جو لوگ اللہ کے دین کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی ضرور مدد و نصرت کرتا ہے اور اللہ پر کون غالب آ سکتا ہے وہ تو نہایت قوی اور ہر حال میں غالب ہے، وہ جس کی مدد کرنی چاہے ساری دنیا مل کر اسے مغلوب نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾

(الحج: 40)

''اور جو کوئی اللہ کے دین کی مدد کرے گا، اللہ اُس کی مدد ضرور کرے گا۔ بلاشبہ اللہ زبردست زور آور اور عزت والا، غالب ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ (محمد: 7)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم ثابت رکھے گا۔''

⑤ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ تمھیں کئی گنا زیادہ اجر عطا کرے گا

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (البقرہ : 245)

''کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے، تو اللہ اسے اس کے لیے کئی گنا بڑھا دے، اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے اور کشادگی عطا کرتا ہے اور اسی کی طرف تمھیں لوٹ کر جانا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (البقرۃ:261)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس کو چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کہ ابن آدم کے نیک کام کو اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک اونٹ لے کر رسول

① صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 164/ 1151.

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اسے میں اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ اس کے بدلے تمھیں قیامت کے دن اللہ سات سو اونٹنیاں دے گا۔“[1]

⑥ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہارے گناہ معاف کرے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ﴾ (التغابن : 17)

”اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تم کو اس کا دوگنا دے گا اور تمھیں بخش دے گا، اور اللہ بڑا قدر شناس اور خوب حوصلے والا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات کریمہ اور احادیث نبویہ الشریفہ میں جہاں نیکیوں کی قدر و قیمت کا ذکر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کے بے حد وحساب فضل و رحمت کا بھی ذکر ہے۔ یاد رہے کہ نیکی اللہ کے فضل و رحمت کے حصول کا ذریعہ اور سبب ہوتی ہے۔ نیکی کی توفیق کے باوجود جب تک انسان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نہ ہو تب تک وہ نیکی جنت میں نہیں لے جا سکتی۔ چنانچہ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا . اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ......»[2]

”اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ نصیب فرما اور اسے پاک فرما۔ تو اس کے لیے بہترین پاک فرمانے والا ہے۔ تو اس کا مددگار اور آقا ہے۔“



① صحیح مسلم، کتاب الإمارة، رقم: 1892 - مسند أحمد: 121/4 .

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: 6906 .



3

قبولیت نیکی کی شرائط



علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبولیت عمل صالح کی تین شرائط ہیں، جب وہ پائی جائیں گی تو عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا وگرنہ مردود۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:

① ...... ایمان خالص ② ...... اخلاص ③ ...... اتباع رسول ﷺ

ذیل کی سطور میں ان تینوں کا بیان اختصار مگر جامعیت کے ساتھ مرقوم ہے۔

① ایمان خالص

عمل صالح کی قبولیت کی پہلی شرط ایمان ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾ ﴾ (النساء : 124 - 125)

”اور جو شخص بھی عمل صالح کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، درانحالیکہ وہ مومن ہوگا، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا، اور اُس آدمی سے زیادہ دین دار کون ہوگا جو اپنی پیشانی اللہ کے سامنے جھکا دے، اور اس کا عمل بھی اچھا ہو، اور مسلم و موحد ابراہیم کی ملت کا متبع ہو، اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنالیا تھا۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یہ جو اللہ نے قرآن عزیز میں فرمایا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ نیکی کے اعمال کرنے والا خالص توحید کی راہ اختیار کرے اور اپنی عبادت کو صرف اللہ کے لیے خالص کرلے اور وہ اس عمل صالح کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو کہ جو قرآن وسنت کے مطابق ''مامور بہ'' ہو۔ یعنی ہر کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کرے۔ یہی دونوں اصل دین کی بنیادیں ہیں۔''[1]

اور سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوا:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝٩٤ ﴾ (الانبياء : 94)

''تو جو کوئی حالت ایمان میں عمل صالح کرے گا، اس کی کوششوں کا انکار نہیں کیا جائے گا، اور ہم اس کے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔''

اسی مفہوم کو سورۃ الاسراء میں یوں بیان کیا ہے:

﴿ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝١٩ ﴾ (الاسراء : 19)

''جس کا ارادہ آخرت کا ہو، اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے یہاں پوری پوری قدردانی کی جائے گی۔''

ایمان دین کی اصل اور بنیاد ہے۔ بغیر اس کے اعمال قبول نہیں ہوتے، مشرکین مکہ نے بیت اللہ کی تعمیر کی، حاجیوں کو پانی پلاتے اور خود حج کیا کرتے، لیکن ان کے اعمال اکارت



[1] اقتضاء الصراط المستقيم، ص :451، طبع انصار السنه المحمديه، لاهور.

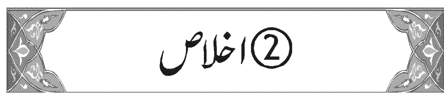
گئے کہ ایمان کی حقیقت سے عاری تھے جو کہ قبولیت عمل کی اصل ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ ﴾

(التوبة: 19 تا 20)

''کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کو آباد کرنے والے کو اس آدمی کے برابر بنا دیا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا ان کا مقام اللہ کے نزدیک اونچا ہے، اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔''



② اخلاص

کسی بھی نیکی اور عمل صالح کی قبولیت کے لیے اخلاص کا ہونا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ (البينه: 5)

''اور انھیں حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔''

اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اقدس پر ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴾ (الزمر: 11)

''کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کروں۔''

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ پس جس کی ہجرت، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی، اس کی ہجرت انھی کی طرف سمجھی جائے گی۔ اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انھیں مقاصد کے لیے ہوگی۔''[1]

معلوم ہوا کہ ''نیت'' کا معاملہ دینی و دنیاوی امور میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اس لیے کہ سب اعمال اس کی بنیاد پر سرزد ہوتے ہیں اور اس کے اعتبار سے وہ درست یا غلط قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ امام یحییٰ ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« تَعَلَّمُوا النِّيَّةَ فَإِنَّهَا أَبْلَغُ مِنَ الْعَمَلِ . »[2]

''عمل سے پہلے نیت کے اخلاص کو اپناؤ، کیونکہ نیت عمل سے زیادہ ضروری ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى



[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم: 1؛ صحیح مسلم، کتاب الأمارة، رقم:1907 .

[2] فتح الباری شرح صحیح بخاری، تحت حدیث رقم: 1 .

قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ .»[1]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو صرف تمہارے دلوں کے خلوص اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

لہٰذا خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے جو عمل کیا جائے وہی اجر وثواب کا مستوجب ہوگا۔ سیّدنا ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے، دوسرا (خاندانی، قبائلی) حمیت کے لیے اور ایک تیسرا ریاکاری کے لیے لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .»[2]

''جو شخص صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔''

جناب ابوکبشہ الانماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَثَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَمَثَلِ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِيْ مَالِهِ، يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ . وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا . فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ هٰذَا، عِمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ الَّذِيْ يَعْمَلُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ . وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 6542، 6543 .

[2] صحيح بخارى، كتاب العلم، رقم: 123۔ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم:1904 .

يُوْتِهِ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ، يُنْفِقُهُ فِيْ غَيْرِ حَقِّهِ. وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَا مَالًا فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ الَّذِيْ يَعْمَلُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ.»[1]

''اس اُمت کی مثال چار آدمیوں کی طرح ہے: ①: ایک وہ آدمی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دونوں عطا کر رکھے ہیں اور اپنے مال کو وہ اپنے علم کے مطابق جہاں اسے خرچ کرنے کا حق ہو وہاں اسے صرف کرتا ہے۔ ②: ایک وہ آدمی کہ جسے اللہ نے علم تو دے رکھا ہے مگر مال نہیں دیا اور وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس اس (پہلے والے) آدمی کی طرح مال بھی ہوتا تو میں اس کی طرح اسے بھی خرچ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دونوں آدمی اجر میں برابر ہوں گے۔ ③: تیسرا وہ شخص کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے مگر اسے علم عطا نہیں فرمایا۔ اور وہ اپنے مال میں ناجائز تصرف کرتا ہے اور جہاں خرچ کرنے کا حق ہے وہاں اسے صرف نہیں کرتا۔ ④: چوتھا آدمی وہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ ہی تو مال دیا ہے اور نہ ہی علم۔ اور وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس اس آدمی کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس کی طرح اسے خوب اڑاتا اور خوب بے جا تصرف میں لاتا۔ تو رسول اللہ  نے فرمایا: یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔''

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب النية، رقم: 4228۔ التعليق الرغيب: 27/1۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ محض نیت صالحہ سے ایک شخص کو عمل صالح کا ثواب ملا اور دوسرے کو بری نیت کی وجہ سے عمل فاسد کا گناہ حاصل ہوا، یہ نیت کی کرشمہ سازی ہی تو ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ، فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ فَقَالَ: لِاَنَّهُ قَدْ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ .»[1]

''جب دو مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لیے لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوں گے'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! قاتل تو قتل کی وجہ سے جہنم میں جائے گا، لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ فرمایا: ''کیونکہ وہ بھی دوسرے کے قتل کے درپے تھا۔''

پس معلوم ہوا کہ خراب نیت اور فاسد ارادے نے قاتل و مقتول دونوں کو برابر لا کھڑا کیا ہے وگرنہ مقتول کو تو جنتی ہونا چاہیے تھا۔

بنا بریں اللہ کے احکام تسلیم کرنے والا انسان اپنے اعمال کی بنیاد اچھی نیت پر رکھتا ہے اور وہ کوئی بھی عمل بلا نیت سرانجام نہیں دیتا، کیونکہ نیت عمل کی روح اور قوام ہے۔ نیت درست تو عمل صحیح اور نیت فاسد تو عمل باطل۔ بلکہ نیت کے بغیر عمل کرنے والا ریاکار اور متکلّف ہوتا ہے، کہ جس پر اللہ کی ناراضگی اترتی ہے، نیت اعمال کا رکن اور درستی کے لیے شرط اوّل ہے۔ تاہم نیت سے مراد یہ نہیں ہے کہ محض زبان سے یہ کہہ دیا جائے: «اَللّٰهُمَّ نَوَيْتَ كَذَا .» ''اے اللہ! میں نے فلاں نیت کی ہے'' اور نہ ہی محض ذہن میں خیال



[1] صحیح بخاری، کتاب الدیات رقم: 6875۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: 7252.

لانے کا نام نیت ہے۔ بلکہ نیت دل کا فعل ہے، جس کے نتیجہ میں صحیح غرض، حصول نفع، دفع نقصان ہوتا ہے۔ کام کرنے کے سچے ارادہ کا نام نیت ہے، جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو اور جس کے احکام کی تعمیل مقصود ہو۔ اچھی نیت سے مباح عمل بھی اجر وثواب کا باعث بن جاتا ہے، جبکہ نیت کی درستی سے وہ معصیت اور گناہ بن جاتا ہے اور انسان سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

یاد رہے کہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کبھی بھی نیکی نہیں بن سکتے، چاہے وہ نیکی کا ارادہ ونیت سے ہی کیوں نہ کیے جائیں۔ دیکھئے! ایک شخص کسی دوسرے شخص کا دل خوش کرنے کے لیے کسی کی غیبت کرتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی صراحتاً نافرمانی ہے کیونکہ غیبت بہرصورت گناہ ہے، مباح صورتوں کے علاوہ کسی بھی اچھے ارادے سے یہ نیکی نہیں بن جائے گی۔ اسی طرح ایک شخص نے حرام مال سے مسجد تعمیر کردی، اسے ثواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا ہے، اسے اس کی حالت پر رحم آتا ہے۔ مگر کسی کی چوری یا ڈاکہ زنی کر کے اس کی مدد کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا۔ جہادی مہم میں سرمایہ لگانے کے ارادے سے اگر کسی ناجائز سکیم میں کوئی حصہ لے، تو یہ سب ناجائز اور اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی کے کام ہیں۔

نیت پر ہی عمل کے صحیح یا غلط ہونے کی کسوٹی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی سرراہ ایک کنواں کھودتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو پانی میسر آئے اور یہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ مگر یہ امکان بھی ہے کہ اس میں کوئی گر کر مر جائے تو اللہ کی نظر میں کنواں کھودنے والا مجرم نہیں گردانا جائے گا۔ مگر کوئی شخص ایسا کنواں اگر اس نیت سے کھودتا ہے کہ اس کے دشمن کا گزر ادھر سے ہوتا ہے اور کسی دن وہ کنویں میں گر کر مر جائے گا تو خواہ وہ ہزاروں لوگ اس کنویں سے پانی پیتے رہیں اس آدمی کے نامۂ اعمال

میں اس کا ثواب نہیں لکھا جائے گا۔ اس لیے کہ اس شخص کی نیت میں شر تھا۔ اس اعتبار سے رسول اکرم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ہے: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ» کہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' تو اس حدیث پاک سے انسان کے اخلاص کا پتا چلتا ہے۔ کسی بھی عمل کے لیے نیت اور عمل کا یکجا ہونا ضروری ہے، دراصل ہر عمل کے لیے کوئی نہ کوئی داعیہ یا محرک ضرور ہوتا ہے۔ اس داعیہ یا محرک کو دوسرے لفظوں میں نیت ''ارادہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ طباع انسانی میں ہر قسم کے ایجابی اور سلبی داعیے اور محرکات ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے آسانی سے سمجھ میں آنے والے محرکات کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے، حب نفس، حب جاہ، حب مال، ریا، حسد، بغض اور عناد وغیرہ۔

اگر انسان کے اعمال ایسے ہی جذبات اور محرکات کے تابع ہوں تو خواہ بظاہر ہم اس عمل کو کتنی بڑی نیکی کیوں نہ سمجھیں، اللہ کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے محرکات کی بنیاد پر کی ہوئی نیکی انسان کے لیے معصیت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور نجات کی بجائے باعث ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نماز کمال عبودیت اور اللہ کے ساتھ نکتہ انتہا ہے۔ اس نماز کی ادائیگی میں اگر ریا شامل ہو جائے تو اللہ کی طرف سے اس کے ضائع ہونے اور باعث بربادی کا یوں اعلان ہوتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧﴾

(الماعون: 4 تا 7)

''پس ویل ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں دینے سے گریز کرتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کی احادیث بہت واضح طور پر قرآنی حقائق کی تشریح کرتی ہیں کہ ریا کاری انسانی اعمال کو برباد کر دیتی ہے۔ جب یہ نفس پر تسلط ہوتی ہے تو انسان کو شرک پر مجبور کر دیتی ہے اور شرک انسان کو جہنم میں جھونک دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

«مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ.»[1]

''جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اُس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے بھی شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا اُس نے بھی شرک کیا۔''

علامہ سمرقندی فرماتے ہیں: ''جو کام خالصتاً اللہ کے لیے کیا جائے وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہوتا ہے اور جو لوگوں کی خوشنودی کے لیے کیا جائے وہ ناقابل قبول ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں دیتے ہیں کہ ایک آدمی نے ظہر کی نماز ادا کی اور اس نے اللہ کا فرض ادا کرنے کی نیت کی، لیکن نماز کے ارکان، اس کی قرأت اور اس کی ہیئت میں لوگوں کی خاطر مبالغہ کیا تو اس حال میں اس کی نماز قابل قبول ہے مگر رکوع و سجود میں طوالت ناقابل قبول ہے۔''

اخلاص نیت کے اس معاملے میں مزید وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں ارشاد فرماتے سنا ہے:

''روزِ قیامت سب سے پہلے جس آدمی کا حساب و کتاب ہوگا وہ ایک شہید ہوگا، اسے لایا جائے گا اور اللہ اُسے اپنی سب نعمتیں یاد دلائے گا۔ جب وہ



[1] مسند احمد: 126/4۔ مشکوٰۃ المصابیح للألبانی، رقم: 5331۔ مجمع الزوائد: 220/10۔ علامہ ہیثمی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

سب نعمتوں کا اقرار کرے گا تو پھر اللہ پوچھے گا: ''تو نے میری نعمتوں کا کیا کیا؟'' وہ کہے گا میں تیری خاطر لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ تیری راہ میں جان قربان کردی۔ اللہ کہے گا: ''تم جھوٹ بولتے ہو، تو نے تو صرف اس لیے جان قربان کی تھی تاکہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور یہ تجھے کہہ دیا گیا۔'' پھر حکم ہوگا کہ اسے گھسیٹ کر منہ کے بل جہنم میں پھینک دو۔ اس کے بعد دوسرا آدمی اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور لوگوں تک پہنچایا ہوگا۔ اور وہ قرآن کی تلاوت کرتا رہا تھا، اسے بھی لایا جائے گا اور اللہ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، جب وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو اللہ کہے گا: ''تو نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟'' وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے تیری خاطر علم سیکھا، لوگوں تک پہنچایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا۔ تو اللہ اُس سے کہے گا: ''تم جھوٹ بولتے ہو، تو نے علم صرف اس لیے سیکھا تھا کہ عالم کہلائے اور تو نے قرآن صرف اس لیے پڑھا تھا تاکہ تو قاری کہلائے اور یہ تجھے دنیا میں کہہ دیا گیا۔'' پھر اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کے بعد تیسرے آدمی کو لایا جائے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا بے پناہ مال عطا کیا ہوگا۔ اللہ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور جب وہ اس کی نعمتوں کا اقرار کرے گا تو اللہ رب العزت پوچھے گا: ''تو نے میری ان نعمتوں کا کیا کیا؟'' وہ کہے گا: میں نے ہر مال اس راستے پر خرچ کیا جہاں تو نے خرچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے تو مال صرف اس لیے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور وہ تجھے دنیا میں کہہ دیا گیا۔'' پھر اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر

جہنم میں پھینکنے کا حکم ہوگا۔‘‘[1]

عادت اور عبادت میں فرق

اس حدیث پاک سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ ’’عبادت بطور کسب اجر وثواب‘‘ اور عادت کے اندر اصل فرق نیت سے ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی مسجد میں استراحت کے لیے بیٹھ جاتا ہے اور دوسرا آدمی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھتا ہے، تو دونوں کے عمل میں فرق صرف نیت کا ہے۔ اس طرح ایک آدمی روزانہ غسل کرنے کا عادی ہے، اس کا یہ عمل عبادت نہیں ہے اور ایک آدمی برائے اجر وثواب مسنون غسل کرتا ہے۔ اور اس کی نیت عادتاً والے غسل کی نہیں ہے تو اس پر اسے اجر ملے گا۔ گویا دونوں اعمال کے اندر فرق کرنے والی چیز نیت ہے۔ ایک عبادت سے متعلق ہے اور دوسری عادت سے۔ دونوں میں نیت ہی کے ذریعے امتیاز کیا جاسکتا ہے۔ فرض اور نفل نماز میں صرف نیت کا فرق ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی عادتاً کھانا پینا اور مباشرت ترک کردے تو اسے روزے جیسی عبادت کا درجہ نہیں دیا جائے گا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف ہے: «لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى» ’’ہر شخص کے لیے وہی کچھ حاصل زیست ہے جس کی اُس نے نیت کی۔‘‘

مندرجہ بالا وضاحت سے علماء اور طلباء علم کو یہ جان لینا چاہیے کہ حصولِ علم میں صالح نیت اور خلوص اللہ کتنی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر طلب علم سے مراد ڈگریوں کا حصول، دنیوی جاہ وحشمت، حرام کی کمائی اور مناصب کا حصول ہے تو ایسا علم انسان کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلاَّ



[1] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، رقم: 4923.

لِيُصِيبَ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا ، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيْحَهَا . » ①

''جو آدمی ایسا علم سیکھے، جس کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے، لیکن اس کا ارادہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا نہ ہو بلکہ دُنیاوی جاہ وحشمت مقصود ہو تو وہ آدمی قیامت کے روز جنت کی ہوا بھی نہیں پائے گا۔''

③ اتباع رسول ﷺ

قبولیت عمل صالح کی تیسری شرط رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔ جو عمل رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے ہٹ کر کیا جائے رائیگاں جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۳۳ ﴾ (محمد : 33)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو بے کار نہ بناؤ۔''

اتباع رسول ﷺ قرآنِ حکیم کی روشنی میں

پہلی دلیل: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۲۰ ﴾ (الانفال:20)



① سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم : 3664۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، رقم : 252۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اُن کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو۔''

دوسری دلیل:...... ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴾ (النساء : 80)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان کا پہرہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔''

مذکورہ آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت واتباع رسول کی اہمیت بیان فرمائی ہے، اور بتایا ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرکے اللہ کا فرمانبردار نہیں بن سکتا، سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرکے اللہ کی بندگی اور عبادت نہیں ہوسکتی۔ مزید فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں، انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے، آپ کی ذمہ داری تو صرف ہمارا پیغام ان تک پہنچا دینا تھا، وہ آپ نے کردیا، اب جو شخص آپ کی اتباع کرے گا، وہ نیک بخت ہوگا اور جہنم سے نجات پا جائے گا، اور جو روگردانی کرے گا، وہ دنیا وآخرت میں خسارہ پائے گا۔

تیسری دلیل:...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ (النساء:59)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اولی الأمر کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اس میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

افادہ:...... امام بخاری رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک سریے پر بھیجا تھا۔[1]

امام احمد رحمہ اللہ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کی قیادت میں ایک دستہ بھیجا۔ دستہ کے امیر کسی بات پر لوگوں سے ناراض ہو گئے، تو انھوں نے آگ جلوائی اور لوگوں کو اس میں کودنے کے لیے کہا، دستہ کے ایک نوجوان نے لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اس لیے لائے ہیں تاکہ آگ سے بچیں، اس لیے ہم لوگ جلدی نہ کریں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں، جب انھوں نے واپس آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کہ اگر تم لوگ اُس میں کود جاتے تو اُس سے کبھی نہ نکلتے، امیر یا قائد کی اطاعت بھلائی کے کام میں ہوتی ہے۔''[2]

علامہ طیبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ: ﴿وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ میں فعل کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل ہے اور ﴿وَاُولِي الْاَمْرِ﴾ میں فعل کا عدمِ



---

[1] صحيح بخاري، كتاب التفسير، رقم:4584.

[2] مسند احمد : 82/1- احمد شاکر رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

اعادہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر ان کا حکم قرآن وسنت کے مطابق ہوگا تو اطاعت کی جائے گی، ورنہ نہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ﴿أُولِي الْأَمْرِ﴾ سے مراد اہل فقہ و دین ہیں، اور مجاہد، عطا اور حسن بصری وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد علماء ہیں اور امام دارمی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ اس لیے انھوں نے اپنی سنن کے مقدمہ میں باب قائم کیا ہے: «باب الإقتداء بالعلماء» لیکن بظاہر حق اور صواب یہ ہے کہ تمام اہل حل وعقد امراء اور علماء مراد ہیں۔

چوتھی دلیل: ...... ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۟ؕ ﴾ (الاحزاب: 36)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجائے گا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''کہ یہ آیت کریمہ عام ہے اور تمام امور سے متعلق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دے دیں تو پھر کسی کو اس کی مخالفت کا حق حاصل نہیں ہے، پھر کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے، پھر کسی کی رائے یا قول کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾

(النساء:65)

’’پس آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں، تب تک مومن نہیں ہوں گے۔‘‘[1]

چھٹی دلیل: ...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ (الحشر:7)

’’اور جو تمھیں رسول دے اُسے لے لو، اور جس سے منع کرے اُس سے رک جاؤ۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، یقیناً اللہ سخت عذاب والا ہے۔‘‘

ساتویں دلیل: ...... ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۭ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ ﴾ (النور:51-52)

’’اہل ایمان کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کردیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور



[1] تفسیر ابن کثیر (ملحض): 742-741/4، طبع دارالسلام.

وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، اور اللہ سے ڈریں گے، اور اس کا تصور کر کے تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے، تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

یعنی جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا، اور ظاہر و باطن میں اس سے ڈرتا رہے گا، اور اس کے اوامر و نواہی کی مخالفت نہیں کرے گا، قیامت کے روز وہی لوگ جہنم کے عذاب سے بچا لیے جائیں گے اور انبیاء وصدیقین اور شہداء کے ساتھ جنت میں بھیج دیے جائیں گے۔

آٹھویں دلیل:...... ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ﴾ (النساء:69)

''اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ ان کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ، اور یہ لوگ بڑے اچھے ساتھی ہوں گے۔''

مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کے شان نزول کے متعلق سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مغموم بیٹھے تھے، آپ نے پوچھا کہ تم مغموم کیوں ہو؟ تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں ایک بات سوچ رہا ہوں، آپ نے پوچھا: کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ آج ہم آپ کے پاس صبح و شام آتے ہیں، آپ کا چہرہ دیکھتے ہیں اور آپ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ کل جنت میں آپ انبیاء کے ساتھ ہوں گے تو ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ پائیں گے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، تو جبرائیل

یہ آیت لے کر آئے۔ آپ نے ان صحابہ کو بلا بھیجا، اور انھیں خوشخبری دی۔ یہ روایت مسروق، عکرمہ، عامر شعبی اور قتادہ رحمہم اللہ سے بھی مرسلاً مروی ہے، لیکن سعید بن جبیر والی روایت کی سند زیادہ اچھی ہے۔[1]

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم احادیث مبارکہ کی روشنی میں

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند قرآنی آیات ذکر کرنے کے بعد اب چند احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کر رہے ہیں، تاکہ اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت مزید واضح ہو جائے۔

پہلی دلیل: ...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى، قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَنْ يَاْبٰى؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى.»[2]

''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی، سوائے ان کے جنھوں نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اس نے گویا انکار کیا۔''

دوسری دلیل: ...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابُ

[1] تفسیر الطبری: 225/5۔ تفسیر ابن أبی حاتم: 997/3۔ تفسیر ابن کثیر (ملخص): 133/2-134.

[2] صحیح بخاری، کتاب الإعتصام بالکتاب والسنة، رقم: 7280.

اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ . »[1]

''میں تمھارے اندر دو چیزوں کو چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تم لوگ ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ یہ دونوں اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کی سنت ہیں۔''

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''تمام کی تمام ہدایت اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کتاب اللہ الکریم کے مقصود کی وضاحت کرتی ہے۔ جب قرآن کے ظاہر سے کوئی اشکال پیدا ہو تو سنت اس کے باطن کی حیثیت سے، اللہ کی اس سے مراد کو کھول کر بیان کرتی ہے، جبکہ جھگڑا وہاں کھڑا ہوتا ہے جہاں دلوں میں گمراہی خود ڈیرے ڈالے ہوئے ہو۔''

تیسری دلیل: ...... سیّدنا کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے اور انھوں نے میرے دادا سے روایت کی اور میرے دادا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ اَوْزَارُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا . »[2]



[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، رقم:1727۔ سلسلة الصحيحة، رقم:1761 .

[2] سنن ابن ماجه، المقدمة، رقم: 203۔ سنن ترمذی، رقم:2675۔ احكام الجنائز، رقم: 178۔ التعليق الرغيب:47/1۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا۔ جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے۔ جبکہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔ (یعنی وہ بھی پوری پوری سزا پائیں گے)۔''

چوتھی دلیل:...... سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کیا۔ جب انھیں بتایا گیا تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم سمجھا اور آپس میں کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ہمارا کیا مقام ہے؟ ان کی تو اگلی پچھلی ساری لغزشیں اللہ نے معاف کردی ہیں (لہٰذا ہمیں آپ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے) ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان سے پوچھا: ''کیا تم نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟'' ان کے اقرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ. لٰكِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ. فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.» [1]

”خبردار! اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں، رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی۔ میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں۔ (یاد رکھو!) جس نے میری سنت سے منہ موڑا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“

پانچویں دلیل:...... سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا: یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے نے کہا: ان کی آنکھیں سورہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انھوں نے کہا: تمھارے ان صاحب کی ایک مثال ہے، پس ان کی مثال بیان کرو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ تو سورہے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ: آنکھ سورہی ہے مگر دل بیدار ہے۔ تب انھوں نے کہا: ان کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس نے ایک (عالی شان) گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی۔ اور کسی شخص کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا۔ پس جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کرلیا وہ اس گھر میں داخل ہوگیا اور اس نے دسترخوان سے کھا، پی لیا۔ اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہ کی۔ وہ نہ اس گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی اُس نے دسترخوان میں سے کچھ کھایا، پیا۔ وہ کہنے لگے: اب اس بات کی ان صاحب کے لیے، شرح، تفسیر کردو تاکہ یہ اس مثال کو سمجھ جائیں تو ان میں سے بعض کہنے لگے: یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ جبکہ بعض کہنے لگے کہ: ان کی آنکھیں اگرچہ سورہی ہیں مگر ان کا دل بیدار ہے۔ پھر انھوں نے مثال کی تشریح کرتے ہوئے کہا:



[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ترغیب فی النکاح، رقم:5063.

«فَالدَّارُ ، اَلْجَنَّةُ ، وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ . وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ . »[1]

''(اس مثال میں بیان کردہ) گھر سے مراد جنت ہے۔ اور دعوت دینے والے محمد ﷺ ہیں تو جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے بالتحقیق اللہ ربّ العزت کی اطاعت کی، اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔''

چھٹی دلیل:...... سیّدنا جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تورات کا نسخہ لے کر آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کو پڑھنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بول اٹھے، عمر! تجھے گم پانے والیاں گم پائیں۔ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے رُخ انور کی جانب نہیں دیکھ رہا؟ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک کی جانب دیکھا اور پکارا، میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ ہم اللہ کو رب تسلیم کرنے پر راضی ہیں، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:



[1] صحيح بخارى، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول ﷺ، رقم: 7281.

«وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَوْ بَدَالَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ، وَلَوْ کَانَ حَیًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَا تَّبَعَنِیْ.»[1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو صراط مستقیم سے دور ہو جاؤ گے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہو جائیں اور میری نبوت کے زمانہ کو دیکھ پائیں تو یقیناً میری تابعداری کریں گے۔''

ان احادیث کی روشنی میں سنت نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی اہمیت وفضیلت بیان ہوئی اور یہ کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لوگوں کی بناوٹی اور اپنی وضع کردہ، من گھڑت جھوٹی احادیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن سمجھ کر عوام الناس عمل کرتے پھریں۔ یہ امر انتہائی مذموم ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.»[2]

''جس نے جان بوجھ کر میری جانب جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

اور ایسے ہی وہ امور کہ زمانۂ رسالت اور دورِ صحابہ و تابعین میں جن کا کوئی وجود نہیں ملتا



[1] سنن دارمی: 126/1، رقم:435۔ مسند أحمد : 387/3۔ المشکوٰۃ، رقم:194۔ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم : 107۔ صحیح مسلم، مقدمة: رقم:4 .

وہ بدعات سیئہ ہیں ان سے بھی اجتناب بہت ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ فِیْهِ فَهُوَ رَدٌّ .»[1]

''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ کام مردود ہے۔''

اتباع رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کی روشنی میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب وسنت پر عمل کرنے والے، کتاب وسنت سے محبت کرنے والے اور بدعات ومبتدعین سے انتہائی شدید نفرت کرنے والے تھے۔

①:...... خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آغاز پر خطاب فرمایا تھا کہ:

«إِنَّمَا أَنَا مِثْلُكُمْ وَإِنِّیْ لَا أَدْرِیْ لَعَلَّكُمْ سَتُكَلِّفُوْنِیْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُطِیْقُهُ، اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِیْنَ، وَعَصَمَهُ مِنَ الْآفَاتِ...... وَإِنَّمَا أَنَا مُتَّبِعٌ وَلَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ . فَإِنِ اسْتَقَمْتُ فَتَابِعُوْنِیْ وَإِنْ زِغْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ .»[2]

''میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور معلوم نہیں کہ شاید تم مجھے کسی ایسی بات پر کہیں متکلّف نہ کر بیٹھو کہ جس کی طاقت رسول اللہ ﷺ بھی نہیں رکھتے تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری دنیا سے منتخب فرمالیا اور



[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: 2697۔ صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، رقم:4492 .

[2] الطبقات لإبن سعد: 211/3۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص 59 .

آپ ﷺ کو آفات و بلیات سے محفوظ کرلیا تھا۔ اور میں نبی کریم ﷺ کے منہج وطریق کا اتباع کرنے والا ہوں اور مبتدع نہیں ہوں۔ اگر میں اس عزم و منہج پر مستقیم رہوں تو میری اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہنا۔ اور اگر میں اس سے ٹیڑھا راستہ اختیار کرلوں تو تم لوگ مجھے سیدھا کر دینا۔‘‘

②:...... سیّدنا قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرنے والے شخص کی نانی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

«مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ. وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا. فَارْجِعِيْ حَتّٰى اَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ. فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَاهَا السُّدُسَ ــ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَاَنْفَذَهُ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ الصَّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ......الخ . »[1]

’’کتاب اللہ کے مطابق میراث میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے۔ لہٰذا واپس چلی جاؤ، میں اس بارے میں لوگوں سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں



[1] مؤطا امام مالك، كتاب الفرائض، باب ميراث الجدة، رقم:45۔ سنن ابوداؤد، كتاب الفرائض، رقم : 2894۔ سنن ترمذی، كتاب الفرائض، رقم:2100۔ امام ترمذی نے اسے ’’حسن صحیح‘‘ کہا ہے۔

سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ: ''میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا تھا۔'' یہ سن کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا تمہارے ساتھ اس مسئلہ پر کوئی اور بھی اس کا گواہ ہے؟'' تو سیّدنا محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرح اس حدیث کی تائید کی۔ چنانچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نانی کو چھٹا حصہ دلا دیا۔''

③ :...... ایسا ہی واقعہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ چنانچہ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«اَلدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْاَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتّٰى قَالَ لَهٗ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَتَبَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنْ وَرِّثِ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا . فَرَجَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ . »[1]

''دیت صرف والد کے رشتہ داروں کے لیے ہے، لہٰذا بیوی کو اپنے شوہر کی دیت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ ضحاک بن سفیان نے اُن سے کہا: رسول اکرم ﷺ نے مجھے یہ پیغام لکھوا کر بھیجا کہ: ''اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤ۔'' چنانچہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔''

④ :...... جناب زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد اسلم نے بیان کیا: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا:



① سنن ابوداؤد، کتاب الفرائض، رقم:2927۔ سنن ترمذی، کتاب الفرائض، رقم: 2110۔ سنن ابن ماجه، رقم:2642۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

«اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ، وَلَو لَا اَنِّی رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَااسْتَلَمْتُكَ ، فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ قَالَ: مَالَنَا وَلِلرَّمَلِ؟ اِنَّمَا كُنَّا رَاَیْنَا الْمُشْرِكِیْنَ وَقَدْ اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ، ثُمَّ قَالَ: شَیْءٌ صَنَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَتْرُكَهٗ . »[1]

''واللہ! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ پھر حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور اس کے بعد فرمایا: ''اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت ہے، رمل تو ہم نے مشرکین کو دکھانے کے لیے کیا تھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا ہے۔'' پھر خود ہی فرمایا: ''لیکن رمل تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت ترک کرنا ہمیں قطعی پسند نہیں۔''

⑤:...... ابوحیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کا بچا ہوا پانی پی کر فرمانے لگے:

«صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَنَعْتُ . »[2]

''اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا جیسے میں نے کیا ہے۔''

⑥:...... جناب نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی



[1] صحیح بخاری ، کتاب المناسك ، رقم : 1605 .

[2] سنن نسائی ، باب الإنتفاع بفضل الوضوء ، رقم: 136۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور راستے کی دوسری سمت کافی دور نکل گئے اور مجھ سے پوچھا: ''اے نافع ! کیا کچھ سن رہے ہو!'' میں نے عرض کیا: ''نہیں!'' تب انھوں نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں اور فرمایا:

«كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا .»[1]

''میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے بانسری کی آواز سنی اور ایسے ہی کیا جیسے اب میں نے کیا ہے۔''

⑦:...... جناب نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری اور کہا: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ» سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ» تو میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم چھینک کے بعد کہیں: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ».[2]

⑧:...... ابن ابورافع بیان کرتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے (سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر اپنا قائم مقام امیر یعنی گورنر مقرر کیا اور خود مکہ روانہ ہوگئے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس دوران ہمیں نمازِ جمعہ پڑھائی اور پہلی رکعت میں ''سورۃ الجمعۃ'' جبکہ دوسری رکعت میں ''سورۃ المنافقون'' پڑھی۔ ابن ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے بعد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے عرض کیا: آپ نے وہی

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، رقم:4924۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذی، کتاب الأدب، باب ما يقول العاطس إذا عطس، رقم: 2737۔ المشكاة، رقم: 4744۔ إرواء الغليل: 245/3۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

دونوں سورتیں تلاوت کی ہیں جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ (اپنے دورِ خلافت میں) بمقام کوفہ پڑھا کرتے تھے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

«إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُبِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ .»

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں سورتیں نمازِ جمعہ میں پڑھتے سنا ہے۔''

فائدہ: ...... یعنی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں یہ دونوں سورتیں پڑھی ہیں، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقلید سے شدید نفرت کرتے تھے اور اتباع سنت ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

«وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ ، أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا بَلَغَهُمُ الْحَدِيْثُ يَعْمَلُوْنَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّلَاحِظُوْا شَرْطًا .»[1]

''صحابہ کرام اور تابعین عظام سے بتواتر ثابت ہے کہ جب اُن کو کوئی حدیث پہنچتی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اس پر عمل کر لیتے تھے۔''

بلکہ کسی نے رائے پر ہٹ دھرمی کی تو سب نے اس پر نکیر کیا اور اس سے منع کیا، خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت کے مقابلے میں اگر کوئی رائے پیش کرتا تو اس کو ملامت کا سامنا کرنا پڑا۔

⑨: ...... عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا ، وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً .» ''بعض حیا وقار اور سکینت ہے۔'' عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ: ''میں تمھیں حدیث رسول بیان کر رہا ہوں اور تم اس



① الإنصاف، ص: 59، مطبوعه مجتبائی.

کے مقابلے میں اپنے صحیفے سے بیان کر رہے ہو۔''[1]

⑩ :...... سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا تھا، عروۃ بن الزبیر نے سن کر کہا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تمتع سے منع کرتے تھے، ابن عباس نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ لوگ ہلاک ہوجائیں گے! میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اور لوگ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے منع کیا ہے۔[2]

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر رحم کرے اور اُن سے راضی ہو، اگر اس زمانے کے لوگوں کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ ان کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو وہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں کے اقوال سے معارضہ کرتے ہیں جو صحابہ سے بہت ہی نیچے درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔''[3]

فائدہ:...... یہی وجہ ہے کہ ائمہ عظام رحمہم اللہ نے خود نہ کسی کی تقلید کی، نہ کسی کو اپنی تقلید کا حکم دیا اور نہ ہی انھوں نے کسی دوسرے کے لیے تقلید کو پسند فرمایا۔

ائمہ عظام رحمہم اللہ کی نظر میں اتباع سنت

ائمہ عظام رحمہم اللہ بھی سنت رسول کو اپنا مذہب گردانتے تھے۔ جب ان کے اقوال سنت کے مخالف ہوجاتے تو فوراً اس سے رجوع کرلیا کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال

① : «إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي.»[4]



---

① صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الجهاد: 638/1.

② مسند احمد: 337/1۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

③ أعلام الموقعین: 593/3.

④ حاشية ابن عابدين 63/1۔ رسم المفتي: 4/1.

''حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔''

②: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

«اِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالرَّاْيِ . وَ عَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ . فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ . »[1]

''لوگو! دین میں اپنی عقل سے بات کرنے سے بچو اور سنت رسول کی پیروی کو اپنے لیے لازم کرلو، جو کوئی سنت سے ہٹا، وہ گمراہ ہوگیا۔''

③: «إِذَا قُلْتُ قَوْلًا يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَخَبَرَ رَسُوْلِ ﷺ فَاتْرُكُوْا قَوْلِيْ . »[2]

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں کہ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دینا۔''

④: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«لَمْ يَزَلِ النَّاسُ فِيْ صَلَاحٍ مَادَامَ فِيْهِمْ مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ فَإِذَا طَلَبُوا الْعِلْمَ بِلَا حَدِيْثٍ فَسَدُوْا ذِكْرَهُ . »[3]

''لوگ اس وقت تک ہدایت پر قائم رہیں گے جب تک ان میں علم حدیث حاصل کرنے والے موجود رہیں گے، جب حدیث کے بغیر علم حاصل کیا جائے گا تو لوگوں میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو جائے گا۔''



① كتاب الميزان للشعرانی .

② إيقاظ هم أولی الأبصار ، ص : 5۔ ونسبه إلى محمد بن الحسن أيضاً .

③ كتاب الميزان للشعرانی .

فائدہ:......عصر حاضر میں امام صاحب کی پیشین سچ ثابت ہوگئی ہے کہ لوگ سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر آپس میں بگاڑ اور فساد، بلکہ جنگ و جدال کا شکار ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے اقوال

نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رُتبہ نبیؐ سے بڑھائیں

① ایک شخص امام مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور اُس نے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بتایا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک یہ ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا: ''آپ کی کیا رائے ہے؟'' امام مالک رحمہ اللہ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (النور: 63)

''یعنی، جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، اُنھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔''[1]

② «اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِی وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَکُلُّ مَالَمْ یُوَافِقِ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُکُوْهُ.»[2]



[1] شرح السنة: 216/1.

[2] جامع بیان العلم: 91/2۔ احکام الإحکام لإبن حزم: 145/6، 179.

''بے شک میں بشر ہوں، میرا قول صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا تم میری جو رائے کتاب وسنت کے موافق ہوا سے لے لو، اور جو موافق نہ ہوا سے چھوڑ دو۔''

③: «لَيْسَ أَحَدٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِلاَّ وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلاَّ النَّبِيُّ ﷺ .»[1]

''نبی کریم ﷺ کے بعد ہر کسی کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر نبی کریم ﷺ کی ہر بات لی جائے گی۔''

④: عبد اللہ بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے سنا آپ سے وضو میں پاؤں کی انگلیوں کے خلال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ یہ فعل لوگوں پر واجب نہیں، جب مجلس برخواست ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ ہمارے ہاں اس مسئلے میں ایک سنت پائی جاتی ہے، کہا: بیان کرو، میں نے کہا: کہ مستورد بن شداد القرشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: ''کہ آپ اپنی خنصر کی انگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال فرمارہے تھے۔'' امام مالک نے کہا: یہ حسن حدیث ہے، اس سے پہلے میں نے اسے کبھی نہیں سنا تھا۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک رحمہ اللہ سے جب اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو میں نے سنا کہ آپ خلال کرنے کا حکم دیتے تھے۔[2]



① جامع بیان العلم: 91/2۔ احکام الإحکام لإبن حزم: 145/6۔ الفتاوٰی لتقی الدین السبکی: 199/1۔ إرشاد السالك لإبن عبد الهادی: 227/1.

② الجرح والتعدیل لإبن أبی حاتم: 31/1، 32.

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کے اقوال

①: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«اِذَا وَجَدْتُمْ فِیْ کِتَابِیْ خلافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَعُوْا مَاقُلْتُ. وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاتَّبِعُوْهَا وَلَا تَلْتَفِتُوْا اِلٰی قَوْلِ اَحَدٍ.»[1]

''جب تم میری کتاب میں کوئی بات سنت رسول ﷺ کے خلاف پاؤ تو میری بات چھوڑ دو اور سنت کے مطابق عمل کرو۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ صرف سنت رسول ﷺ کی پیروی کرو اور کسی بھی دوسرے شخص کی بات پر توجہ نہ دو۔''

②: «اِذَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اَقُوْلُ قَوْلاً وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ خلافَهٗ فَاعْلَمُوْا اَنَّ عَقْلِیْ قَدْ ذَهَبَ.»[2]

''صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے اگر میں اس کے خلاف کوئی بات کہوں تو جان لو کہ میری عقل اس وقت کھو چکی تھی۔''

③: «مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَتَذْهَبُ عَلَیْهِ سُنَّةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَعْزُبُ عَنْهُ، فَمَهْمَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ أَصَّلْتُ مِنْ أَصْلٍ فِیْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خِلَافَ مَا قُلْتُ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَوْلِیْ.»[3]

---

① ذم الکلام للهروی: 147/3۔ الإحتجاج بالشافعی للخطیب: 2/8۔ تاریخ ابن عساکر: 15/10/9۔ المجموع للنووی: 63/1۔ صحیح ابن حبان (الإحسان): 284/3.

② آداب الشافعی، ص: 93۔ حلیة الأولیاء: 106/9.

③ اعلام الموقعین: 363/2۔ ایقاظ همم اولی الأبصار، ص: 100.

”ہر ایک سے نبی کریم ﷺ کی کوئی نہ کوئی سنت مخفی رہ سکتی ہے؟ تو میں جو قول کہوں یا جو قاعدہ بیان کروں اگر حدیث رسول اس کے خلاف ہے تو موافق حدیث ہی میرا قول ہوگا۔“

④: «أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهُ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ لَهُ اَنْ يَّدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ . »[1]

”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس کے سامنے سنت رسول ﷺ ظاہر ہوگئی تو اسے کسی کے قول کی بنا پر چھوڑنا جائز نہیں۔“

⑤: «إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ . »[2]

”جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔“

⑥: امام شافعی امام احمد بن حنبل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

«أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنِّيْ ، فَإِذَا كَانَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ فَاعْلِمُوْنِيْ بِهِ أَيْ شَيْءٍ يَكُوْنُ كُوْفِيًّا أَوْ بَصْرِيًّا أَوْ شَافِعِيًّا حَتَّى أَذْهَبَ إِلَيْهِ إِذَا كَانَ صَحِيْحًا . »[3]

”تم حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو، صحیح حدیث ہو تو مجھے بتادو! خواہ وہ کوفی ہو یا بصری یا شامی، تا کہ اسی کے مطابق فتویٰ دوں۔“

⑦: «كُلُّ مَسْأَلَةٍ صَحَّ فِيْهَا الْخَبَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ أَهْلِ



① أعلام الموقعين : 361/2۔ ايقاظ همم أولى الأبصار ، ص : 68 .

② الميزان للشعراني :57/1۔ المجموع للنووى :63/1 .

③ آداب الشافعي ، ص : 94 ، 95 وغيره .

النَّقْلِ بِخَلَافِ مَا قُلْتُ ، فَأَنَا رَاجِعٌ عَنْهَا فِيْ حَيَاتِيْ وَبَعْدَ مَمَاتِيْ . »[1]

''میرے قول کے خلاف کسی مسئلے میں بھی محدثین کے نزدیک صحیح حدیث مل جائے تو میں حدیث کی موافقت میں اپنے مسئلے سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی رجوع کرتا ہوں۔''

⑧: «كُلُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ قَوْلِيْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعُوْهُ مِنِّيْ . »[2]

''نبی ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے اگرچہ تم نے وہ مجھ سے نہ بھی سنا ہو۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اقوال

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بلاشبہ تمام ائمہ سے زیادہ حدیثوں کے جامع اور عالم تھے، آپ کا حال یہ تھا کہ آپ ایسی کتابوں کی تالیف کو ناپسند فرماتے تھے جن میں مسائل کے تفریع اور رائے کو جمع کیا گیا ہو:

«كَانَ يَكْرَهُ وَضْعَ الْكُتُبِ الَّتِيْ تَشْتَمِلُ عَلَى التَّفْرِيْعِ وَالرَّأْيِ . »[3]

آپ نے فرمایا:

①: «مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ عَلى شَفَا هَلَكَةٍ . »[4]



① أعلام الموقعين : 363/2۔ الحلية لأبی نعيم : 107/9۔ الأداب، ص : 93۔ ابن عساكر : 29/15۔ ذم الكلام للهروی : 47/1۔ الفلانی، ص : 104 .

② آداب الشافعی، ص : 93 .

③ مناقب ابن الجوزی ، ص : 192 .

④ مناقب لإبن الجوزی، ص : 82 .

’’جس کسی نے حدیث رسول کو رد کیا وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔‘‘

② «رَاْیُ الْاَوْزَاعِیِّ وَرَاْیُ مَالِكٍ وَرَاْیُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ كُلُّهٗ رَاْیٌ وَهُوَ عِنْدِیْ سَوَاءٌ وَاِنَّمَا الْحُجَّةُ فِی الْآثَارِ.»[1]

’’امام اوزاعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ میں سے ہر ایک کی بات ایک رائے ہے اور میرے نزدیک سب کا درجہ ایک ہی ہے۔ حجت صرف سنت رسول اللہ ﷺ اور آثار صحابہ میں ہے۔‘‘

③ «لَا تُقَلِّدْ فِیْ دِیْنِكَ أَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ. مَا جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَأَصْحَابِهٖ فَخُذْ بِهٖ، ثُمَّ التَّابِعِیْنَ بَعْدُ، اَلرَّجُلُ فِیْهِ مُخَیَّرٌ.»[2]

’’تم اپنے دین کو کسی کے تابع نہ کرو، نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جو کچھ ملے اسے لے لو، تابعین کے آراء واقوال کے بارے میں آدمی کو اختیار ہے۔ اتباع یہ ہے کہ آدمی نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے آئی ہوئی چیز کی پیروی کرے، تابعین کے بارے میں اسے اختیار ہے۔‘‘

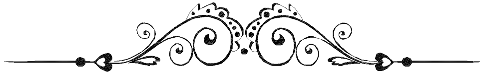
غور فرمائیں کہ ان ائمہ کرام رحمہم اللہ نے تقلید سے کس قدر شدت کے ساتھ منع فرمایا اور سنت رسول ﷺ کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ ان متبعین کے لیے یہ اقوال مقام عبرت ہیں جو ائمہ کی تقلید کا دم بھرتے ہیں، بلکہ سنت کے مقابلے میں تقلید کو اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ ان ائمہ کے اقوال وفتاویٰ غیر ارادی طور پر حدیث رسول ﷺ کے مخالف بھی ہو سکتے ہیں اور بعض دفعہ یہ اقوال وفتاویٰ ان ائمہ کی طرف غلط منسوب بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بہت زیادہ ہے۔ جبکہ پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور معصوم عن الخطاء ہیں، مزید



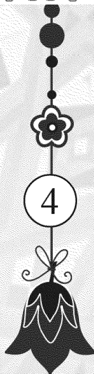
[1] جامع بیان العلم: 149/2. [2] مسائل أبوداؤد، ص: 276، 277.



برآں یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ امتی ہیں اور ان سے غلطی کا امکان ہے۔ لہٰذا عقل سلیم اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ان ائمہ کی بات کو لینا بہت بڑے گناہ کی بات ہے نیز شانِ رسالت میں گستاخی ہے۔ ہمارے انتہائی قریبی بزرگ دوست بڑے دردِ دل کے ساتھ یہ جملہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''ان ظالموں نے مقابلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی کو لا کھڑا کیا ہے۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون!







4

نیک بندوں کے اوصاف

قرآن وسنت میں نیکوکار لوگوں کے بہت سے اوصاف حمیدہ بیان ہوئے ہیں کہ جنھیں اپنا کر بندہ دنیا میں پرسکون اور اطمینان بخش زندگی گزار سکتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات سے اُسے نوازا جائے گا۔ اس باب میں ان اوصاف کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔

① اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا

نیکوکار بننے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، ایمان لائے بغیر نیکی بے کار اور بے فائدہ ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الٓمٓ ۝١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ ﴾ (البقرہ:1-3)

''الم، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

''یعنی مومن ہر اس بات پر ایمان لاتا ہے جس کی خبر اللہ یا اس کے رسول نے دی ہے، چاہے انسان نے اس کا مشاہدہ کیا ہو یا نہیں، اور چاہے اس نے اسے

سمجھا ہو یا نہیں، لیکن ملحدین اور غیبی امور کو جھٹلانے والے اس نعمت (ایمان و تصدیق) سے محروم ہوتے ہیں۔‘‘[1]

اور سورۂ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝۷۵ ﴾ (طٰهٰ: 75)

’’اور جو شخص اس کے سامنے مومن کی حیثیت سے آئے گا، عمل صالح کیے ہوگا، تو انھیں بلند درجات ملیں گے۔‘‘

ابوداوٗد نے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جنت میں بلند مقامات والوں کو ان کے نیچے والے اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ روشن ستارے کو آسمان میں دیکھتے ہو۔ «وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعُمَا .» ’’اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی انھی لوگوں میں سے ہوں گے، زہے نصیب۔‘‘

② اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا

اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝۱۶۵ ﴾ (البقرة : 165)



[1] تیسیر الرحمن: 17/1.

''اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں، اور اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں، اور یہ ظالم لوگ جب اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے، تب انھیں یقین آ جائے گا کہ واقعی تمام قوت صرف اللہ کے پاس ہے، اور بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر۔ شرک اکبر کو اللہ تعالیٰ بغیر توبہ معاف نہیں کرتا، اور وہ یہ ہے کہ بندہ کسی کو اللہ کا شریک بنالے، اور اس سے ویسی ہی محبت کرے جیسی اللہ سے کی جانی چاہیے۔ اور یہ وہ شرک ہے جس میں مشرکین اپنے معبودانِ باطل کو رب العالمین کے برابر قرار دیتے ہیں، اور یہ برابری محبت، تعظیم اور عبادت میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ اکثر مشرکین عالم کا حال ہے! بلکہ اکثر مشرکین تو اپنے معبودوں سے اللہ کے مقابلے میں زیادہ محبت کرتے ہیں، اور ان کو یاد کر کے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اگر ان کے معبودوں اور ان مشائخ کا جنھیں انھوں نے اپنا معبود بنالیا ہے، کوئی شخص ادب واحترام کے ساتھ نام نہیں لیتا، تو اس قدر غضبناک ہوتے ہیں جس قدر وہ اللہ کا نام سوائے ادب سے لینے والے پر نہیں ہوتے، اور چیتے یا کتے کے مانند غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی اللہ کے مقرر کردہ حدود کو پامال کرتا ہے۔ تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، بلکہ تھوڑی سی دنیاوی لالچ کی خاطر فوراً خوش ہو جاتے ہیں، جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہ تھا۔''[1]



[1] شرح المنازل، باب التوبة.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہونے والی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افسوس ہے تم پر، تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اُس شخص نے عرض کیا: میں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیار کر رکھی ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحبَبْتَ .» ''پھر تم قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔'' ہم نے عرض کیا اور کیا اے اللہ کے رسول! ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! اس دن ہم بہت زیادہ خوش ہوئے۔ [1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«ثَـلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَان: أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ إِلاَّ لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ .» [2]

''جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے۔

①: اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول اس کے نزدیک باقی دنیا جہان کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوجائیں۔ ②: یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت کرے تو پھر اس آدمی کی محبت صرف اور صرف اللہ کی خاطر ہو۔ ③: اور یہ کہ وہ اس بات کو انتہائی ناپسند سمجھے کہ وہ حالت کفر میں واپس پلٹ جائے، اس کی کفر سے نفرت بالکل



[1] صحيح بخاری ، كتاب الأدب ، رقم : 6167 .

[2] صحيح بخاری ، كتاب الإيمان ، رقم : 16 .

اس طرح ہو جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہو کہ اُسے زندہ آگ میں پھینک دیا جائے۔''

③ تقویٰ اور پرہیز گاری

نیکوکار لوگوں میں پائی جانے والی صفاتِ عالیہ میں سے تقویٰ اور پرہیز گاری جیسی صفت بھی شامل ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ ﴿٦٣﴾ ﴾ (یونس: 62، 63)

''آگاہ رہو! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا نہ کوئی غم۔ جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے۔''

''آیت میں «اولیاء» سے مراد وہ مخلص ایمان والے ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہاں ان کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اہل ایمان ہوتے ہیں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ ''ولی'' کا معنی ''قریب'' ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دور رہتا ہے، تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ولایت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ولی مستجاب الداعوت ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔''[1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ  سے اولیاء اللہ کے متعلق

---

[1] تیسیر الرحمن: 619/1۔

پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .»[1]

''جنھیں دیکھ کر اللہ عزوجل یاد آئے۔''

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی:

«إِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .»[2]

''تم جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رکھو اور برائی کے پیچھے نیکی کو لے کر آؤ، نیکی اُس برائی کو ختم کردے گی۔ اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔''

مزید برآں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ ﴾  (ق : 33-35)

''جو رحمٰن سے، اُسے بن دیکھے ڈرتا تھا، اور اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لے کر آیا ہے۔ تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ دن اُن

---

[1] السنن الکبریٰ للنسائی، رقم: 11235۔ کتاب الزهد لإبن المبارك: 72/1، رقم: 217۔ الأحاديث المختارة: 10880، رقم: 105۔ مجمع الزوائد: 78/1 .

[2] سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، رقم: 1987۔ المشکاة، رقم: 5083۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' اور محدث البانی نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

کے لیے ہمیشگی کا ہوگا۔ اُس میں انھیں اپنی مرضی کی ہر چیز ملے گی، اور ہمارے پاس اُن کی خواہش سے زیادہ نعمتیں ہیں۔''

④ توبہ کرنا

نیکوکار لوگ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کے ہاں توبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۷ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴۸ ﴾ (آل عمران: 147-148)

''اور اُن کی زبان پر اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور اپنے حق میں ہم نے جو زیادتیاں کی ہیں انھیں بھی معاف کردے اور ہم کو ثابت قدم رکھ، اور کافروں کی قوم پر ہماری مدد فرما۔ تو اللہ نے انھیں دنیاوی اجر بھی دیا، اور آخرت میں اچھا ثواب دیا، اور اللہ اچھا عمل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''گناہوں کی وجہ سے ہی دشمن غالب آجاتا ہے، اور شیطان کو مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کا موقع مل جاتا ہے، فتح و کامرانی کی شرط اوّل اللہ کی اطاعت و بندگی ہے، اسی لیے اللہ کے نیک بندوں نے کہا: «رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا» انھیں معلوم تھا کہ ثابت قدمی اور نصرت و فتح اللہ کی طرف سے ملتی

ہے، اس لیے انھوں نے اللہ سے ثابت قدمی اور دشمن پر غلبہ کے لیے دُعا کی۔'' انتہیٰ!

آیت (148) میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نیک بندوں کو ان کی توحید، اللہ پر توکل کامل اور گناہوں سے معافی مانگنے کی وجہ سے دنیا میں بھی کامیابی دی، اور آخرت میں اپنے فضل و کرم سے انھیں جنت دے گا۔ آیت کے آخر میں اللہ نے ان کا اچھے نام کے ساتھ ذکر کر کے اُن سے محبت کا اظہار کیا۔[1]

اور سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ (النساء : 146)

''مگر جنھوں نے توبہ کر لی، اور اللہ سے رشتہ مضبوط کر لیا، اور اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا، تو وہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے، اور عنقریب اللہ مؤمنوں کو اجرِ عظیم سے نوازے گا۔''

دنیا میں سب سے نیکوکار پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت تھی۔ مگر پھر بھی رجوع الی اللہ، توبہ اور انابت الٰہی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وطیرہ تھا۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.»[2]



[1] تیسیر الرحمن : 213/1 .

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم : 6859 .

''لوگو! اللہ کے ہاں تائب ہو جاؤ۔ بلاشبہ میں ایک دن میں اللہ عزوجل کی طرف سو مرتبہ رجوع کرتا ہوں۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکثر ادعیہ سے توبہ و استغفار کا درس ملتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یہ (کلمات) کہے، تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو:

«أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ إِلَیْهِ .»[1]

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ زندہ جاوید ہے، اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اور اس کے حضور میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اس شخص کو جانتا ہوں جو (روزِ قیامت) سب سے آخر میں جہنم سے نکالا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر فرمایا: کہ ایک شخص قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ حاضر کرو اور اس کے کبیرہ گناہوں کو ایک طرف کر دو۔ چنانچہ اس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے کر دیے جائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں دن فلاں فلاں برائیاں کی تھیں، وہ انکار نہیں کر سکے گا بلکہ وہ اقرار کرے گا اور اسے یہ خوف بھی ہوگا کہ اس کے کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے۔ اسے کہا جائے گا کہ آج تیری ہر برائی کے عوض ایک نیکی دی جائے گی۔ اب تو وہ کہنے لگے گا: اے اللہ! میں نے فلاں فلاں



[1] سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: 1517۔ مستدرك حاکم: 511/1۔ امام حاکم نے اسے ''علی شرط الشیخین'' صحیح کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

گناہ بھی کیے تھے، لیکن مجھے وہ نظر نہیں آ رہے۔ (راوی حدیث کا کہنا ہے کہ) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ حدیث بیان کی اور اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ [1]

⑤ ذکرِ الٰہی

اہل ایمان واسلام مرد وزن اپنے اللہ کو شب و روز اپنے دلوں میں اور اپنی زبانوں سے خوب یاد کرتے ہیں۔ ذکرِ الٰہی اُن کی زندگی کا لازمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾ ﴾ (الاحزاب: 35)

''اور اللہ کو خوب یاد کرنے والے مردوں اور اللہ کو خوب یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

نیکوکار بندے جو نعمت ہدایت سے سرفراز ہوتے ہیں، اللہ کی یاد سے ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ ﴾ (الرعد: 28)

''یعنی جو لوگ اہل ایمان ہوتے ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل ہوتا ہے، آگاہ رہیے کہ اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو سکون قلب حاصل کرنے کا ایک نسخۂ کیمیا بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے ہی انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے



[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 467.

انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاريات : 56)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اس لیے انسان کے دل کو صرف اس کی یاد میں سکون مل سکتا ہے۔ تسبیح وتحمید اور تکبیر و توحید، ذکر الٰہی کے مسنون و معروف طریقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ''ذکر'' کہا ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحجر : 9)

''بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اہل علم کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم کی تلاوت، اسے سننا، اور اس میں غور وفکر کرنا، ذکر الٰہی کے بہت ہی مفید طریقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ ﴾

(الاحزاب : 41-43)

''اے ایمان والو! اللہ کو خوب یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔ وہ ذاتِ برحق تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے تمھارے لیے دعا کرتے ہیں، تاکہ اللہ تمھیں ظلمتوں سے نکال کر نورِ حق تک پہنچا دے، اور اللہ مومنوں پر بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

اور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٢٠٥ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝٢٠٦ ﴾ (الاعراف : 205-206)

''اور آپ اپنے رب کو صبح و شام عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے اور بغیر اونچی آواز کے اپنے دل میں یاد کیجیے اور غافلوں میں سے نہ ہو جایئے۔ بے شک جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے انکار نہیں کرتے ہیں، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔''

میدانِ جنگ اور حالاتِ جنگ میں اللہ کو بکثرت یاد کرو کبھی بھی اس کی یاد سے غفلت نہ برتو۔ کیونکہ ذکر الٰہی کی برکت سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، مصیبتیں چھٹ جاتی ہیں، اور فتح و کامرانی مسلمانوں کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٤٥ ﴾ (الانفال : 45)

''اے ایمان والو! جب دشمن کے کسی لشکر سے تمھاری مڈبھیڑ ہو تو ثبات قدمی سے کام لو، اور اللہ کو خوب یاد کرو، تا کہ تم کامیاب رہو۔''

غور فرمائیں! جب طالوت مسلمانوں کے ساتھ جالوت کے خلاف میدانِ کارزار میں آئے تو سب نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اُسے یاد کیا:

﴿ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ ﴾ (البقرہ : 250)

''اے ہمارے رب! ہمیں صبر عطا فرما، اور ثابت قدمی دے، اور قوم کفار کے خلاف ہماری نصرت فرما۔''

اور نبی کریم ﷺ نے معرکہ بدر سے پہلے اللہ کے سامنے اتنی مناجات اور اتنی دعائیں کیں کہ آپ کی چادر آپ کے کندھوں سے گر گر جاتی تھی۔ [1]

بلکہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

«كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ . » [2]

''نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر بہت سارے انعامات واحسانات ہیں، ان احسانات کا تقاضا ہے بندے اُسے یاد کریں، اُس کا ذکر کریں، جب بندے اُسے یاد کرتے ہیں تو وہ حسب وعدہ انھیں یاد کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ ﴾

(البقرہ : 152)

''پس تم لوگ مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

امام احمد اور امام بخاری نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے



[1] صحيح بخارى، كتاب الجهاد والسير، رقم : 2915 .

[2] صحيح مسلم، كتاب الحيض، رقم : 826 .

فرمایا کہ اللہ عزوجل کہتا ہے: ''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔''[1]

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِلاَّ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.»[2]

''جب کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھ جاتی ہے تو انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس موجود (فرشتوں) میں کرتا ہے۔''

اور جو لوگ ذکر الٰہی سے اعراض کرتے ہیں، اُن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝١٢٤﴾  (طٰهٰ : 124)

''اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا، وہ دنیا میں تنگ حال رہے گا، اور قیامت کے دن اُسے ہم اندھا اُٹھائیں گے۔''

حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اہل جنت کو کسی چیز پر اتنی حسرت نہیں ہوگی جتنی کہ اس لمحہ پر ہوگی جو دنیا میں اللہ کی یاد کے بغیر گزر گیا۔''[3]

---

[1] مسند احمد: 138/3، 297/19۔ صحيح بخاری، كتاب التوحيد، رقم: 7536.

[2] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: 6855.

[3] صحيح الجامع الصغير، رقم: 5322.

⑥ نماز پنج گانہ اور تہجد پڑھنے والے

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نماز پنج گانہ اور تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الٓمّٓ ۝١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ ﴾ (البقرہ:1-3)

''الم، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝٧٨ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝٧٩ ﴾

(بنی اسرائیل : 78-79)

''آپ زوال آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا ہوتا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد پڑھیے، یہ آپ کے لیے زائد نماز ہوگی۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو ''مقام محمود'' پر پہنچا دے گا۔''

اور سورۃ الدہر میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ ﴾ (الدھر : 25-26)

''اور آپ اپنے رب کا نام صبح و شام لیتے رہیے، اور رات میں اس کے لیے سجدہ کیجیے، اور دیر تک اس کی پاکی بیان کیجیے۔''

نماز اللہ کی مدد حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، نبی کریم ﷺ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی یا کوئی اہم معاملہ آتا، تو آپ فوراً نماز پڑھنے لگتے۔[1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿٤٥﴾ ﴾ (البقرہ : 45)

''اور صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ کی مدد طلب کرو۔''

اور سورۃ ق میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿٤٠﴾ ﴾ (ق : 40)

''اور رات کے کچھ حصے میں اللہ کی تسبیح کیجیے، اور نماز کے بعد بھی۔''

رات میں اللہ کی تسبیح کرنے سے مراد نماز تہجد ہے۔

اور سورۃ السجدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ



[1] سنن ابوداؤد، کتاب التطوع، رقم : 1319۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶ ﴾ (السجدہ : 16)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب کے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انھیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی مومنین مخلصین کی ایک صفت عالیہ یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں اسی لیے جب اس کا وقت آتا ہے تو ان کے پہلوؤں کو بستروں سے عداوت و دشمنی ہو جاتی ہے، فوراً اُٹھ بیٹھتے ہیں اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سجدے میں جا کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے الٰہ العالمین! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۝۶۴ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۶۵ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝۶۶ ﴾

(الفرقان : 64-66)

''اور جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں اور جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ اور جائے قیام ہے۔''

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً ، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ

خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.»[1]

''کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جب وہ کسی مسلمان کو مل جاتی ہے، وہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعا مانگتا ہے تو اللہ اسے وہ بھلائی عطا فرما دیتا ہے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم پڑنے سے پھٹ جاتے، ایک مرتبہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی ہیں پھر بھی آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا مجھے اللہ کا شکر گزار ہونا پسند نہیں؟''[2]

⑦ صبر کرنے والے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کا مقام بتایا کہ جو اس کی خاطر اپنے گھر بار اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر ہجرت کر جاتے ہیں، اور ہر حال میں اس پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ ﴾

(العنکبوت: 58-59)

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، رقم: 1770.
[2] صحيح بخارى، كتاب التفسير، رقم: 4837.

''اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے، ہم انھیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہوگا نیک عمل کرنے والوں کا، جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾ ﴾ (الفرقان : 75)

''انھی لوگوں کو ان کے صبر واستقامت کی بدولت جنت میں اعلیٰ مقام ملے گا، اور اس میں دعائے خیر وسلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔''

یعنی صالحین سے ان کے رب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا، اس لیے کہ انھوں نے اپنے رب کی بندگی کی راہ میں تمام تکلیفیں گوارہ کیں، صبر کیا اور حق پر قائم رہے، یہاں تک کہ جان، جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

جان دے دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس جنت میں فرشتے انھیں مبارک باد دیں گے اور ہمیشہ کے لیے امن وسلامتی اور سعادت ونیک بختی کا پیغام پہنچائیں گے۔ اللہ کے وہ نیک بندے اس جنت میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے، اور وہ کیا ہی اچھی جائے رہائش ہوگی کہ جنھیں وہاں رہنا نصیب ہوجائے گا، وہ ہر آفات وبلیات سے محفوظ ہوجائیں گے۔

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«عَجبًا لِأمرِ الْمُؤْمِنِ ، اِنَّ اَمرَهٗ کُلَّهٗ خَیرٌ ، وَلَیْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ ، اِنْ اَصَابَتْهٗ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّهٗ ، وَاِنْ اَصَابَتْهٗ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّهٗ . »[1]

''مومن آدمی کا معاملہ نہایت عجیب ہے۔ بلاشبہ اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات سوائے مومن آدمی کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو بھی اسے اجر وثواب ملتا ہے، اور اگر اس کو نقصان، کوئی دکھ، تکلیف پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو بھی اس کو اجر وثواب ملتا ہے۔''

⑧ شکر گزاری

اللہ ربّ العزت نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے ایک سفر کا ذکر کیا، جب وہ جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم ومرتب دستہ کے ساتھ روانہ ہوئے، راستہ میں ان کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں۔ ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب جلد از جلد اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر غیر شعوری طور پر تمھیں کچل دے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس کی بات سن کر مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ:

﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، رقم: 7500.

عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿19﴾ (النمل : 19)

''میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے باپ ماں کو دی ہیں، اور ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرتا ہے، اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کردے۔''

اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ تمھارے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر تم اس کی نعمتوں کا ایمان خالص اور عمل صالح کے ذریعہ شکر ادا کرو گے تو وہ تمھیں اور زیادہ روزی دے گا، اور دنیا میں معزز ومکرم بنائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿7﴾﴾ (ابراھیم : 7)

''اور جب تمھارے رب نے خبر دی کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمھیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ بے شک میرا عذاب سخت ہوتا ہے۔''

سفیان ثوری رحمہ اللہ اس کی تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ:

''وہ تمھیں مزید طاقت اور بندگی کی توفیق دے گا۔ اور ناشکری کرو گے تو وہ تم سے چھین لے گا، اور سخت عذاب میں مبتلا کردے گا۔''[1]

قرآن مجید میں جناب لقمان اور ان کی حکمت کا ذکر آیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ



[1] تیسیر الرحمن :1/724 .

فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۲﴾

(لقمان : 12)

''اور ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ کا شکر ادا کرو، اور جو شکر گزار ہوتا ہے، تو اُس کا فائدہ اُسے ہی پہنچتا ہے، اور جو ناشکری کرتا ہے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے، تمام تعریفوں والا ہے۔''

''مفسرین کے ایک قول کے مطابق ''حکمت'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ہے۔ گویا رأس الحکمۃ یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں اپنے رب کا شکر گزار رہے۔ اس کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کو یاد کر کے اپنے قول و عمل کے ذریعے اس کا شکر ادا کرتا رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اپنے رب کا شکر گزار ہوتا ہے، اس کا فائدہ بہر حال اسی کو پہنچتا ہے، اس کا خالق و مالک اس سے خوش ہوتا ہے، اور اسے مزید دنیوی اور اخروی نعمتوں سے نوازتا ہے۔''[1]

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دو مرتبہ ارشاد فرمایا: ''معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرنا، اسے ضرور پڑھنا۔

«اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ . »[2]

''اے اللہ! تو اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر ادا کرنے اور اچھے انداز سے عبادت ادا کرنے میں میری مدد فرما۔''



[1] تیسیر الرحمٰن : 1155/2 .

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، باب الإستغفار، رقم : 1522۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(راوی حدیث کا کہنا ہے کہ) سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد الصنابحی کو یہی وصیت کی اور انھوں نے اپنے شاگرد ابو عبدالرحمٰن کو اس کی وصیت کی۔

⑨ عاجزی وانکساری کرنے والے

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانے

تکبر سے خالی اور متواضع انسان اللہ کے نزدیک بڑا بلند ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.» ①

''جو کوئی اللہ کے لیے تواضع کرے گا، اللہ اُس کو بلند کر دے گا۔''

اسلام فخر و مباہات اور غرور گھمنڈ سے منع کرتا ہے، اور تواضع، فروتنی اور لطف و مہربانی سے پیش آنے کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرْ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ.» ②

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، کوئی کسی پر فخر کرے، نہ کوئی کسی پر زیادتی اور سرکشی کرے۔''

اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اس کی عملی تفسیر اور بے مثل نمونہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو آپ کی نبوت اور قدر و منزلت

① صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2588.
② صحيح مسلم، كتاب الجنة ونعيمها، رقم: 2865.

جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز کیا تھا، ان کو سلام کرنے، ان سے خندہ پیشانی سے ملنے اور خوش طبعی کرنے سے مانع نہ ہوتی تھی۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو ایسے ہی کیا اور فرمایا:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ .»[1]

''نبی کریم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

جو لوگ زمین میں کبر و غرور کی زندگی اختیار نہیں کرتے ہیں، اور نہ کفر و شرک کے ذریعہ فساد پھیلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت اور اس کی ابدی نعمتیں انھی لوگوں کو ملیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (القصص: 83)

''وہ آخرت کا گھر (جنت) ہم انھیں دیں گے جو سرزمین پر اپنی بڑائی اور فساد نہیں چاہتے ہیں، اور آخرت میں اچھا انجام اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہوگا۔''

⑩ نماز قائم کرنے والے

نماز نیک بندے اور اس کے رب کے درمیان مناجات ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ .»[2]



① صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، رقم: 6247۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: 2168.

② صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: 405.

''یقیناً جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔''

نماز تقرب الی اللہ کا سب سے مضبوط ترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی کہ آپ ابوجہل کی بات ہرگز نہ مانئے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھتے رہیے اور نماز کے ذریعہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتے رہیے:

﴿ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴾ (العلق : 19)

''ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانیے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ .»[1]

''بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو۔''

صالحین نماز کے ذریعے اپنے رب کی محبت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ .»[2]

''اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت



[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم : 1083 .

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم : 6502 .

مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں، اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں ادا کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور چونکہ نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی اعلیٰ اور بلند ہے، لہٰذا یقینی طور پر یہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ ﴿١١٤﴾ ﴾ (هود : 114)

''اور آپ دن کے دونوں طرفوں اور رات گئے نماز قائم کیجیے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ اللہ کو یاد کرنے والوں کو نصیحت کی جا رہی ہے۔''

اور سیّدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''[1]

نماز نیکوکار لوگوں کی کرامت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ .... وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ (المعارج : 22-23 ، 34-35)



[1] صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم : 164 .

''سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں......اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ جنتوں میں معزز ومکرم ہوں گے۔''

حقیقی کامیابی نماز کے قیام میں ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② ﴾

(المؤمنون : 1-2)

''یقیناً مؤمن فلاح پا گئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

⑪ زکوٰۃ اور صدقہ دینے والے

مومن اور صالحین بندے کو جب اللہ تعالیٰ مال عطا فرماتا ہے تو ساتھ اپنے راستے میں انفاق، صدقہ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق بخشتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ﴾ (البقرہ : 3)

''جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

مزید ارشاد ربّ العالمین ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾ ﴾ (البقرہ : 274)

''جو لوگ اپنے اموال رات اور دن کو، چھپے اور ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے

ہیں، ان کو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں ملے گا۔ نہ ان کو وہاں کسی قسم کا ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ غم کھائیں گے۔''

متقی اور اللہ کے نیکوکار بندے کو جب اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں صدقہ وزکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ لوگوں پر احسان نہیں جتاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ ﴾ (البقرہ: 262)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ اذیت پہنچاتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ثابت ہے، اور اُن پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ انھیں کوئی غم لاحق ہوگا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''روزِ قیامت جب اللہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا، سات خوش نصیب لوگوں کو اللہ کریم اپنا سایہ عطا فرمائے گا........... اور اُن میں سے: «وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ، مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ .»

''اور ایک وہ آدمی ہوگا کہ جس نے دنیا میں اپنے مال کا صدقہ یوں پوشیدہ طور پر کیا ہوگا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔''[1]

خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے



[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: 1422۔ صحیح مسلم، رقم: 1031.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلاَّ مَلَكَان يَنْزِلاَنَ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا. وَيَقُوْلُ الآخَرُ: أَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.»①

''ہر روز صبح کے وقت آسمان سے دو فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور اُن میں سے ایک یوں دعا کرتا ہے؛ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما۔ اور دوسرا یوں دعا کرتا ہے؛ اے اللہ! بخل کرنے والے کے مال کو تباہ و برباد کردے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

«أَنْفِقْ [يَا ابْنَ آدَمَ] أُنْفِقْ عَلَيْكَ. وَقَالَ: يَدُ اللّٰهِ مَلْأَىٰ لاَ يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.»②

''اے ابن آدم خرچ کرو، میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا: اللہ کا ہاتھ تو بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں سے کم نہیں ہوتا۔ اور فرمایا: تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے



① صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: 2336.
② صحيح البخارى، كتاب التفسير، رقم: 4684- صحيح مسلم، رقم: 2308.

آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے تب سے وہ مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے۔ مگر اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے، جسے وہ جھکاتا اور اُٹھاتا رہتا ہے۔''

اور اگر کوئی شخص صدقہ و خیرات اللہ کی خوشنودی کے لیے کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اُسے اس کا بدلہ کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ ﴾ (الروم: 39)

''اور تم لوگ جو سود دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہو جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا، اور تم لوگ جو زکوٰۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، ایسے ہی لوگ اُسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔''

(12) روزے رکھنے والے

روزہ ارکان اسلام میں سے تیسرا بنیادی رکن ہے، جس کا بنیادی مقصد انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا کرنا ہے۔ گویا اللہ کے نیکوکار بندے فرضی روزے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (البقرة: 183)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے ویسے ہی جیسے تم سے پہلے

لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

روزہ بہت عظیم عمل ہے۔ ایک حدیث قدسی میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

«كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلاَّ الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِىْ ، وَأَنَا أَجْزِىْ بِهٖ [يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ اَجْلِىْ] وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّىْ امْرُؤٌ صَائِمٌ . وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِىَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ . »[1]

''انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہوتا ہے اور میں اس کا صلہ خود دوں گا۔ روزہ دار میری خاطر اپنی خواہشات نفسانیہ، اپنے کھانے اور اپنے پینے کو ترک کرتا ہے۔ اور روزہ گناہوں کے لیے ایک ڈھال ہے۔ اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی وہ شور مچائے۔ اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اُس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اُس کا جواب یہ ہونا چاہیے: میں تو روزہ دار آدمی ہوں۔ اُس ذاتِ اقدس کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! روزہ دار کے



[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، رقم: 1894، 1904 وکتاب التوحید، رقم: 7492۔ صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب فضل الصیام، رقم: 2706.

منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی۔ (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے، اس وقت وہ خوش ہوتا ہے۔ اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔''

رضائے الٰہی کی خاطر روزہ رکھنے کی وجہ سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .»[1]

''جو شخص رمضان کی راتوں میں ایمان کے ساتھ حصولِ اجر وثواب کے لیے قیام کرے اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور جس آدمی نے رمضان المبارک کے روزے مکمل ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی نیت سے رکھے، اس کے بھی پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

سیّدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا



[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، رقم: 1901، 2009۔ صحیح مسلم، رقم: 1781.

أُغْلِقَ ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ . »①

"جنت کا ایک دروازہ ہے جسے "ریان" کہتے ہیں۔ قیامت کے دن اس دروازے میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس میں سے جنت میں داخل نہیں ہوگا، پکارا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہوجائیں گے۔ اور اس میں سے ان کے سوا کوئی اور اندر نہیں جانے پائے گا۔ جب یہ لوگ (ان کے آخری روزے دار تک) اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی بھی اندر نہ جاسکے گا۔"

ماہِ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، یہ رحمت الٰہی کی وسعت کی زبردست دلیل ہے کہ رمضان المبارک میں رحمت الٰہی عروج پر ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ . »②

"جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے تمام دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔"

سیّدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا



① صحيح البخاری، کتاب الصوم، باب الرّیّان للصائمین، رقم : 1896 ، 3257- صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم : 2710 .

② صحيح البخاری، رقم: 3277 ، 1899- صحیح مسلم، باب فضل شهر رمضان، رقم: 2496 .

اور عرض کرنے لگا: ''اے اللہ کے رسول! اگر میں گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد پانچوں وقت کی نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان المبارک کے روزے بھی رکھوں اور رات کو قیام بھی کروں تو میرا شمار کن لوگوں میں ہوگا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ .»...... ''تب تو تیرا شمار صدیقین اور شہداء میں ہوگا۔''[1]

فرض روزوں کے علاوہ ایام بیض، سوموار اور جمعرات کے نفلی روزے بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ چنانچہ سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سیّدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار والے دن کے روزہ رکھنے سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: «فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ .» ''اس دن میری پیدائش ہوئی تھی اور اسی سوموار والے دن میرے اوپر وحی کا آغاز ہوا تھا۔''[2]

اُمّ المومنین والمؤمنات سیّدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: «كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرّٰى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ.» ''نبی کریم ﷺ خاص کر ارادہ کر کے سوموار کے دن کا اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ .» ''دربارِ الٰہی میں بندوں کے اعمال ہر سوموار اور جمعرات کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔ اور میں اس



[1] صحيح الترغيب والترهيب، الجزء الأوّل، رقم : 993 .
[2] صحيح مسلم، كتاب الصيام، رقم : 2750 .

بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اللہ کے سامنے پیش ہوں کہ میں (دُنیا پر) روزے کی حالت میں ہوں۔‘‘[1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: «أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰی أَمُوْتَ؛ صِیَامِ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَیِ الضُّحٰی وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ.» ’’میرے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی نصیحت فرمائی کہ میں ان تینوں اعمال کو تا زندگی ترک نہ کروں، حتی کہ میں اسی حال پر فوت ہوجاؤں۔ ①: ہر مہینے تین دنوں کے روزے رکھا کروں۔ ②: بلا ناغہ بوقت چاشت دو رکعات نفل پڑھا کروں۔ اور ③: سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔‘‘[2]

یوم عاشوراء اور یوم عرفہ کے روزوں کی بھی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ جنابِ ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَی رَمَضَانَ: فَهٰذَا صِیَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ أَنْ یُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ، وَصِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ أَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ أَنْ یُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ. [وَفِیْ لَفْظٍ آخَرَ: یُكَفِّرَ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ.»[3]



① سنن الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الإثنین والخمیس، رقم: 745، 747- محدث البانی نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: 1178 وکتاب الصوم، رقم: 1981- صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: 1672.

③ صحیح مسلم، رقم: 2746.

''ہر مہینے تین روزے اور رمضان کے روزے۔ رمضان کے بعد دوسرے رمضان تک یہ زمانہ بھر کے روزے شمار ہوں گے۔ اور یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ ایسا ہے کہ میں اللہ ربّ العالمین سے اُمید کرتا ہوں کہ ایک گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے، اور ایک آئندہ سال کا، اور عاشوراء کے روزہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ گزرے سال کا کفارہ ہوجائے۔''

⑬ فحش کاموں سے بچنے والے

کتاب و معلم سے پھرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اللہ کے مومن، مسلمان، صالح اور نیک بندے فحش کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾﴾ (الشوریٰ: 37)

''اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں، اور جب انھیں کسی پر غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فحش اور بڑے گناہوں سے، اور ہر برے کام سے، اور اللہ کے خلاف سرکشی اور بغاوت اور لوگوں پر ظلم وزیادتی سے منع فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ (النحل : 90)

’’بے شک اللہ انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کو (مالی) تعاون دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی اور ناپسندیدہ افعال اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اسے قبول کرلو۔‘‘

زنا بھی چونکہ بدترین اور فحاشی والا فعل ہے جو فطرت سلیم، عقل اور شریعت ہر اعتبار سے گناہ عظیم ہے، اور سوسائٹی پر اس کے نہایت خطرناک اور برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی عزت محفوظ نہیں رہتی، ان کا نسب اور نسل انتہائی خطرے میں پڑ جاتی ہے، اور پاک و صاف سوسائٹی اور معاشرتی اخلاق انارکی کا شکار ہوجاتی ہے۔ اور جو اس فعل بد کا ارتکاب کرتا ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾﴾

(بنی اسرائیل : 32)

’’اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام، اور برا راستہ ہے۔‘‘

فحش گوئی ایمان کے منافی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ .»[1]

[1] سنن الترمذی، کتاب الأشربة، رقم: 1977۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 893 .

''مومن آدمی نہ ہی طعن و تشنیع کرنے والا ہوتا ہے۔ نہ ہی لعنت کرنے والا، نہ ہی فحش کلامی کرنے والا اور نہ ہی بدزبان گالی گلوچ بکنے والا ہوتا ہے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا:

«مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلاَّ شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلاَّ زَانَهُ.»[1]

''جس چیز میں بے ہودگی اور فحاشی ہوگی وہ اسے عیب دار بنادے گی، اور جس میں حیا ہوگی وہ اسے خوبصورت بنادے گی۔''

جنابِ مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کوفہ تشریف لائے تو ہم کسب علم کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ فرمایا:

«لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلاَ مُتَفَحِّشًا وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا.»[2]

''محسن کائنات، نبی معظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قابل مذمت، سخت گو اور بے حیائی کی باتیں کرنے والے نہ تھے۔ اور آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔''

جو لوگ بے حیائی اور برائی کے امور، فواحش اور منکرات سے بچنا چاہتے ہوں اللہ تعالیٰ



[1] سنن الترمذی، کتاب الأشربة، رقم: 1974- سنن ابن ماجه، رقم: 4185- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح البخاری، رقم: 6029.

نے اُن کے لیے ایک نہایت اعلیٰ علاج بتلایا ہے۔ وہ یہ کہ لوگ عقیدہ کی پختگی، بدعات اور خرافات سے اجتناب کے ساتھ ساتھ نماز قائم کریں، اللہ تعالیٰ انھیں فواحش سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝۴۵﴾ (العنکبوت : 45)

''آپ پر جو کتاب بذریعہ وحی نازل کی گئی ہے، اس کی تلاوت کیجیے، اور نماز قائم کیجیے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور یقیناً اللہ کی یاد تمام نیکیوں سے بڑی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔''

یعنی اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور برائیوں میں ڈوبتا رہتا ہے، تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اس کی نماز، وہ نماز نہیں ہے جسے اس آیت کریمہ میں فواحش، بے حیائی، برائی اور منکرات سے منع کرنے والی نماز بتلایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب تک نماز کا ترجمہ یاد نہیں ہوگا، اس پر غور وفکر نہیں ہوگا، تو اللہ تعالیٰ کی شان، بڑائی، اور معرفت کا علم حاصل نہیں ہوگا، تو انسان برائی کو برائی سمجھ کر کیسے بچ سکے گا۔

(14) خواہشات گناہوں سے اجتناب کرنے والے

اہل ایمان نیکوکار بندے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اچھے لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ اُن واجبات کو ادا کرتے ہیں جن کا چھوڑنا بڑا گناہ ہے، اور بڑے حرام کاموں

سے بھی بچتے ہیں، مثلاً، زنا، شراب نوشی، سود خوری، قتل نفس اور اس طرح کے دیگر بڑے بڑے حرام کام البتہ اُن سے کبھی کبھار اور بعض چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ اور اُن پر اصرار نہیں کرتے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝۳۲﴾ (النجم: 32)

''جو لوگ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، سوائے کچھ چھوٹے گناہوں کے، بے شک آپ کا ربّ بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ تمھیں اُس وقت سے خوب جانتا ہے جب اُس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا تھا، اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پلتے ہوئے بچے تھے، پس تم لوگ اپنی پاکی نہ بیان کرو، وہ اُس شخص سے خوب واقف ہے جو اُس سے ڈرتا ہے۔''

''گناہ کبیرہ کی تعریف میں صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کے مختلف اقوال ہیں: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کی سزا آگ، غضب الٰہی، لعنت یا عذاب الٰہی بتائی گئی ہو۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہر وہ گناہ جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے آگ بتائی ہے وہ کبیرہ گناہ ہے۔

بعض علماء نے کبائر سے متعلق کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔ اس سلسلے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب «الکبائر» اور ابن حجر ہیثمی کی «الزواجر عن اقتراف الکبائر» مشہور ہیں۔

«لمم» کا لغوی معنی قلیل وصغیر'' ہے۔ زجاج کے قول کے مطابق «لمم» وہ گناہ ہے

جس کا ارتکاب انسان سے کبھی کبھار ہو جاتا ہے، اور اس پر اصرار نہیں کرتا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک اس سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مثال بوسہ، اشارہ کرنا اور دیکھنا بتایا ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی یہ منقول ہے کہ آدمی گناہ کے قریب جائے، پھر توبہ کرلے۔ اس قسم کے چھوٹے گناہوں کے ارتکاب سے آدمی اچھوں کی صف سے نہیں نکل جاتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر دیتا ہے، اس لیے کہ اس کی رحمت بہت ہی وسیع ہے، جس کے اندر وہ اپنے ایسے تمام بندوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝٣١﴾ (النساء : 31)

اگر تم لوگ ان کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمھیں روکا گیا ہے، تو تمھارے چھوٹے گناہوں کو ہم مٹا دیں گے اور تمھیں عزت وتکریم والا مقام عطا کریں گے۔"

آج ہماری مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کو معمولی جانتے ہیں اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ: کل انہی غلطیوں اور جرائم کی وجہ سے ہم اللہ کے ہاں پکڑے جائیں گے اور کوئی ہمیں اُس وقت اللہ ذوالجلال سے چھڑا نہ سکے گا۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

«إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُوْبِقَاتِ.»[1]



[1] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، رقم: 6492.

"آج تم (غیر صحابہ) لوگ ایسے ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں، یعنی تم لوگ ان کو حقیر جانتے ہو۔ بڑا گناہ نہیں سمجھتے۔ جبکہ ہم لوگ نبی معظم، رحمت عالم ﷺ کے دور مبارک میں ان کاموں کو ہلاک کردینے والے سمجھتے تھے۔"

اسی لیے اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندوں کو حکم فرمایا ہے:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾﴾ (الانعام : 120)

"اور اے مسلمانو! ظاہر گناہ بھی چھوڑ دو اور چھپا ہوا گناہ بھی۔ بلاشبہ وہ لوگ جو گناہ سمیٹتے ہیں وہ اپنے کیے کی سزا جلد پائیں گے۔"

(15) عفو ودرگزر کرنے والے

صالحین عفو ودرگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾

(آل عمران : 134)

"ایمان والے وہ ہوتے ہیں جو فراخی رزق اور تنگ دستی میں فی سبیل اللہ خرچ کیے جاتے ہیں۔ اور وہ غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تو نیکیاں کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔"

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

«مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ وَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، أَلاَ إِنَّ عَمَلَ الْجَنَّةِ حَزْنٌ بِرَبْوَةٍ ثَلاثًا، أَلاَ إِنَّ عَمَلَ النَّارِ سَهْلٌ بِشَهْوَةٍ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُقِيَ الْفِتَنَ وَمَا مِنْ جَرْعَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ جَرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا عَبْدٌ، مَا كَظَمَهَا عَبْدٌ لِلّٰهِ إِلاَّ مَلأَ اللّٰهُ جَوْفَهُ إِيْمَانًا.»[1]

''جو شخص کسی تنگ دست آدمی کو جو اُس کا مقروض ہو مہلت دے یا اپنا قرض اسے معاف کردے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی سخت ترین گرمی سے بچالیتا ہے لوگو! سنو، جنت کے اعمال نہایت سخت اور مشکل ہیں۔ (یہ لفظ تین بار ارشاد فرمایا۔) خبردار! لوگو! جہنم کے کام آسان اور سہل ہیں۔ نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ گھونٹ غصے کا وہ گھونٹ ہے کہ جسے آدمی اللہ کی خاطر پی لے۔ جو آدمی اپنا غصہ پی لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔''

اور سورۃ الشوریٰ میں ارشادفرمایا:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ﴿٤٣﴾﴾

(الشوریٰ: 43)

''اور جو آدمی صبر کرے، اور معاف کردے، تو بے شک ایسا کرنا بہترین



[1] مسند أحمد: 327/1- مجمع الزوائد: 134-134- ابن کثیر نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

کاموں میں سے ہے۔''

جو شخص کسی کی اذیت کو برداشت کرے گا، اسے معاف کردے گا، اور بدلہ نہیں لے گا، وہ بہرحال اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل ستائش ہوگا، اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس عظیم صفت کے ساتھ متصف ہوں گے۔

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب و خلیل پیغمبر کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾﴾

(الاعراف : 199)

''درگزر کو بطورِ طریق و منہج اپنالو۔ اور اچھی بات کا حکم کرتے رہو اور جاہلوں سے اعراض کر کے رہو۔''

امام محمد بن جعفر الصادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مکارم اخلاق کے موضوع پر درج ذیل آیت سے بڑھ کر قرآنِ عظیم میں اور کوئی آیت نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر، للرازی)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَسْبَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ . »[1]

''پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں دوسرے پر غالب آجائے، بلکہ اصل پہلوان اور طاقتور تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پالے۔''



[1] صحیح البخاری، رقم : 6114 .

اللہ عزوجل نے سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوۡا ہُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾﴾ (الشوریٰ : 37)

''اور جو بڑے گناہوں سے بھی اجتناب کرتے ہیں، اور بے حیائی کے کاموں سے بھی بچے رہتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو اس کو پی کر لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے ہیں۔''

اور سورۃ التغابن میں ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَ اَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡہُمۡ ۚ وَ اِنۡ تَعۡفُوۡا وَ تَصۡفَحُوۡا وَ تَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴﴾﴾ (التغابن : 14)

''اے ایمان والو! بے شک تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، پس تم ان سے بچ کر رہو، اور اگر تم معاف کر دو گے اور درگزر کرو گے اور بخش دو گے تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

مفسر ابن جریر نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے مذکور بالا حصہ کے نازل ہونے کے بعد جب کوئی مسلمان اپنے بال بچوں کی جانب سے ہجرت سے روکا جاتا تو انھیں دھمکی دیتا کہ انھوں نے اُسے روکا تو وہ انھیں سزا دے گا تو آیت کا دوسرا حصہ ﴿وَ اِنۡ تَعۡفُوۡا﴾...... الآیۃ نازل ہوا۔ جس میں انھیں عفو و درگزر کا طریقہ

اختیار کرنے کی نصیحت کی گئی، اس لیے کہ اللہ بڑا عفو و درگزر کرنے والا ہے، اور وہ عفو و درگزر کرنے والے کو پسند کرتا ہے، اور اس کے بدلے میں اجر عظیم عطا کرتا ہے۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.» [2]

''صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی اور اگر کوئی کسی کو معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرما دیتا ہے۔''

16 حسن سلوک سے پیش آنے والے

وہ کھو بیٹھے آخر کمائی بڑوں کی
بھلا دی جنھوں نے بڑائی بڑوں کی

اسلام نے مسلمانوں کو وفاداری اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کا عادی بنایا ہے اور اسے ان کی فطرت میں پیوست کر دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ



[1] تفسیر طبری: 140/28.

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، رقم: 6592.

أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾

(النساء : 36)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر، اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ .»[1]

''اللہ رب کریم کی رضا باپ کی خوشی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ أَبِيْهِ .»[2]

''بڑی نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''

یعنی ان کا یہ حسن سلوک باپ کے دوست واحباب تک وسیع ہو جاتا ہے۔



[1] سنن الترمذی، رقم: 1899۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 516.

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2552.

رسول اللہ ﷺ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے جس سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک اور غیرت آتی تھی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں:

''مجھے جتنا رشک خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اتنا نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر نہیں آیا۔ میں نے انھیں دیکھا، آپ ﷺ ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے بہت سے ٹکڑے کرتے پھر انھیں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھیج دیتے۔ بعض مرتبہ میں آپ ﷺ سے کہتی: ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں، تو آپ ﷺ فرماتے: ''وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے انھی سے اولاد عطا کی۔'' 

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد اپنا یعقوب نامی غلام آزاد کرنے کا اعلان کر دیا، یہ بات نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئی تو اس سے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟ تو اس اللہ کے بندے نے کہا نہیں جی! پس آپ ﷺ نے حاضرین کو مخاطب کر کے پوچھا: اس غلام کو کون مجھ سے خرید سکتا ہے؟ (میں اس کو بیچ رہا ہوں)...... تو اسے نعیم بن عبداللہ العدوی رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور یہ دراہم وہ نبی معظم ﷺ کے پاس لے آئے۔ یہ دراہم آپ ﷺ نے غلام کے مالک کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«إِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا ، فَإِنْ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، رقم: 3818۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 2435.

قَرَابَتِكَ شَیْءٌ فَهٰكَذَا ، فَهٰكَذَا . »[1]

''خرچ کرنے میں پہلے اپنی ذات سے ابتدا کرو۔ پھر اگر بچ رہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ اگر تمہارے اہل خانہ سے بھی بچ رہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں اور ناطے والوں پر خرچ کرو اور اگر تمہارے قریبی رشتہ داروں سے بھی بچ رہے تو اِدھر اُدھر یعنی اپنے جاننے والوں پر خرچ کرو۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ اپنے دائیں بائیں اشارہ فرما رہے تھے۔''

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَّى . »[2]

''اہل ایمان، مسلمانوں کی مثال اُن کو باہمی اُلفت ومحبت، دوستی واتحاد، باہمی رحم وشفقت اور باہمی اُنسیت وغم گساری میں ایک جسم کی طرح ہوتی ہے۔ کہ بدن میں سے جب کوئی عضو درد محسوس کرتا ہے تو سارا بدن اس درد میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔ نیند نہیں آتی اور بخار آ لیتا ہے۔''

بیوہ عورتیں بھی اسی حکم میں آتی ہیں۔ ان کی کفالت کرنا بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ  بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلسَّاعِیْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: 2313 .
[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 6586 .

اللّٰهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ الصَّائِمِ النَّهَارِ . »[1]

''بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا (راویٔ حدیث امام بخاری کے اُستاد عبداللہ بن مسلمہ القعنبی کو شک ہے کہ اُن کے اُستاد امام مالک بن انس رحمہم اللہ جمعیاً نے یوں کہا) رات بھر عبادت کرنے والے اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر اس شخص کا اجر و ثواب ہوگا۔''

ہمسائیگی کے حقوق کی نگہداشت اور ادائیگی متعدد احادیث میں یوں مذکور ہے:

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ بنت الصدیق اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ . »[2]

''سیدنا جبریل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے حقوق سے متعلق لگاتار اس قدر وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ میں نے خیال کیا شاید وہ اس کو کہیں وارث قرار نہ دے دیں (کہ جو آدمی کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد میں حصہ دار بنتا ہے۔)''

اللہ رب العزت نے حسن سلوک کے حوالے سے آدمی کے ہم نشیں، دوست، احباب ہم منصب وہم عہدہ، ساتھ کام کرنے والے چھوٹے اور بڑے، ساتھ پڑھنے والے، اور ہم سفر ساتھیوں کو بھی نظر انداز نہیں فرمایا۔ یہ لوگ بھی ایک مسلمان آدمی کے حسن سلوک کے



[1] صحيح البخارى، كتاب النفقات، رقم : 5353 و كتاب الأدب، باب الساعى على الأرملة، رقم : 6006، 6007- صحيح مسلم، باب فضل الأحسان الى الأرملة والمسكين واليتيم ، رقم : 7468 .

[2] صحيح البخارى، كتاب الادب، رقم : 6014, 6015- صحيح مسلم، رقم : 6685، 6687 .

مستحق ہوتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ .»[1]

"اللہ رب العزت کے ہاں ساتھیوں میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ خوش اسلوبی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے والا ہو۔ اور ہمسایوں میں اللہ کے ہاں سب سے بہتر ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسائے کے ساتھ دوسروں کی نسبت زیادہ حسن سلوک کرنے والا ہو۔"

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے خادموں، نوکروں، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ کے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں جو وصیت فرمائی وہ یہ تھی: «اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .» "لوگو! نماز کا خوب خیال رکھنا اور اپنے غلاموں، خادموں کا ضرور خیال کرنا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اسی طرح فرماتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک رکنے لگی۔"[2]

⑰ جاہلوں سے اعراض کرنے والے

ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دُنیا میں تاریک چھوڑا

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جاہلین سے

---

[1] سنن ترمذی، رقم: 1944۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 1030 .

[2] السنن فی الکبری للنسائی: 258/4 .

اعراض برتتے ہیں، خواہ مخواہ کی قیل وقال سے اپنا ایمان اور وقت ضائع نہیں کرتے، اور نہ اپنے اعمال ضائع کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝۶۳ ﴾ (الفرقان: 63)

''اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب نادان لوگ ان کے منہ لگتے ہیں تو سلام کرکے گزر جاتے ہیں۔''

صالحین جب کسی جاہل ونادانی کی زبان سے کوئی بیہودہ اور لغو بات سنتے ہیں، تو اس سے نہ الجھتے ہیں اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، بلکہ خاموشی کے ساتھ وہاں سے اپنے دل میں یہ کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں کہ ہمیں ہمارے عمل کا اور انھیں ان کے عمل کا بدلہ ملے گا، ہم نہ انھیں چھیڑیں گے اور نہ ان کی بات کا جواب دیں گے، اس لیے کہ نادانوں اور جاہلوں کے ساتھ الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ٞ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ٞ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝۵۵ ﴾

(القصص: 55)

''اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال، ہم تمھیں سلام کہتے ہیں، ہم نادانوں کی دوستی نہیں چاہتے۔''

مزید فرمایا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾ ﴾

(الاعراف : 199)

''آپ عفوو درگزر کو اختیار کیجیے اور بھلائی کا حکم دیجیے اور نادانوں سے اعراض کیجیے۔''

گفتار، کردار اور اعمال میں اسلام نہ ہو تو وہ جاہلیت اور جہالت ہوتی ہے۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ انھوں نے اپنے خادم، غلام کو ماں کا طعنہ دیا، اور یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی اور سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی آپ سے ملاقات ہوئی تو ارشاد فرمایا:

«يَا اَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ .»[1]

''اے ابوذر! تم ایک ایسے آدمی ہو کہ ابھی تک تمھارے اندر جاہلیت کا اثر باقی ہے۔''

18 دین اسلام کی خاطر محنت کرنے والے

کہ کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

نیک لوگ اللہ کی خاطر نفس، شیطان اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ﴾ (العنکبوت : 69)

''اور جو لوگ ہمارے دین کی خاطر کوشش کرتے ہیں، ہم انھیں اپنے راہِ



[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم : 4313 .

راست پر ڈال دیتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«یَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ وَأَتْبَاعَهٗ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.» ''یہاں «وَالَّذِیْنَ» سے مراد محسن کائنات محمد رسول اللہ ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کے متبعین مراد ہیں۔ رحمهم الله جمیعاً۔''①

ابن ابی حاتم نے ابو احمد عباس الہمدانی (کہ جن کا تعلق اھل عکا سے تھا) رحمہ اللہ سے اسی مندرجہ بالا آیت کریمہ کے بارے میں ان کا فہم ذکر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے: اس کا معنی ہے: «اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ.» ...... ''وہ لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ان باتوں کی طرف راہنمائی فرما دیتے ہیں جن کا اُنہیں علم نہیں ہوتا۔''

ابو احمد عباس الھمدانی کے اس فہم کا علم جب احمد بن ابو حواری رحمہ اللہ کو ہوا تو انہوں نے اس سے متعلق جناب ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو اُنہیں اس مفہوم و معنی سے سخت حیرانی ہوئی۔ (کیا ایک عالم آدمی ایسی غلط بات بھی کہہ سکتا ہے؟) اور پھر فرمایا: «لَیْسَ یَنْبَغِیْ لِمَنْ أُلْهِمَ شَیْئًا مِنَ الْخَیْرِ أَنْ یَّعْمَلَ بِهٖ حَتّٰی یَسْمَعَهٗ فِی الْأَثَرِ، فَإِذَا سَمِعَهٗ فِی الْاَثَرِ عَمِلَ بِهٖ وَحَمِدَ اللّٰهَ حَتّٰی وَافَقَ مَا فِیْ قَلْبِهٖ.» ......''جس



① المصباح المنیر : 613/4 .

کسی شخص کے دل میں کوئی خیر، بھلائی کی بات نہ پیدا ہو اس کے لیے قطعاً ضروری نہیں ہے کہ وہ اُس پر عمل کرنا شروع کر دے حتی کہ وہ اس سے متعلق تحقیق کر کے حدیث و سنت کا حکم سن لے۔ اور جب اس بارے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے حکم، عمل اور فیصلہ سن لے تب اس پر عمل کرے اور پھر اللہ رب العالمین کی حمد و ثناء کرے کہ اللہ کریم نے اُس کی راہنمائی عین اُس کے مطابق فرمائی جو احادیث سے ثابت ہوا۔''[1]

ایک دوسرے مقام پر مومنوں کو خطاب فرمایا کہ اللہ کے لیے اپنی جان، مال اور زبان کے ذریعہ جہاد کرو، تاکہ زمین سے شرک و کفر اور فتنہ انگیزی کا خاتمہ ہو جائے، اور ہر طرف دین اسلام کا دور دورہ ہو جائے، اس نے تمھیں اپنے دین کی نصرت و تائید کے لیے چن لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ جَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ ؕ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ (الحج : 78)

''اور اللہ کی راہ میں جیسی کوشش ہونی چاہیے ویسی کوشش کرتے رہو۔ اس نے تم مسلمانوں کو چن لیا ہے اور تمھارے لیے دین اسلام میں کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔''

لفظ ''جہاد'' کے لفظی معنی کوشش کرنے اور محنت کرنے کے ہیں۔ اس لیے یہ کلمہ ''قتال'' سے وسیع تر معنی رکھتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ''قتال فی سبیل اللہ'' جہاد کا ایک حصہ ہے۔ اس عظیم کلمہ کے تحت وہ تمام کوششیں آ جاتی ہیں جو مال و جان، زبان و قلم اور دوسرے ہر ممکن ذریعہ سے اللہ کے دین کی اشاعت و ترقی و تبلیغ و نفاذ کے لیے کی جائیں۔ بلکہ نفسانی



[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة.

خواہشات کا مقابلہ بھی جہاد میں شامل ہے۔ ایک روایت میں ہے: «اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ . » ...... ''مجاہد وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت پر جھکانے کے لیے اس سے جہاد کیا۔''[1]

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اِک لگن دل میں سب کے لگادی اِک آواز میں سوتی بستی جگادی

اللہ کی راہ میں محنت کرنا، لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینا بڑی فضیلت و اہمیت کا حامل ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۳۳﴾ (حم السجده: 33)

''اور اس شخص سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے اور خود بھی عمل صالح اختیار کرے اور یوں کہے کہ میں بھی اللہ کے تابعدار لوگوں میں سے ہوں۔''

دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ﴾ (آل عمران: 110)

''تم بہترین اُمت ہو اس لیے کہ تم اچھے کام کرنے کا حکم دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔ اور تم اللہ پر ایمان لاتے ہو۔''



[1] فتح القدير للشوكانی بحواله سنن ترمذی، رقم: 1621- مسند أحمد: 20/6، 22- سلسلة الصحيحة، رقم: 549.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو لوگوں کو دعوت دینے کے لیے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.»[1]

”جب وہ لوگ توحید کا اقرار کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور ان میں سے غریب لوگوں پر تقسیم کردی جائے گی۔ جب وہ لوگ یہ حکم بھی مان لیں تو پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ اس لیے کہ اُس کی بددعا اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔“

⑲ برائی کے بدلے اچھائی کرنے والے

کیا برطرف پردہ چشم جہاں سے
جگایا زمانے کو خوابِ گراں سے

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم صادر فرمایا کہ اے میرے نبی! اگر کوئی برائی آپ



[1] صحیح البخاری، رقم: 3447، 1496.

کے آڑے آئے، تو اچھائی کے ذریعہ اسے اپنے آپ سے دور کر دیجیے، برائی کا جواب اچھائی سے، قصور کا جواب عفو ودرگزر سے، غصہ کا جواب صبر سے، لغزش کا جواب نظر انداز کر کے اور دعوت الی اللہ کی راہ میں ایذا رسانیوں کو برداشت کر کے دیجیے۔ آپ جب ایسا کریں گے تو دشمن دوست ہو جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ ﴾

(حم السجدہ : 34-35)

”اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی، آپ برائی کو بطریق احسن ٹال دیجیے، تو آپ دیکھیں گے کہ تمھارے اور جس آدمی کے درمیان عداوت ہے، وہ آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔ اور یہ صفت صرف اُن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں، اور یہ صفت صرف بڑے نصیب والے کو حاصل ہوتی ہے۔“

مفسر کاشانی لکھتے ہیں: جب آپ دشمن کی برائی کو کسی بہت ہی بہتر اچھائی کے ذریعہ دور کر سکتے ہیں، تو اس سے کم درجہ کی اچھائی کے ذریعہ دور نہ کیجیے۔ برائی کے ذریعہ اس کا دور کرنا تو کسی حال میں بھی جائز نہیں ہوگا، کیونکہ آگ کے شعلے اور بھڑک اٹھیں گے، اور خواہش اور شیطان کے پیروکار ہو جائیں گے۔ انتہی

آیت (35) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شریف خصلت اور عظیم فضیلت تو انھیں نصیب ہوتی ہے جو درد والم کے گھونٹ خاموشی کے ساتھ پی جاتے ہیں، اور اپنے رب کی طاعت وبندگی پر صبر کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ یہ رتبۂ بلند تو اسے ملتا ہے جو اللہ کے نزدیک

بڑا ہی سعادت مند ہوتا ہے، اس کے اندر خیر کی صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں عقل سلیم اور خلق عظیم کا مالک ہوتا ہے، اور اس سے اوّل و آخر اپنے رب کریم سے ثواب کی امید لگائے زندگی گزارتا ہے۔ [1]

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سورۃ المومنون میں ارشاد فرمایا:

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾﴾

(المومنون: 96)

''اے ہمارے نبی! اگر کوئی تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تو برائی کو دفع اس طرح سے کرو جو بہت اچھا ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کافر بیان کرتے ہیں۔''

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ، إِلَّا أَنْ يَّنْتَهِكَ شَيْئًا مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.» [2]

''رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو۔ البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں مارا۔ اور آپ ﷺ کو جو کسی نے



[1] تیسیر الرحمن: 1344/2.

[2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدہ للآثام ...... رقم: 6050.

نقصان پہنچایا تو اس کا آپ ﷺ نے بدلہ نہیں لیا۔ البتہ اگر کوئی اللہ کے محارم کو پامال کرتا تو اُس سے اللہ عزوجل کے لیے بدلہ لیتے تھے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ میں ایک بار کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم مبارک پر ایک نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ اتنے میں ایک بدو آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے آپ ﷺ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے مبارک شانے کو دیکھا کہ اس چادر کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی گردن کے مہرے پر چادر کا نشان بن گیا ہے اور اس کا حاشیہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر کھب گیا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا:

«يَا مُحَمَّدُ! مُرْلِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ ، فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ . »[1]

''اے محمد! (ﷺ) اللہ کا جو مال تیرے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم فرمائیں! پس نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ مسکرا دیے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے مال دینے کا حکم فرما دیا۔''

آپ ﷺ نے اس کے گنوار پن اور بدتمیزی پر غصہ نہ فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کا کمال خلق اور حلم و بردباری تھی۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ وہ کون سی زیادتی ہے جو اہل مکہ نے مکی دور میں آپ ﷺ سے نہ کی ہو۔ حتی کہ مدینہ منورہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ مگر فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جو سلوک

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب التبسم والضحك، رقم: 6088- صحیح مسلم، رقم: 2429.

کیا اسے پڑھ کر ذرا اندازہ تو کیجیے کہ برائی کا بدلہ کس قدر اچھائی کے ساتھ دینا چاہیے، اور لوگوں پر رحم کرنے کا معنی درحقیقت کیا ہوتا ہے؟ ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اثر وخبر مجھے اہل علم، علماء حدیث واثر سے پہنچی ہے کہ؛ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے موقع پر طوافِ بیت اللہ الحرام سے فارغ ہوکر بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اور پھر کچھ دیر اندر رک کر، دو رکعات نماز ادا کرکے بیت اللہ کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر کھڑے ہوگئے۔ قریش سامنے مسجد حرام میں صفیں لگائے کھچا کھچ بھرے تھے۔) تو آپ نے اُنھیں اس وقت یوں خطاب فرمایا:

«لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ، صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ، أَلاَ كُلُّ مَأْثُرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَیَّ هَاتَيْنِ، إِلاَّ سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ أَلاَ وَقَتِيْلُ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمَدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا فَفِيْهِ الدِّيَةُ مُغَلَّظَةٌ مِائَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُوْنَ مِنْهَا فِیْ بُطُوْنِهَا أَوْلاَدُهَا. يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ. اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ. ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! مَا تَرَوْنَ أَنِّیْ فَاعِلٌ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا أَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيْمٍ، قَالَ: اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ. »[1]

[1] سیرۃ ابن ہشام، 349/2، طبع دار المعرفہ بالبیروت۔ الرحیق المختوم، صفحہ:551.

''ایک اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ وہ تنہا و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ہے۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی ہے۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اعزاز، یا کمال یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ یاد رکھو! قتل خطا شبہ عمد میں جو کوڑے اور ڈنڈے، لاٹھی سے ہو ''دیت مغلظ'' ہے۔ یعنی سو اُونٹ کہ جن میں سے چالیس اونٹنیوں کے شکم میں ان کے بچے ہوں۔

اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: (ترجمہ)...... ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ وہ کہنے لگے: بہت اچھا۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک معزز بھائی اور نہایت قابل احترام بھتیجے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط﴾...... ''جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

⑳ لوگوں پر رحم کرنے والے

سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا
حقیقت کا گر اُن کو اک اک بتایا

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا یعنی جس دین کے ساتھ وہ دنیا میں مبعوث ہوئے وہ جن وانس کے لیے سراپا رحمت ہے، دنیا وآخرت کی سعادت اسی کو قبول کر لینے میں ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ کو رحمت کہا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ﴾ (الانبیاء : 107)

''اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

سیّدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .»[1]

''جو آدمی لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ عزوجل بھی اُس پر رحم نہیں فرماتا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْأَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ ، اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ .»[2]



---

① صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، رقم : 6029 .

② سنن الترمذی ، کتاب البرّ والصلة ، باب ما جاء فی رحمة الناس ، رقم : 1924 - سلسلة الصحيحة ، رقم : 922 .

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین کے باسیوں پر رحم کرو، تم پر وہ رحم کرے گا جو اللہ عزوجل آسمان میں ہے۔ صلہ رحمی رحمٰن کی طرف سے عطا شدہ ایک حصہ ہے تو جس نے صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ بھی اُسے ملائے گا اور جس نے قطع رحمی کی اللہ تعالیٰ بھی اُس سے تعلق توڑ لے گا۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد نبوی میں پیشاب کرنے لگا، تو لوگ اس پر جھپٹ پڑے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

«دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلَى بَوْلِهٖ سَجلاً مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ . »[1]

''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو۔ اس لیے کہ بلاشبہ نرمی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، سختی کرنے والے نہیں بھیجے گئے۔''

سیّدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهٗ . »...... ''جو شخص نرم برتاؤ اور شفقت سے محروم کر دیا گیا وہ تمام طرح کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔''[2]

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



[1] صحيح البخاری ، كتاب الوضوء ، رقم : 220 .

[2] صحيح مسلم ، كتاب البر والصله ، رقم :6598۔ سنن ابی داؤد ، رقم : 4809 .

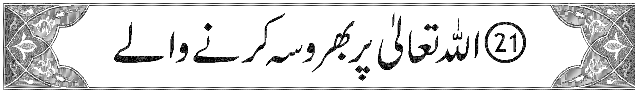
«یَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِی عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَا لَا یُعْطِیْ عَلَی مَا سِوَاهُ.»①

''اے عائشہ! بلاشبہ اللہ عزوجل خود بھی نرم برتاؤ کرنے والا ہے اور نرمی وخوش خلقی کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہ جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا۔ اور نہ ہی وہ نرمی وشفقت کے علاوہ کسی اور عمل پر اتنا عطا کرتا ہے۔''

امام مسلم نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکوں پر بددعا کر دیجیے، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

«إِنِّیْ لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.»②

''میں لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''



21 اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہر حال میں اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ  ﴿۵۹﴾ ﴾

(العنکبوت: 58-59)

''اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے، ہم انھیں جنت کے

---

① صحیح مسلم، کتاب البر والصله، رقم: 6601.

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 2599.

بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہوگا نیک عمل کرنے والوں کا۔ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو تعلیماً ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ ﴾ (التوبہ : 129)

''اگر وہ حق بات کو قبول نہ کریں اور منہ پھیرلیں تو تم صاف کہہ دو؛ مجھے میرا اللہ کافی ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں تو اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور بہت بڑے عظیم عرش کا مالک ہے۔''

اللہ عزوجل پر مکمل توکل کرنے والوں کے بارے میں رب کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ ﴾

(الشوریٰ : 36)

''پس اے لوگو! جو کچھ تمہیں ملا ہے وہ دُنیا کی زندگانی کا سامان ہے۔ اور جو اللہ عزوجل کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لیے کہ جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اس سے کہیں بہتر اور اس سے کہیں پائیدار ہے۔''

اور جب اللہ کے پیغمبر سیّدنا یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام اپنے بیٹوں کو غلہ لینے کے لیے دوسری بار مصر کی طرف روانہ کرنے لگے تو اُن کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ

مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

(یوسف : 67)

’’اور یعقوب نے کہا: اے میرے بیٹو! تم ایک ہی دروازے سے سب کے سب داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں یہ تدبیر بتا کر اللہ کے حکم کو تم پر سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا۔ حکم تو صرف ایک اللہ کا ہی چلتا ہے۔ میں نے تو صرف اُسی (ایک اللہ پر) بھروسہ کیا ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو بھی صرف اسی پر توکل کرنا چاہیے۔‘‘

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے:

توکل کا یہ مطلب ہے خنجر تیز رکھ اپنا
پھر فیصلہ اُس کی تیزی کا اللہ کے حوالے کر

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ، تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا.»[1]

’’اگر تم اللہ عزوجل پر اس طرح سے توکل کرتے جیسا اُس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں ٹھیک اس طرح سے روزی دی جاتی جس طرح پرندے کو رزق دیا جاتا ہے۔ پرندہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتا ہے اور پچھلے پہر پیٹ بھر



[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب فی التوکل علی الله، رقم : 2344۔ محدث البانی نے اسے ’’حسن صحیح‘‘ کہا ہے۔

کر واپس پلٹتا ہے۔''

اگر کوئی شخص بیماری میں دوا اور حتیٰ کہ شرعی دم سے بھی اجتناب کرتا ہے تو یہ کمال توکل ہوگا وگرنہ دوا اور شرعی دم یا اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔

جیسا کہ درج ذیل آیات و احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔ جناب حصین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: میں سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ وہ دریافت فرمانے لگے: تم میں سے کس آدمی نے اس ستارہ کو دیکھا ہے جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے عرض کیا: میں نے دیکھا تھا۔ اس لیے کہ میں نماز میں مشغول نہ تھا بلکہ مجھے بچھو نے ڈس لیا تھا۔ میں اس وجہ سے سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھ لیا۔ سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: «اِسْتَرْقَيْتُ .» ...... ''میں نے دم کروالیا۔'' انھوں نے پوچھا: تم نے دم کیوں کروایا؟ میں نے عرض کیا: اس حدیث کی بنا پر جو امام شعبی رحمہ اللہ نے ہم سے بیان کی ہے۔ وہ پوچھنے لگے: امام شعبی (رحمہ اللہ) نے تم لوگوں کو کون سی حدیث بیان کی ہے؟ میں نے کہا: انھوں نے ہمیں بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ؛ «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ .» ...... ''دم صرف نظر بد اور (بچھو، سانپ وغیرہ کے) ڈنگ میں فائدہ دیتا ہے۔''

یہ سن کر سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اس حوالے سے جس نے جو سنا اور ان پر عمل کیا تو اُس نے اچھا کیا۔ لیکن ہم سے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میرے سامنے سابقہ اُمتیں پیش کی گئیں۔ کوئی پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی اُمت کے لوگ دس سے بھی کم تھے۔ اور کوئی پیغمبر ایسا بھی تھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک یا دو ہی آدمی تھے۔ اور بعض کے ساتھ

ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک اُمت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری اُمت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ؛ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی اُمت کے لوگ ہیں۔ تم آسمان کے کنارے کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ آسمان کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھو۔ دیکھا تو ایک اور بہت بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ؛ یہ تمہاری اُمت ہے...... «وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ .» ...... ''اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔''

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کرنے لگے کہ جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعض کہنے لگے: «فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .» ...... ''شاید ان سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔'' اور بعض کہنے لگے: «فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ .» ...... ''شاید ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے اور اُنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔'' بعضوں نے کچھ اور کہا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا: «مَا الَّذِيْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟» ...... ''تم لوگ کس بارے میں بحث کر رہے ہو؟'' انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرْقُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ .» ...... ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ دم کرتے ہیں، نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں، بلکہ وہ اپنے رب پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں۔''

یہ سن کر جناب سیّدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے نبی! دُعا کیجیے کہ اللہ عزوجل مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ فرمایا: ''میں نے دعا کر دی ہے، تو بھی ان لوگوں میں سے ہوگا۔'' پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: دعا کیجیے! اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔''[1]

توکل علی اللہ کی عظمت و رفعت منزل کا ذرا اندازہ تو لگایئے۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والے جن سعادت مند لوگوں کا اوپر ذکر ہوا ان ستر ہزار کی شان عالی مقام کا اندازہ لگایئے کہ اللہ کے ہاں کتنی بلند ہوگی؟ سیّدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود سماعت کیا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

«وَعَدَنِیْ رَبِّیْ أَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ أَلْفًا لاَ حِسَابَ عَلَیْهِمْ وَلاَ عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا وَثَلاَثُ حَثَیَاتٍ مِنْ حَثَیَاتِ رَبِّیْ.»[2]

''میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ، وہ میری اُمت کے ستر ہزار ایسے افراد کو جنت میں داخل کرے گا کہ جن پر نہ کوئی حساب ہوگا اور نہ ہی کوئی انہیں سزا ہوگی، اور یہ کہ ان میں سے ہر ہر ہزار کے ساتھ وہ ستر ہزار افراد کو بھی بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل کرے گا اور علاوہ ازیں تین لپ بھر کر میرے رب کے ہاتھوں سے (بھی بغیر حساب وعذاب جنت میں جائیں گے۔)''



[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: 527 واللفظ لہ۔ صحیح البخاری، کتاب الطب، رقم: 5752 وکتاب الرقاق، رقم: 6541.

[2] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم: 2437۔ فتح الباری: 499/11۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

22 رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہونے والے

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا رہندا
جے اِک قطرہ مینوں بخشیں کم بن جاندا میرا

کافر انسان جو نورِ ایمان سے محروم ہوتا ہے، اور دنیا کی محبت فکر آخرت پر غالب ہوتی ہے۔ ایسا انسان اللہ کا بڑا ہی ناشکرا ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت سے نجات دے دیتا ہے تو ناشکری پر اُتر آتا ہے اور اسے پکارنا بھول جاتا ہے، اور جب اسے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے، خوف، مرض یا بھوک میں مبتلا ہوتا ہے، تو اللہ پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے یاس و ناامیدی کے گھرے بادل اس پر چھا جاتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن نعمت پا کر سراپا شکر بن جاتا ہے، اور مصیبت کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝٨٣ ﴾ (بنی اسرائیل : 83)

''اور جب ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے، اور بندگی سے دور ہو جاتا ہے، اور جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ناامید ہو جاتا ہے۔''

اور سورۃ حم السجدۃ میں ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝٤٩ وَ لَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾﴾ (حم السجدة : 49-51)

''آدمی اپنے لیے بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اُسے کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے، تو اس پر شدید یاس و نا اُمیدی طاری ہوجاتی ہے۔ اور اگر کسی تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچتی ہے، ہم اپنی طرف سے اُسے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ میں تو اس کا مستحق تھا ہی، اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی، اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹ کر گیا تو یقیناً مجھے اس کے پاس سے اچھا مقام ملے گا، پس اُس وقت ہم کفر کرنے والوں کو یقیناً ان کے برے اعمال کی خبر دیں گے، اور ہم یقیناً انھیں نہایت سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان کو اپنی نعمت سے نوازتے ہیں، تو وہ منہ پھیر لیتا ہے، اور اینٹھے لگتا ہے، اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعا کرنے لگتا ہے۔''

سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا، اور ان مؤمنوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں، یعنی جب انھیں نعمت ملتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربّ العالمین ہے:

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿١٠﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ (ھود : 9-11)

''اور اگر ہم کبھی انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھائیں اور اپنی مہربانی کو پھر اس سے چھین لیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بالکل ہی ناامید اور ناشکرا بن جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اُس پر آئی تھی پھر دوبارہ نعمتوں کا مزہ چکھادیں تو وہ ضرور یہ کہنے لگتا ہے اب سارے دکھ درد مجھ سے دُور ہوگئے اور بلاشبہ وہ پھر بڑا ہی خوش اور شیخی خورا ہے۔ ہاں! البتہ وہ لوگ کہ جو صبر کرنے والے ہوں اور اعمالِ صالحہ کا راستہ اختیار کرنے والے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار ہے۔''

جب فرشتوں نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو بچے کی خوشخبری دی، اور وہ حیران ہوئے تو فرشتوں نے کہا: آپ ناامید نہ ہوں، تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہرگز ناامید نہیں ہوں، ناامید ہونا تو گمراہوں کا طریقہ ہے، میں تو تمھاری خوشخبری کے مطابق امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھے بیٹا دے گا۔ مجھے تو حیرت صرف اس لیے ہوتی ہے کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا:

﴿ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الحجر : 55-56)

''فرشتے کہنے لگے: ہم آپ کو حق سچ خوشخبری دیتے ہیں۔ آپ ناامید ہونے والوں میں سے نہ ہوجائیں۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: اپنے رب کی رحمت سے نااُمید تو گمراہ قسم کے لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔''

''یعنی میں نے دنیا کا عام دستور اور اپنا بڑھاپا دیکھ کر محض تعجب کا اظہار کیا ہے ورنہ یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کر رہا ہوں۔'' (تفسیر قرطبی، تحت الآیۃ)

اللہ کے صالح، مومن بندوں کی اپنے رب پر اُمید کس قدر مضبوط ہوتی ہے۔ اُدھر یہ حالت ہے کہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے محبوب بیٹے کو بچھڑے دسیوں سال ہو چکے ہیں اور اُدھر اپنے غم اور دُکھ درد کو اللہ کریم کی طرف نسبت کر کے اپنے بیٹوں سے کہتے ہیں:

﴿ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ ﴾ (یوسف : 87)

''اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی رحمت سے وہی نا اُمید ہوتے ہیں جو کافر لوگ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں جو اپنے اوپر زیادتیاں اور ظلم کر بیٹھتے ہیں، سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ ﴾ (الزمر : 53)

''آپ کہہ دیجیے! اے میرے بندو کہ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم، زیادتی کر لی ہو اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ۔ بلاشبہ اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا

ہے۔اوراس میں بھی کوئی شک نہیں وہ بڑا بخشنہار اور نہایت مہربان ہے۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح کتاب البر والصلہ میں ایک عنوان یوں قائم کیا ہے: «بَابُ النَّهْیِ عَنْ تَقْنِیْطِ الْاِنْسَانِ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالیٰ . » ...... '' انسان کا اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ممانعت کا باب۔'' اور نیچے یہ حدیث درج کی ہے۔ سیّدنا جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی: ایک آدمی کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف ہی نہیں کرے گا۔تو اللہ کریم نے ارشادفرمایا:

«مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَأَلَّی عَلَیَّ أَنْ لاَ أَغْفِرَ لِفُلاَنٍ ، فَإِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلاَنٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ . »[1]

''کون شخص میرے اوپر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو نہیں بخشوں گا۔ یقیناً میں نے فلاں شخص کو بخش دیا اور تیرے عمل کو میں نے برباد کر دیا۔''

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح رکتاب الرقاق میں ایک عنوان یوں قائم کیا ہے: «بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ . » ...... '' اللہ کا خوف رکھنے کے ساتھ اُمید بھی رکھنے کا باب۔'' اور نیچے یہ درج فرمائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:

«إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ یَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِیْنَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِیْ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً ، [فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ ، حَتّٰی تَرْفَعَ



[1] صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم :6681 .

الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيْبَهُ] فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ . »[1]

''اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن پیدا فرمایا تو اس کے سو حصے کیے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لیے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اس ایک حصہ رحمت کا مظہر یہ ہے کہ تمام مخلوق باہم ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنا سم نہیں لگنے دیتی اور اپنا پاؤں اس سے اُٹھا کر رکھتی ہے مبادا اس سے اس کے بچے کو تکلیف پہنچے۔ پس کافر کو اگر اس تمام رحمت کے بارے میں علم ہو جائے جو اللہ کے ہاں ہے تو وہ کبھی جنت کے حصول سے مایوس نہ ہو۔ اور اگر ایک مومن آدمی کو اس ساری سزا کے بارے میں علم ہو جائے جو اللہ کے ہاں درج ہے تو وہ کبھی بھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔''

23 خواہشات نفس کی پیروی نہ کرنے والے

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اہل ایمان اللہ کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں، اور ایمان کے ساتھ دنیا میں زندگی گزار کر اپنے رب کے سامنے میدانِ محشر میں کھڑے ہوں گے، اور اس ایمان کے



[1] صحیح البخاری، رقم: 6469، 6000.

زیر اثر، انھوں نے اپنے آپ کو خواہش نفس کی اتباع سے دور رکھا ہوگا، اُس دن ان کی جائے رہائش جنت ہوگی۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ ﴾ (النازعات : 40-41)

''اور جو اپنے ربّ کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا۔ تو بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔''

اور اس کے برعکس جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت اور دین حنیف کے مدمقابل اوروں کی خواہشات و آراء کی پیروی کرنا نری گمراہی نہیں بلکہ قرآن کی رُو سے ان آرزوؤں اور خواہشات و آراء کو اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس کے مقابلے میں معبود والٰہ کا درجہ دینا ہے۔ کہ جس کا انجام جہنم کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ (العیاذ باللہ) چنانچہ اللہ ربّ العالمین کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ ﴾ (الجاثیہ : 23)

''کیا آپ نے اس شخص کا مشاہدہ کیا ہے کہ جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اور اللہ نے اپنے علم کی بنا پر اسے گمراہ کر دیا ہے۔ اور اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر کر دی ہے۔ اور اس کی بینائی پر اللہ نے اب (اُس کی ڈھٹائی کی وجہ سے) پردہ ڈال دیا ہے۔ پس اب اس کو اللہ کے اس فیصلہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔ لوگو! کیا پس تم غور وفکر نہیں کرتے؟''

امام طبری رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ: ''دراصل مشرکین و منافقین کے ہاں گمراہی کا سب سے بڑا سبب ''نفسانی خواہشات'' کی پوجا ہی ہوا کرتی ہے۔ دُنیا میں اللہ کے سوا جتنے خداؤں کی پوجا کی جاتی ہے ان میں سب سے بڑا الٰہ ''خواہش نفس'' ہے کہ جس کی اللہ کے مدمقابل پوجا کی جائے۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسا طاغوت ہے جو ہر وقت اور ہر حالت میں آدمی کے ساتھ ہوتا ہے۔''

چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ﴾ (الفرقان: 43-44)

''(اے نبی!) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا کہ جس نے ''اپنے نفس کی خواہش'' کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ کیا تو اُس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے؟ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اس طرح کے اکثر لوگ سنتے اور عقل رکھتے ہیں۔ نہیں وہ تو چوپایوں اور جانوروں کی طرح ہیں۔ بلکہ یہ تو جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ اور بے وقوف ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی کافروں سے فرمایا کہ اگر تورات و قرآن جادو کی قسم ہیں، اللہ کی نازل کردہ کتابیں نہیں ہیں، تو پھر تم لوگ اپنے علم کے مطابق اللہ کی نازل کردہ ان دونوں سے اچھی کوئی کتاب لے آؤ، تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں، اور نہ ان دونوں کتابوں پر عمل کریں، تو سمجھ لیجیے کہ وہ اپنی خواہشات کے بندے ہیں، اور اس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی اتباع کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

﴿ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٥٠﴾ ﴾ (القصص : 50)

''پھر اگر وہ تمہارے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکیں تو جان لیں کہ بلاشبہ وہ اپنی ''خواہشاتِ نفسانیہ'' کی پیروی چاہتے ہیں۔ اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے کہ جو اللہ ربّ العالمین کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے بغیر اپنے نفس کی خواہش کے پیچھے لگا رہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالم قسم کے لوگوں کو سیدھی راہ پر نہیں لگاتا۔''

ایک اور مقام پر اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں ارشاد فرمایا:

﴿ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوْٓءُ عَمَلِهِ وَ اتَّبَعُوْٓا أَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ ﴾ (محمد : 14)

''کیا وہ لوگ کہ جو اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی واضح دلیل و ہدایت پر چلتے ہوں وہ ان لوگوں کی طرح ہوسکتے ہین کہ جن کے برے اعمال ان کو بھلے کر کے دکھائے جاتے ہوں۔ اور وہ اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب وخلیل سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ وَ كَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ﴾

(الرعد : 37)

''اور اسی طرح ہم نے قرآن کو حکمت سے بھرا ہوا عربی زبان میں اُتارا ہے۔ اور اگر تمہارے پاس علم آ جانے کے بعد بھی تم نے ان کی خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کی، تو پھر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی دوست اور بچانے والا نہ مل سکے گا۔''

یہ خطاب بظاہر نبی کریم ﷺ سے ہے، لیکن مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا طالب اور اس کے غصہ سے ڈرنے والا ہو۔ اس آیت کریمہ میں دراصل علماء اُمت کے لیے ایک سخت وعید ہے کہ جو لوگوں کی اپنی خواہشات کی پیروی واطاعت کرتے ہوئے قرآن وسنت والی راہ چھوڑ کر بدعت وضلالت کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے اپنے محبوب نبی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ ﴾

(الانعام : 56)

'' (اے نبی!) کہہ دیجیے مجھے ان کو پوجنا منع کر دیا گیا ہے کہ جنھیں تم اللہ ربّ العالمین کے سوا پوجتے ہو۔ اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرسکتا۔ اگر میں تمہاری خواہشات نفسانیہ کی اتباع کروں تو جانیے کہ میں گمراہ ہو چکا اور تب تو میں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ .»[1]

''تم میں سے کوئی شخص اتنی دیر تک مومن نہیں ہوسکتا حتی کہ اُس کی نفسانی خواہشات اس دین حنیف کے تابع نہ ہو جائیں کہ جسے میں لے کر آیا ہوں۔''

24 تزکیہ نفس کرنے والے

اندھیرا نہ چھا جائے اس گھر میں دیکھو
پھر اکسا دو اس ٹمٹماتے دیئے کو

سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کا گھر بنانے کے بعد اللہ سے علم نافع اور عمل صالح کی توفیق، اور اللہ کی رضا مانگی، اور پھر یہ دعا کی کہ اے اللہ! اسماعیل کی اولاد میں ایک نبی پیدا کر، جو لوگوں کو تیری آیات پڑھ کر سنائے، انھیں قرآن و سنت کی تعلیم دے، اور ان کا تزکیہ نفس کرے۔

﴿ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ  ﴾ (البقرہ : 129)

''اے ہمارے ربّ! انھی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرما، جو تیری آیتیں انھیں پڑھ کر سنائے، اور انھیں قرآن وسنت کی تعلیم دے، اور انھیں پاک کرے، بے شک تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔''

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، رقم : 167۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو «شرح السنہ» میں روایت کیا ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو اپنی کتاب «الاربعین» میں درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، رويناه في « كتابِ الحُجَّةِ» باسنادٍ صحيحٍ.

اللہ تعالیٰ نے روح انسانی کی قسم کھانے کے بعد فرمایا کہ کامیاب و بامراد وہ ہوگا جس نے اپنے نفس کو پاک بنایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ ﴾

(الشمس : 7-10)

''اور روح انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے پیدا کیا۔ پھر اُس کی برائی اور اس کی پرہیزگاری کا اسے الہام کردیا۔ یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا۔ جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کیا۔''

اور سورۃ الاعلیٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ ﴾ (الاعلیٰ : 14-15)

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو پاک ہوگیا۔ اور اپنے ربّ کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔''

یعنی کامیابی ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں، اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اور عمل صالح کرتے ہیں۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافت کی مشغولیات اور حکومت کی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو الگ کرتے اور ایک آدمی یا دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے:

«قُمْ بِنَا نَزْدَادُ اِیْمَانًا .»[1]



[1] مسند احمد : 365/3۔ شعب الإیمان للبیہقی : 152/1 ، رقم : 49 .

''آؤ چلیں اپنے ایمان کو زیادہ کریں۔''

اسی طرح سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اگر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں جا رہے ہوتے کہتے:

«اِجْلِسُوْا بِنَا نُؤْمِنُ سَاعَةً .»[1]

''آؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر ایمان میں اضافہ کریں۔''

25 امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرنے والے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں مومنین اور مومنات کی صفات حمیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے دلی محبت کرتے ہیں، اس لیے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا یہی تقاضا ہے، لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ ﴾ (التوبہ: 71)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکاۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، اللہ انھی لوگوں پر رحم



[1] مصنف ابن ابی شیبة: 7/218-219- السنة للالکائی: 5/963- صحیح بخاری، کتاب الإيمان، تعليقا.

کرے گا، بے شک اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی فضیلت دوسری امتوں پر بیان فرمائی کہ اے مسلمانو! تم سب سے اچھے لوگ ہو، کیونکہ تمھیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے دنیا میں بھیجا کہ بنی نوع انسان کو بھلائی کا حکم دو، برائی سے روکو، اور اللہ پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان لے آؤ جن پر اللہ نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰ ﴾

(آل عمران : 110)

''تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا، ان میں سے بعض مومن ہیں، اور اکثر فاسق ہیں۔''

مسلمان داعی برائی کے سامنے ڈٹ جاتا ہے اور اگر اس کے بس میں ہو اور برائی کے ازالہ سے کوئی بڑا فتنہ کھڑا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روک دیتا ہے۔ اگر ایسا نہیں کرسکتا تو زبان و بیان سے حق واضح کر دیتا ہے اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو باطل کو دل میں برا ضرور سمجھتا ہے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تیاری کرتا رہتا ہے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد عالی شان کا مصداق ہے:

«مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ . »①

''تم میں سے جو شخص کوئی برائی ہوتے دیکھے تو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے منع کرے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن ایک شخص جہنم میں ڈالا جائے گا، اب وہ گدھے کی راہٹ کے گرد چکر لگانے کی طرح چکر لگائے گا۔ اس کے پاس جہنمی لوگ اکھٹے ہو جائیں گے اور دریافت کریں گے کہ اے فلاں! تو تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کیا کرتا تھا۔ تو وہ شخص کہے گا: میں تمھیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا لیکن میں خود نیکی نہیں کیا کرتا تھا اور تمھیں تو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود اس سے اجتناب نہیں کیا کرتا تھا۔''②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب لوگ ظلم ہوتے دیکھیں اور اس سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کو عام کر دے۔''③



① صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، رقم : 49 .

② صحيح بخارى ، كتاب الفتن ، رقم : 7098 .

③ سنن ابوداؤد ، كتاب الملاحم ، رقم : 4338 ـ مسند أحمد : 1/ 2 ، 5 ، 7 ، 9 ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

26 اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے

نیکوکار لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف بلایا جائے تو فوراً سر نیاز خم کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ ﴾

(النور: 51)

''مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم صادر ہو جائے تو کسی مومن مرد یا عورت کے لیے یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کی مخالفت کرے اور اپنی یا کسی اور کی رائے پر عمل کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سراسر نافرمانی اور کھلم کھلا گمراہی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ ﴾ (الاحزاب: 36)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی

نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ اس آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے، تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں ہے، اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵ ﴾ (النساء: 65)

''آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف محسوس نہ کریں، اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔''[1]

مسلمان قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ﴾ (البقرہ: 285)

''اور انھوں نے کہا کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور اطاعت کی۔''



[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة.

㉗ نیک لوگوں سے دوستی رکھنے والے

نیک لوگ، نیک لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَىٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ (التحریم : 4)

''بے شک اللہ اُن کا مولیٰ ہے، اور جبریل اور نیک مومنین ان کے مولیٰ ہیں، اوراس کے بعد فرشتے ان کے مددگار ہیں۔''

یعنی نبی کا مولیٰ اور دوست، اللہ، جبریل اور نیک اہل ایمان ہیں۔

مزید برآں سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ آلَ أَبِیْ فُلَان لَيْسُوْ لِیْ بِأَوْلِيَآءَ، إِنَّمَا وَلِیَّ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا...... . »[1]

''بے شک آل ابی فلاں میرے دوست نہیں ہیں، میرا دوست تو اللہ اور نیکوکار مومن ہیں۔ ہاں ان کے ساتھ میری رشتہ داری ہے اور وہ میں نبھا رہا ہوں۔''

نیک لوگوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں سچا مسلمان ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے:

«ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَان: أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ



[1] صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب تبل الرحم ببلالها، رقم: 5990.

اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ . »[1]

''تین باتیں جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا۔

①: یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

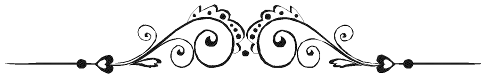
②: اور یہ کہ آدمی کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے۔

③: اور یہ کہ ہدایت پانے کے بعد کفر میں لوٹ جانا اتنا ہی ناپسندیدہ ہو جتنا کہ آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کو مزید بلند مقام عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«مَا تَحَابَّا الرَّجُلَانِ إِلَّا كَانَ أَفْضَلُهُمَا اَشَدُّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ . »[2]

''باہم محبت کرنے والے دو اشخاص میں سے افضل وہ ہے جو اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرے۔''

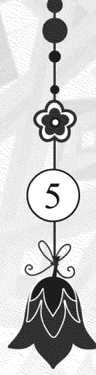




[1] صحيح بخاری ، كتاب الإيمان ، رقم : 16۔ صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، رقم :43 .

[2] الأدب المفرد ، رقم : 544۔ مستدرك حاكم : 171/4۔ صحيح ابن حبان ، رقم : 566۔ حاکم اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔





نیکیوں کا صلہ



نیکیوں کے بے شمار فوائد وثمرات ہیں۔ مثلاً نیکی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، نیکیوں سے جنت الفردوس ملے گی۔ اسی طرح نیکیوں کے فوائد میں یہ بھی شامل ہے کہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اس باب میں نیکیوں کے فوائد و ثمرات پر مختصر مگر جامع گفتگو ہوگی۔

① خوف اور غم سے نجات

نیکیاں دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں مفید ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک شخص دنیا اور آخرت میں بہت سی مشکلات سے بچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ ﴾

(البقرۃ: 62)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوں اور عیسائی ہوئے یا صابی ہوں جو کوئی بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔“

نیک اعمال کو غم اور خوف سے نجات کا سبب بتایا گیا ہے۔ چاہے نیکیاں کوئی بھی کرے یہودی ہو، عیسائی ہو یا مسلمان جو بھی پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد ایمان کے تقاضوں

کے مطابق زندگی گزارے گا اُسی کو کامیابی ملے گی۔ کیوں کہ رب تعالیٰ کے نزدیک معیار صرف اور صرف نیکی ہے نہ کہ ذات پات اور قوم وقبیلہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ ﴾ (البقرة : 277)

''بے شک جو لوگ ایمان کے ساتھ نیک عمل کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ کوئی خوف ہے نہ اُداسی اور نہ ہی کوئی غم۔''

ایمان لانے کے بعد نماز پڑھنے اور زکاۃ ادا کرنے والے پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ یعنی اصل معیار اللہ کے نزدیک اعمال ہیں۔ جو بھی کرے گا وہی اللہ کا محبوب اور ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات پائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ ﴾

(یونس : 62)

''یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔''

کیونکہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو اپنی زندگانی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق گزارتے ہیں۔ جیسا کہ ولی کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ﴾ (یونس : 63)

''اللہ کے ولی وہ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ کی راہ اختیار کی۔''

یعنی ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت کے مطابق زندگی گزارے، نا کہ اپنی خواہشات کا پجاری ہو۔ کہ جیسے من میں آئے ویسے ہی زندگی گزارے۔ نافرمانی پہ نافرمانی کرتا چلا جائے۔ بغاوت اور سرکشی والی زندگی گزارے، نہ نماز کی پابندی کرے نہ زکاۃ کی فکر اور نہ حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس، پھر بھی ولی ہے۔ یاد رکھیے ایسے لوگوں کو شریعت ولی نہیں گردانتی۔

② اللہ تعالیٰ کی مہمانی

نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے، یعنی اُن کا مہمان نواز اُن کا ربّ تعالیٰ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝١٠٧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝١٠٨ ﴾

(الکھف : 107-108)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو ان کے لیے فردوس کے باغات بطورِ مہمانی ہوں گے، ان میں وہ ہمیشہ رہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝٨٥ ﴾ (مریم : 85)

''جس دن ہم پرہیز گاروں کو اللہ کی طرف بطورِ مہمان کے جمع کریں گے۔''

دونوں آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نیکیاں کرنے والے اللہ کے خاص مہمان ہیں۔ لہٰذا نیکیوں میں خوب محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ﴾ (البقرہ : 148)

''کہ تم نیکیوں میں آگے بڑھ جاؤ۔''

③ بھلائی ہی بھلائی ملنا

یعنی نیک لوگوں کے ساتھ معاملہ انتہائی بھلائی اور خیر خواہی والا کیا جائے گا۔ اور ان کو سب سے پہلے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۞ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۞ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۞ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۞ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۞ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۞ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۞ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۞ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۞ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۞ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۞ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۞ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۞ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۞ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۞ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۞ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۞ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۞ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۞ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۞ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۞ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۞ عُرُبًا اَتْرَابًا ۞ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۞ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۞ ﴾ (الواقعة: 10-40)

”اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں، وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ آرام دہ جنتوں میں ہیں۔ بہت بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، آمد و رفت کریں گے۔ پیالے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے لبریز ہوں گے، جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے، اور ایسے میوے ہیں جو ان کی پسند کے ہوں اور پرندوں کا گوشت جو انھیں مرغوب ہوگا، اور گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا۔ نہ وہاں بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔ اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں اور تہہ بہ تہہ کیلوں اور لمبے لمبے سائیوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور باکثرت پھلوں میں جو نہ ختم ہوں اور نہ روک لیے جائیں اور اونچے اونچے فرشوں میں ہوں گے، ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے انھیں کنواری کر دیا ہے، وہ محبت والیاں اور ہم عمر ہیں، دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں۔ جم غفیر ہے۔ اگلوں میں سے اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے۔“

نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کو پہلے ہی جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور جنت کی بہترین نعمتوں سے بہترین انداز میں مستفید ہوں گے۔ یہ سب ان کی نیکیوں کا صلہ ہے۔

لہٰذا کوشش کرنی چاہیے، زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی۔تا کہ جنت میں اعلیٰ ترین مقام ملے۔

④ بہترین اجر وثواب پانا

نیکیاں کرنے والوں کے لیے بہت ہی اچھی جزا اور بدلہ ملے گا کہ جس سے ان کے گناہوں کو بھی معاف کردیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اجر عظیم سے بھی نوازا جائے گا۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (المائدۃ : 9)

"اللہ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر وثواب ہے۔"

نیکی کی وجہ سے معافی بھی ہے اور اجر عظیم بھی۔ یہ نیکی کی جزا خوب سے خوب تر ہے۔ ایک نیکی سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ﴾ (الرحمن : 60-61)

"احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے؟ پس اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔"

اس آیت میں بتلایا کہ نیکی کا بدلہ اچھائی ہے۔ اچھائی میں تمام نعمتیں آجاتی ہیں، جن میں سے ایک جنت بھی ہے۔یعنی نیکی کی وجہ سے جنت بھی ملے گی، کیوں کہ نیکی کا اجر ہے ہی بہت زیادہ۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾﴾

(القصص : 84)

''جو شخص نیکی لے کر آئے گا، اسے اس سے بہتر ملے گا، اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے بداعمالی کرنے والے کو ان کے انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾﴾ (النساء : 40)

''بے شک اللہ ایک ذرّہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دوگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔''

ان ہر دو آیات کریمہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نیکیوں کا اجر خوب بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اور نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ رحیم و کریم بڑے بہترین انداز سے نیکی کو بڑھاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾﴾ (الکھف : 30)

''یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

اور جو نیک عمل کرے ہم اس کو نیکی کا بدلہ ضرور دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ ﴾ (الشوریٰ : 26)

''اور وہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والے لوگوں کی سنتا ہے، اور انھیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرماتا ہے اور کفار کے لیے سخت عذاب ہے۔''

معلوم ہوا کہ نیکی کا صلہ اور بدلہ صرف اور صرف مومنوں کے لیے ہے۔ کافروں کے لیے کوئی بدلہ نہیں ہے۔ کیوں کہ کافر کی کوئی نیکی اللہ کے ہاں مقبول ہی نہیں۔ نیکی صرف اور صرف مؤمن کی قبول ہوتی ہے۔ اسی کے لیے درجات ہیں اور اسی کے لیے جنت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ ؕ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿٨﴾ ﴾ (البينة : 7-8)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے یہ بہترین مخلوق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس رہائش کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہ نعمتیں ہر اس شخص کے لیے ہیں جو اپنے رب سے ڈر جائے۔''

یعنی مذکورہ نعمتیں ہر اُس شخص کو حاصل ہوسکتی ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے، کیوں کہ

ایمان ہی نیکیوں کے ساتھ عظیم بلندیوں پر پہنچاتا ہے۔ دونوں میں سے ایک کا بھی فقدان پریشانی کا سبب ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنا ایمان بھی مضبوط کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر بھی خوب توجہ دی جائے۔ کیونکہ اعمالِ صالحہ ہی اچھے بدلے کا ذریعہ ہیں۔ نیکی پر ایسا اجر ملے گا جو کبھی بھی ختم نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾﴾

(حم السجدة : 8)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کریں ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔''

اجر بھی ایسا جو کبھی بھی نہ ختم ہونے والا اور ان کی نیکیوں سے کہیں بڑھ کر دیا جائے گا۔ یہ اجر کتنا دیا جائے گا اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ بلکہ بغیر حساب کے دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ (المزمل : 20)

”تیرا رب بخوبی جانتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتے ہیں۔ یہ سب نیکیوں کا صلہ ہے، کیونکہ اللہ نیکیوں کا ایسا ہی صلہ دیا کرتا ہے کہ جس کا کوئی حساب وکتاب ہی نہیں ہوگا۔ اور جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تم اوقات کا ٹھیک شمار نہیں کرسکو گے۔ پس اس نے تم پر مہربانی کی، لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے، بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ کا فضل یعنی روزی بھی تلاش کریں گے، اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے، سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے ہاں بہتر سے بہتر ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے۔ اللہ سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اور دوسرے مقام پر کچھ یوں فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ (الفتح : 29)

’’محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحمدل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدے کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔‘‘

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾ ﴾

(الاسراء : 9)

’’یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے، اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا

اجر ہے۔''

یہ تینوں آیاتِ کریمہ اس بات کی خبر دے رہی ہیں کہ نیکی کرنے والوں کے لیے اجر عظیم اور مغفرت ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ نیک بندوں کو خاص اپنے فضل سے نوازتا ہے اور ان کے معمولی معمولی اعمال پر بھی ان کو بڑا اجر عطا کرتا ہے اور کسی بھی نیکی کو ضائع یا بے کار نہیں ہونے دیتا۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ ﴾ (التوبة : 120)

''مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد وپیش ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو تنگی ومشقت پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ہر ایک چیز کے بدلے ایک ایک نیک کام لکھا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

⑤ روز قیامت کی ذلت ورسوائی سے بچنا

جب اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو اجر عظیم سے نوازے گا تو یہ لوگ کامیابی کے شادیانے بجائیں گے۔ ذلت ورسوائی ان کے قریب نہیں پھٹکے گی۔ بالکل یہ تو خوش وخرم ہوں گے۔ اور اپنے رب سے مزید فضل کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۸ ﴾

(التحریم : 8)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ مٹا دے اور تمھیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جس دن اللہ نبی کو اور ایمان داروں کو جو ان نبیوں کے ساتھ ہوں گے رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمیں نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس آیت میں خبر دی گئی ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اور جو ان کے ساتھ ایماندار ہوں گے، ان کو اللہ رسوا نہ کرے گا، یعنی ان لوگوں کے لیے تو عزت ہی

عزت ہوگی۔ کیونکہ انھوں نے کامیاب زندگی گزاری ہے جو کہ اعمال صالحہ کی شکل میں تھی۔ لہٰذا ان کو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔

⑥ امن وسکون کا ملنا

نیکیوں کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں امن وسکون پالیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے:

«يَا بِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ، أَرِحْنَا بِهَا .»[1]

''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔''

نیک لوگ آخرت میں بھی پریشانی سے مامون ومحفوظ ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۷ ﴾ (البقرة : 277)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ تو کوئی خوف ہے، نہ اُداسی اور نہ غم۔''

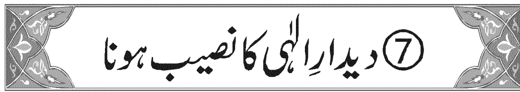
اس آیت میں وہ نیکیاں بتلائی گئیں کہ جن نیکیوں کو کرنے والوں پر کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔ اور ہر قسم کی پریشانی سے نجات پائیں گے۔

[1] سنن ابوداؤد، كتاب الأدب، رقم : 4985۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مزید ارشادِ ربانی ہے:

﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ ﴾ (النمل : 89)

''جو شخص نیک عمل لائے گا اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔''



⑦ دیدارِ الٰہی کا نصیب ہونا

نیکیاں اس وجہ سے بھی خوب کرنی چاہئیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی۔ یقیناً یہ ملاقات مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے زحمت ہوگی۔ اس لیے کہ مؤمن کو اس ملاقات کا یقین تھا، اسی لیے اس نے اس ملاقات کے لیے خوب تیاری کی، جب کہ کافروں نے اس ملاقات کا یقین نہ کیا۔ جس کی وجہ سے کبھی تیاری کی طرف توجہ نہ دی۔ جس کی وجہ سے کافروں کے لیے یہ ملاقات پریشانی، لیکن مؤمنوں کے لیے یہ ملاقات ایک اعزاز ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ﴾ (الکھف : 110)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمھارے ہی جیسا ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمھارا معبود صرف ایک ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہے، پس اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو

شریک نہ ٹھہرائے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۝۶ ﴾

(الانشقاق : 6)

"اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کر، کیونکہ تو اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔"

تم اس ذات سے ملاقات کرو گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ ﴾ (القیامة : 22-23)

"کچھ چہرے اُس دن شاداب ہوں گے، اپنے ربّ کو دیکھ رہے ہوں گے۔"

یعنی قیامت کے روز ان نیک لوگوں کے چہرے شاداب، پر رونق اور پرنور ہوں گے، اور جنت اور اُس کی بے بہا نعمتوں کو پا کر شاداب وفرحاں ہوں گے۔ اور انھیں سب سے بڑی نعمت یہ ملے گی کہ ان کا ربّ ان کے سامنے جلوہ افروز ہوگا، جسے دیکھ کر انھیں ایسی خوشی ملے گی جس کی تعبیر الفاظ میں نہیں کی جا سکتی، اور جس کے بعد وہ جنت کی ساری نعمتوں کو بھول جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«عَنْ جریر بن عبد الله قال: كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اربع عَشْرَةَ فَقَالَ: 'اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا، لاَ تُضَامُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِهٖ. »[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : «وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب»، رقم :4851 .

’’سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: بے شک عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو، اور تم اپنے رب کو دیکھنے میں کسی قسم کی بھیڑ محسوس نہ کرو گے۔‘‘

⑧ صدقۂ جاریہ

نیکی کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بسا اوقات نیکی صدقہ جاریہ بن جاتی ہے۔ یعنی نیکی ایک ایسا سلسلہ بن جاتی ہے کہ جس کا اجر مسلسل ملتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی اجر ملتا رہتا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ.» [1]

’’جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، لیکن تین چیزوں کا اجر مسلسل اُسے ملتا رہتا ہے۔ ①: صدقہ جاریہ ②: ایسا علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا رہے۔ ③: یا نیک اولاد چھوڑ گیا ہو، وہ اس کے لیے دعائیں کرتی ہے۔‘‘

یعنی تین نیکیاں انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی



[1] صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم: 4223.

مسلسل ملتا رہتا ہے۔ ان میں ایک ایسا علم کہ جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں، یعنی کسی کو دین پڑھایا، پھر اس کے شاگرد آگے پڑھاتے چلے جا رہے ہوں، لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ لوگ ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ علم صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرا صدقہ جاریہ نیک اولاد ہے۔ یعنی اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی، اولاد دین کے مطابق زندگی گزارنے لگ گئی۔ والدین کو اس کا اجر مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

تیسری نیکی جو صدقہ جاریہ ہے، کوئی ایسا کام کہ جس سے لوگ مسلسل فائدہ اُٹھاتے رہیں، مثلاً: مسجد بنوادی، مدرسہ کی تعمیر کروادی، قرآن وسنت کی اشاعت کی، کہیں پانی کی ضرورت تھی تو پانی کا انتظام کروادیا۔ جب تک ان چیزوں سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے، نیکی کرنے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

⑨ جنت مل جانا

نیکیوں کے فوائد جو نیک لوگوں کو حاصل ہوں گے میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انھیں انتہائی عزت وتکریم کے ساتھ جنت الفردوس میں داخل کر دیا جائے گا۔ جہاں ان کو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ بلکہ ان کی تمام کی تمام ضروریات کا انتہائی بہترین انتظام کیا گیا ہے۔ جو کچھ چاہیں، بغیر کسی تکلیف مشقت اور انتظار کے ان کو مہیا کر دیا جائے گا۔ وہاں یہ نیک لوگ انتہائی خوش وخرم ہوں گے، اللہ مہربان ہمیں بھی اپنے ان بندوں میں شامل کر لے۔ اس اللہ کے لیے کیا مشکل ہے کہ ہم عاجز گنہگاروں کو بھی اپنے انعام یافتہ بندوں کا ساتھ نصیب فرما دے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یوسف علیہ السلام نے دعاء کی:

﴿ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ﴾ (یوسف: 101)

''اے اللہ! تو ہی میرا مددگار ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی تو مجھے اسلام کی حالت میں مجھے دنیا سے اٹھانا اور اپنے خاص نیک بندوں میں داخل کر دینا۔''

اور ہم بھی کہتے ہیں کہ:

﴿ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ ﴾

(المائدہ : 84)

''ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دے گا۔''

مندرجہ ذیل آیات نیک اور صالح لوگوں کے لیے جنت اور جنت کی نعمتوں کو بیان کر رہی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ ﴾

(المطففین: 22-26)

''یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تر و تازگی پہچان لے گا یہ لوگ سر بمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔ جس پر مشک کی مہر ہوگی رغبت کرنے والوں کو اسی کی رغبت کرنی چاہیے۔''

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾ وَ هُدُوْۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَ هُدُوْۤا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ﴿۲۴﴾﴾ (الحج : 23-24)

’’ایمان والوں اور نیک کام والوں کو اللہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی، وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا، ان کو پاکیزہ بات کی رہنمائی کردی گئی اور قابل تعریف راہ کی ہدایت کردی گئی۔‘‘

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾﴾

(الاعراف : 42)

’’اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں دیتے، ایسے لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔‘‘

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ لا اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾ ؕ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾﴾ (الذاریات : 15-19)

’’بے شک پرہیزگار لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے، ان کے رب نے

جو کچھ انھیں عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہیں وہ تو اس سے پہلے ہی نیک کار تھے، وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور آخری رات میں قیام استغفار کیا کرتے تھے، اور ان کے مال میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔''

یہ تمام آیات نیک لوگوں کے لیے جنت کو ثابت کر رہی ہیں۔ اس جنت میں بے حساب رزق دیا جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝٥٩ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝٦٠ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝٦١ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝٦٢ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝٦٣ ﴾ (مریم : 59-63)

''مگر جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پس ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔ بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہی ہے، وہ وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ صرف سلام ہی سلام سنیں گے، ان کے لیے وہاں صبح شام ان کا رزق ہوگا یہی ہے وہ جنت جس کا

وارث ہم اپنے بندوں میں سے انھیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔''

﴿ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ ﴾ (المومن : 40)

''جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر برابر کا بدلا ہی ملے گا اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان دار ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی دیئے جائیں گے۔''

اس رزق دینے میں ایک ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ جنت میں بہترین بدلہ ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ ﴾ (النساء : 124)

''جو ایمان والا مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے، اور کھجور کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔''

⑩ اللہ کی مدد حاصل ہونا

نیکیوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نیکی کرنے سے اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے ہر مشکل و پریشانی سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ

لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ (الطلاق : 2)

''جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے چھٹکارے کا راستہ نکال دیتا ہے۔''

یعنی جو اللہ سے ڈرے گا، اس کے لیے ہر مشکل سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور پیدا کر دیا جائے گا۔ اللہ سے ڈرنے کا مطلب ہے، اللہ کے فرامین کی پابندی۔ کیونکہ جو شخص کسی سے ڈرتا ہے، وہ اس کے احکامات کی مخالفت سے ڈرتا ہے، تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ جس سے اس کا ہر کام آسان ہو جائے گا۔

﴿ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ ﴾ (الروم : 5-7)

'' اللہ اپنی مدد کے ذریعے جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اصل غالب اور مہربان وہی ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، وہ تو صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو ہی جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے کہ جو نیکی کے کاموں میں رغبت اور شوق رکھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿٣٩﴾ ﴾ (الحج : 39)

''جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں، انھیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں۔ بے شک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔''

یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔ کیوں کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ جہاد سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کی مدد کے حصول کے لیے اعمالِ صالحہ کو اپنایا جائے۔ کیونکہ یہ مدد دنیا اور آخرت کی کامیابی کی کنجی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ ﴾ (المؤمن : 51)

''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔''

یہ مدد دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی، جس کا نتیجہ دنیا میں غلبہ اور آخرت میں نجات ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (المجادلة : 22)

''اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ اللہ کا لشکر ہے، آگاہ رہو یقیناً اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

⑪ رزق میں فراخی

نیک لوگوں کے رزق میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔ رزق میں فراخی اور وسعت صرف اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴾ (الانفال : 4)

''یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجے ہیں اور بخشش اور رزق عزت والا۔''

عمدہ رزق کی وجہ ایمان اور عمل صالح یعنی نیکی ہے۔ تو جو بھی یہ کام کرے گا۔ اللہ مہربان اس کے رزق میں اضافہ فرمائے گا اور ایسی جگہ سے رزق فراہم کرے گا کہ جس کا تصور بھی کبھی نہ کیا ہوگا۔

﴿ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل

لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ (الطلاق: 2-3)

’’جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔‘‘

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَلَهُ فِيْ أَثْرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.»[1]

’’جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔‘‘

⑫ نیک شخص کے مال واولاد کی حفاظت اللہ خود فرماتا ہے

جو شخص اس دنیاوی زندگی میں ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کو اپنا شیوہ بنالیتا ہے تو اللہ اس کی وفات کے بعد بھی اس کی اولاد کی ضروریات اور مال و دولت کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ جیسا کہ سورہ کہف میں سیّدنا موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ میں ہے کہ جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے خضر وہ لوگ ہمیں کھانا دینے کو تیار نہیں، آپ ان کی دیوار تعمیر کررہے ہیں، یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ اس دیوار بنانے پر ہم اجرت وصول کرتے تو سیّدنا خضر علیہ السلام نے انکار کردیا۔ بعد میں اس کی تعبیر وتاویل بتائی کہ:

﴿ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ



[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم، رقم: 5986.

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

(الکھف : 82)

''اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آ کر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کیا یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے (اے موسیٰ) صبر نہ ہو سکا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی نیکیوں کی وجہ سے اس کے بال بچے بھی دنیا اور آخرت میں اللہ کی مہربانی حاصل کر لیتے ہیں جیسا کہ قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور ہے۔ دیکھئے آیت میں ان بچوں کی کوئی صلاحیت بیان نہیں کی گئی، ہاں ان کے والد کی نیک بختی اور نیک عملی بیان ہوئی ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہ باپ جس کی نیکی کی وجہ سے ان کی حفاظت ہوتی ہے یہ ان بچوں کا ساتواں دادا تھا۔'' واللہ اعلم۔ [1]

قرآن مجید میں سیّدنا ایوب علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں آزمائشوں میں ڈالا تو انھوں نے صبر سے کام لیا اور ایک حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لائے، اور نہ ہی اُن



[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة.

کے دل میں شکویٰ کا گزر رہوا آپ کسی بیماری اور شدید تکلیف میں مبتلا ہو گئے، اور کئی سالوں تک اسی حال میں رہے، جب تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تو اپنے رب سے دعا کی:

﴿ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴾ (ص: 41)

''اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور مصیبت پہنچائی ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور بذریعہ وحی ان سے کہا کہ:

﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴾ (ص: 42)

''آپ اپنا پاؤں زمین پر ماریے، یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے، اور پینے کے لیے۔''

انھوں نے ایسا ہی کیا، اور ان کی تکلیف بالکل ختم ہوگئی جیسے کوئی تھی ہی نہیں۔ اور اللہ نے ان پر مزید رحم کرتے ہوئے ان کا کھویا ہوا خاندان اولاد اور مال و دولت دوبارہ دے دیا، بلکہ ان کا دوگنا دیا۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (ص: 43)

''اور ہم نے انھیں اُن کے اہل و عیال دے دیے، اور اُن کے ساتھ انہی جیسا مزید، جو اُن کے ساتھ ہماری مہربانی اور عقل والوں کے لیے نصیحت تھی۔''

⑬ معاملات میں آسانی

نیکیوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے انسان کی دنیاوی زندگی میں بھی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور مشکلات و مصائب نیز پریشانیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ ﴾ (اللیل : 5-7)

''تو جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔''

اس چیز کو اللہ مہربان نے سورۃ الطلاق میں یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝ ﴾ (الطلاق : 4)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.»[1]

''جو شخص استغفار کو لازم پکڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے نجات، ہر تنگی کے مقابلے میں آسانی پیدا کرتا ہے اور اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے، جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر پاتا۔''



[1] سنن ابن ماجه، باب الإستغفار، رقم: 3819.

⑭ خیر و برکت کی بارش کا نزول

نیکیوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی نعمت سے مالا مال کر دے گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۹۶﴾ (الاعراف : 96)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔“

یعنی اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو پھر ان پر زمین و آسمان کی نعمتوں کی بارش برسا دی جاتی، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ بغاوت اور سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ جس کی وجہ سے اللہ کی رحمتیں روٹھ گئیں، لیکن اگر نیکی کی راہ نہ چھوڑتے، تو ہم اللہ کی بے پناہ نعمتوں کے مستحق ہوتے۔

⑮ قربِ الٰہی کا حصول

نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝۱۲۸﴾

(النحل : 128)

”بے شک اللہ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بطور تنبیہ فرمایا کہ آپ ابوجہل کی بات ہرگز نہ مانئے اور مسجد حرام میں نماز پڑھتے رہیئے، اور دیگر عبادات کے ذریعہ اپنے ربّ کی قربت حاصل کرتے رہیے:

﴿ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ﴾ (العلق : 19)

''ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانئے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب حالت سجدہ میں ہوتا ہے، اس لیے تم لوگ سجدہ میں کثرت سے دعا کرو۔''[1]

(16) جنت میں قرب رسول ﷺ

نیک کاروں کو جنت میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرافقت اور قرب حاصل ہوگا۔ سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں رات گزارا کرتا تھا تو ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے لیے وضو، حاجت وغیرہ کے لیے پانی لایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«سَلْ: فَقُلْتُ اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: "اَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟» قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ: 'فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ.". »[2]

''مانگ، میں نے عرض کی، میں جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ 

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: 482 .

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه، رقم: 89 .

نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی چیز مانگتے ہو؟ تو میں نے کہا کہ یہی چیز چاہیے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے متعلق کثرت سجود کے ذریعے میری مدد کرو یعنی سجدہ کے ذریعے دلی مراد بھی پوری ہوتی ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً .»[1]

''روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔''

17 اچھی موت کا نصیب ہونا

نیکیوں کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ نیکی کی وجہ سے انسان کی موت انتہائی آسان اور مبارک ہوگی، اس لیے کہ یہ موت اس کے لیے پریشانی کا باعث نہ ہوگی، بلکہ خوشی اور مسرت کا سبب ہوگی کہ جس کی وجہ سے موت کا خوف اور ڈر قطعاً ان کو نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نیک انسان کی موت کے وقت کی منظر کشی ان الفاظ سے کی ہے:

﴿ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝٢٧ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝٢٨ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝٢٩ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝٣٠ ﴾

(الفجر: 27-30)

''اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس



[1] سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: 484۔ صحیح ابن حبان، رقم: 908۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سے راضی ہو وہ تجھ سے خوش ہے (کہا جائے گا) میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔''

اس مبارک انسان کو جنتی ہونے کی خوشخبری، اللہ کی رضامندی اور اس کی دل جوئی کے پیغامات، اس کی موت کے وقت ہی اس کو سنائے جا رہے ہیں۔ یقیناً ایسے شخص کی موت بڑی ہی اچھی ہے۔ جو ہر قسم کے غموں اور پریشانیوں سے نجات کا سبب ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (النحل: 32)

''وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں، کہتے ہیں کہ تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے، جنت میں جاؤ اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔''

موت آسان، جنت میں داخلے کی خوشخبری، نیز سلامتی کی دُعائیں۔ ان تمام انعامات کا سبب یہ ہے کہ جو انھوں نے نیک عمل کیے ہیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ ، اُخْرُجِي حَمِيدَةً ، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ ، فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ، حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيُفْتَحُ لَهَا ، فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا! فَيَقُولُونَ: فُلَانٌ فَيُقَالُ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ ، اُدْخُلِي

حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِى بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِى فِيهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ قَالَ: اُخْرُجِى أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! كَانَتْ فِى الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، اُخْرُجِى ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِى بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ، فَمَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَلَا يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِى الْجَسَدِ الْخَبِيثِ، ارْجِعِى ذَمِيمَةً، فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ.»[1]

''قریب المرگ شخص کے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ نیک آدمی ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے پاک جان، تو نکل جو کہ پاک بدن میں تھی، اس حالت میں کہ قابل تعریف ہے، اور راحت ورزق کی تجھ کو خوشخبری ہے، اور ایسے رب کی ملاقات ہے جو ناراض نہیں ہے، اس کو اس طرح ہمیشہ کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں، آسمان کا دروازہ اس کے لیے کھولا جاتا ہے، کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں آدمی ہے، پس کہا جاتا ہے: پاک جان کو خوش آمدید! جو پاک بدن میں



[1] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ذکر الموت والاستعداد، رقم: 4262۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تھی اس حالت میں داخل ہو کہ تعریف کی گئی ہے، راحت اور رزق کی خوشخبری ہے، اور ایسے رب کی ملاقات ہے جو ناراض نہیں ہے، یہ بات اس کے لیے ہمیشہ کہی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس آسمان تک پہنچتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہے۔ جبکہ اگر برا آدمی ہوتا، ہے ملک الموت کہتا ہے: اے خبیث جان! نکل جو خبیث بدن میں تھی، نکل اس حالت میں کہ قابل مذمت ہے، گرم پانی اور پیپ اور طرح طرح کے اس کی مانند عذابوں کی خوشخبری ہے، یہ بات اس کو ہمیشہ کہی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ نکلتی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں، اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلوانے کی درخواست کی جاتی ہے، کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ کہا جاتا ہے، یہ فلاں ہے، پس کہا جاتا ہے: خبیث نفس کے لیے کوئی خوش آمدید و مبارک باد نہیں ہے، جو خبیث بدن میں تھی، لوٹ جا اس حالت میں کہ مذمت کی گئی ہے، تیرے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے، آسمان سے وہ نیچے پھینکی جاتی ہے، پھر قبر کی طرف آ جاتی ہے۔“

دیکھئے اعمال صالحہ کتنی عزت دلاتے ہیں، اور اگر عمل صالح کا ذخیرہ پاس نہ ہو تو کتنی ذلت و رسوائی روح کے لیے بھی مقدر بن جاتی ہے۔ أعاذنا الله منه۔

(18) دنیا میں پاکیزہ زندگی حاصل ہوتی ہے

نیک اعمال کا یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں چین و سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ چین و سکون کا پیدا ہو جانا ہی زندگی کی پاکیزگی ہے۔ اور یہی زندگی بہتر ہے۔ بسا اوقات انسان کے پاس مال و دولت کے انبار ہوتے ہیں، لیکن چین و سکون نہیں ہے۔ یہ زندگی مال و دولت کے باوجود اجیرن ہے۔ کیوں کہ اس میں چین و سکون نہیں ہے۔ چین و سکون اعمالِ

صالحہ سے ملا کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾

(النحل : 97)

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم یقیناً اسے نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی ضرور بضرور انھیں دیں گے۔''

اس چیز کو رسول مکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان میں واضح کیا ہے۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:

« أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ . »[1]

''کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو مؤمن بندے کی بشارت ہے۔''

نیکیوں سے دنیا میں عزت اور آخرت میں جنت الفردوس عطا کردی جاتی ہے، لہٰذا نیکیوں اور دین سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرلیجیے کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب اذا أُثنی علی الصالح فهی بشریٰ ولا تضره، رقم: 2642.

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾ (النساء : 134)

"جو دنیا کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ کے ہاں دنیا و آخرت کا بدلہ ہے۔"

دنیا مانگنے کا طریقہ بھی خود بتا دیا کہ ایک شخص یوں دعا کرتا ہے:

﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ ﴾ (البقرہ : 200)

"لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے اللہ! ہمیں دنیا میں دے، دے ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

آگے فرمایا اور کچھ یوں مانگتے ہیں:

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ ﴾ (البقرہ : 201-202)

"ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی اچھا دے اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما، اور آگ کے عذاب سے بچا یہی لوگ ہیں جن کے لیے دونوں جہاں میں اس چیز کا اچھا بدلہ ہے جو انہوں نے کمایا۔"

⑲ سابقہ گناہوں سے معافی مل جاتی ہے

نیکیوں کا ایک سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے سابقہ تمام گناہ معاف

ہو جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۷﴾ (العنکبوت: 7)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو مٹا دیں گے اور انھیں ان کے نیک اعمال کے بہترین بدلے دیں گے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝۲﴾ (محمد: 2)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی یقین کیا جو محمد پر اُتاری گئی ہے، اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا دین بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ مٹا دیے اور ان کے حالات درست کر دیئے۔''

اور سورۃ التغابن میں فرمایا:

﴿یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹﴾ (التغابن: 9)

''جس دن وہ تمھیں جمع ہونے کے دن جمع کرے گا، وہ ہار جیت کا دن ہے،

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے، وہ (اللہ) اس سے اس کی برائیاں دُور کردے گا اور اس کو ان باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

«مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ اِلاَّ كَفَرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا .»[1]

''مسلمان کو جو بھی مصیبت تکلیف، فکر اور غم پیش آتا ہے حتی کہ اگر کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔''



20 بخشش

نیکیوں کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کی وجہ سے بندے کے گناہوں کو معاف بھی فرما دیتا ہے، اور اس کے رزق میں بھی اضافہ فرما دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُمۡ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ ٤ ﴾ (الانفال : 4)

''یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجے ہیں اور بخشش اور عزت والا رزق۔''

مزید ارشاد فرمایا:



[1] صحيح بخاری، كتاب المرض، رقم: 5640 .

﴿ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴾ (طٰہٰ : 82)

’’ہاں! بے شک میں انھیں بخشنے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں، پھر راہِ راست پر بھی رہیں۔‘‘

﴿ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴾ (سباء : 4)

’’تاکہ وہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کو بھلا بدلہ عطا فرمائے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور عزت والی روزی ہے۔‘‘

نیکی کا بدلہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہت ہی مبارک اور عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی نیکی کرنے والے کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ اس کی نیکی کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ علی رَأسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ، قَالَ: كَادَ يَقْتُلُهُ العَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الماءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ . »[1]

’’ایک بدکار عورت صرف اس لیے بخشی گئی کہ اس نے کنوئیں کے دہانے پر ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا، پیاس کی وجہ سے مرنے کو تھا، اس نے اپنے موزے میں اپنا دوپٹہ باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا، کتے کو پلایا، تو اس کو اس کی اسی نیکی کے بدلے بخش دیا گیا۔‘‘



[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: 3321.

㉑ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں

بندہ جب نیک عمل کرنے لگ جاتا ہے اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے، یا ہو گئے ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا خاص فضل واحسان فرما کر اس کے گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۰ ﴾

(الفرقان : 70)

”سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ ﴾ (العنکبوت : 7)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو مٹا دیں گے اور ان کے لیے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔“

کیونکہ اس کی نیکیاں بھی قبول ہو گئیں۔ اور جو گناہ تھے، ان کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس سے بہتر بدلہ اور کیا ہو گا۔ لیکن اس سے بھی احسن جزا جنت اور اس کی نعمتیں اور دیدار الٰہی اس پر مستزاد ہے۔

㉒ رحمت الٰہی کا حصول

اللہ مالک الملک نے زمین میں فساد پھیلانے سے منع کیا ہے، اور اگر وہ فساد زمین کی اصلاح کے بعد ہو تو بندوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس لیے اللہ نے اس سے روکا ہے اور بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ زمین پر اللہ کے متواضع اور اصلاح پسند بندے بن کر رہیں، اس کی عبادت کریں اور اس کے عقاب سے ڈرتے ہوئے جنت کی امید لیے صرف اس کو پکاریں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ کی رحمت کتنی قریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ ﴾

(الاعراف : 56)

"اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پیدا کرو، اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو، بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔"

پس جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئیں، اور انھوں نے تقویٰ، پرہیزگاری اور عمل صالح کی راہ اختیار کرلی ہے، ان کا انجام بخیر ہوگا۔ وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو تھامے ہوئے ہیں، اور دیگر فرشتے جنھیں اللہ رب العالمین کا قرب حاصل ہے، سب اپنے رب کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی ان کا رب نہیں ہے، اور ہر دم اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں، اور اہل ایمان، نیک کاروں کے لیے دعائے مغفرت و رحمت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾ ﴾

(المؤمن : 7-9)

”جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں، اور جو عرش کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور ایمان والوں کی بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو ہر چیز سے رحمت اور علم کے لحاظ سے وسعت والا ہے، اس لیے تو توبہ کرنے والوں اور جنھوں نے تیرے راستے کی اتباع کی ان کو بخش دے۔ اور انھیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! ان کو ان باغات میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے آباؤ اجداد اور بیویاں اور اولادوں میں سے جو اچھے ہیں بے شک تو غالب حکمت والا ہے اور انھیں برائیوں سے بچالے، جسے تو نے برائیوں سے بچالیا تو تو نے اس پر رحم کردیا اور یہ عظیم کامیابی ہے۔“

23 بڑی کامیابی سے ہمکنار ہونا

اللہ تعالیٰ نیکیوں پر اپنے بندوں کو بڑی کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾﴾

(التغابن : 9)

”جس دن وہ تمھیں جمع کرنے کے دن جمع کرے گا، وہ ہار جیت کا دن ہے۔ اور جو اس پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے وہ اس سے اس کی برائیاں مٹا دے گا اور اسے ان باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿١١﴾﴾ (البروج :11)

”بے شک ایمان قبول کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔“

یہ آیات اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ نیک اعمال کرنے والوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جانا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ کامیابی اعمالِ صالحہ کی بدولت ہے۔ اس سے بڑی کوئی اور کامیابی نہیں ہو سکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾﴾ (آل عمران : 185)

”جو شخص جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ حقیقی کامیاب ہوا اور دنیا کا مال ومتاع تو دھوکے کا سامان ہے۔“

یعنی دنیا کے پیچھے پڑ کر اس حقیقی کامیابی سے غافل نہ ہو جانا، اگر ایسا ہو گیا، تو یہ انتہائی نقصان کا سودا ہوگا۔ ایسا سودا کرنا مومن کو قطعاً لائق نہیں ہے، کہ جس سے اس کی دنیا اور آخرت تباہ ہو جائے۔

اور سورۃ المجادلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾ (المجادلہ: 21-22)

”اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے و قبیلے کے ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ

تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے، اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ اللہ کا لشکر ہے۔ آگاہ رہو یقیناً اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

㉔ رضائے الٰہی کا حصول

نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اتنی بڑی نعمت ہے کہ جنت جیسی عظیم نعمت بھی اس کا مقابلہ نہیں کرتی۔ یہ عظیم نعمت ان لوگوں کو حاصل ہوگی کہ جن لوگوں نے نیک اعمال کو اپنی زندگی کا معمول بنا رکھا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى ﴿٢٩﴾ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ﴿٣٠﴾ ﴾

(الفجر : 27-30)

''اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے خوش ہے (کہا جائے گا) میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات ان سے موت کے وقت اور قیامت کے دن کہی جائے گی۔''[1]



[1] تیسیر الرحمن، ص: 1738.

اللہ تعالیٰ اپنے راسخ الایمان لوگوں کو دنیا میں ضائع نہیں ہونے دیتا، اس کی نصرت و تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے، اور آخرت میں ان کا مقام جنت ہوگا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اُن کا اللہ ان سے راضی ہو جائے گا، اُن پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل کرے گا، اور وہ مومنین اپنے ربّ کی گوناگوں نعمتیں پا کر اس سے خوش ہو جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ﴾ (المجادلہ: 21-22)

''یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیبی فیض سے اور وہ انھیں ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، راضی ہوا ان سے اللہ اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہی لوگ ہیں اللہ کا گروہ خوب یاد رکھو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

یہ بات واضح ہوئی کہ نیکیوں کا صلہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ یہ رضا ایک مرضی کی زندگی کا مقصد اول ہے۔ جس کے لیے وہ ساری زندگی محنت اور تگ و دو کرتا رہتا ہے۔ جب اس کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے، کہ اب اللہ راضی ہو گیا ہوگا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں بے تاب ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا

ہے۔ جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرے، اللہ اس کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا اور کسی آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، ہم تو سب ہی موت کو پسند نہیں کرتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بات وہ نہیں جو تم سمجھی ہو، بات یہ ہے کہ جب مومن کو موت آتی ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور عزت افزائی کی خوشخبری دی جاتی ہے، اور اس مؤمن بندہ کو اس اللہ کی رضا مندی سے بڑھ کر کوئی محبوب و زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کو ملنے والی ہو، تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور کافر کو جس وقت موت آتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر دی جاتی ہے، اس کے نزدیک اس چیز سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں ہوتی اس کو آگے ملنے والی ہے یعنی عذاب تو وہ اللہ کی ملاقات کو بھی ناپسند کرتا ہے۔''[1]

مؤمن اللہ کی رضامندی کی خوشخبری کے بعد اللہ کی ملاقات کے لیے بے چین ہو جاتا ہے۔ تا کہ جلدی سے اس نعمت کو حاصل کر لے۔ اور اس مومن کے ساتھ انتہائی عمدہ اور اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث میں ملتی ہے۔

''قریب المرگ شخص کے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ نیک آدمی ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے پاک جان! تو نکل جو کہ پاک بدن میں تھی اس حالت میں کہ قابل تعریف ہے، اور راحت و رزق کی تجھ کو خوشخبری ہے، اور ایسے رب کی ملاقات ہے جو ناراض نہیں ہے، اس کو اس طرح ہمیشہ کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نکل آتی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں آسمان کا دروازہ



[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6507۔ صحیح مسلم، رقم: 2864.

اس کے لیے کھولا جاتا ہے کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں آدمی ہے، پس کہا جاتا ہے: پاک جان کو خوش آمدید! جو پاک بدن میں تھی اس حالت میں داخل ہو کہ تعریف کی گئی ہے، راحت اور رزق کی خوشخبری ہے اور ایسے رب کی ملاقات ہے جو ناراض نہیں ہے۔ یہ بات اس کو مسلسل کہی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس آسمان تک پہنچتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘[1]

سنن نسائی کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ، أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ، فَيَقُولُونَ: اخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ، حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ، فَيَقُولُونَ: مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَائَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ! فَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ.»[2]

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت مؤمن کو موت آتی ہے رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لاتے ہیں، اور کہتے ہیں: نکل اس حال میں کہ اللہ تجھ سے خوش اور تو اللہ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و رزق کی طرف اور ایسے رب کی طرف جو ناراض و غضب ناک نہیں ہے، وہ بہترین خوشبو کی مانند



[1] سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، رقم: 4762۔ محدث البانی نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

[2] سنن نسائى، كتاب الجنائز، رقم: 1833۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 1309.

نکلتی ہے، یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے اس کو پکڑتے ہیں، اسے لے کر آسمانوں کے دروازوں پر آتے ہیں، آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: کس قدر عمدہ خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، پھر مؤمنوں کی روحوں کے پاس اس کو لاتے ہیں پس وہ اس روح کے آنے سے بہت خوش ہوتے ہیں جس طرح تم دنیا میں کسی غائب شخص کے آنے پر خوش ہوتے ہو۔"

سیّدنا سلیمان علیہ السلام ایک سفر پر جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم و مرتب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں۔ ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ تم جلد از جلد اپنی بلّوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کی فوج غیر شعوری طور پر تمھیں کچل دے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس کی بات سن کر مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ اے میرے ربّ! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ ایسے کام کروں جو تیری رضا اور خوشنودی کا باعث بنیں:

﴿ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹ ﴾

(النمل: 19)

"اس کی اس بات سے سلیمان مسکرا دیے، اور دعا کرنے لگے کہ پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر، اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو

خوش رہے، مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے۔''

یہاں علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنے لیے دعا کی ہے کہ اے اللہ! میں بھی تجھ سے وہی مانگتا ہوں جو تیرے نبی کریم سلیمان نے تجھ سے مانگا تھا، تو میری دعا قبول کر لے اور مجھ پر فضل فرما، اگرچہ میں عمل میں کوتاہ ہوں، لیکن جنت کے حصول کا سبب محض تیرا فضل و کرم ہے۔ انتہیٰ [1]

㉕ اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہونا

جب کوئی اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لے، تو اللہ تعالیٰ اُسے معیت خاصہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۵ ﴾ (محمد : 35)

''تم کمزور بن کر صلح کی درخواست پر اس حال میں نہ اُتر آؤ، جب کہ تم ہی بلند اور غالب ہو۔ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کر دے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ



[1] فتح القدير : 295/2 .

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ (المائدہ : 12)

''اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور انھیں میں سے بارہ سردار ہم نے مقرر فرمائے۔ اللہ نے فرمادیا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانتے رہو گے تو یقیناً میں تمہاری برائیاں مٹا دوں گا۔ اور تمھیں ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اب اس عہد و پیمان کے بعد بھی تم میں سے جو انکاری ہو جائے وہ یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا۔''

اور سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾﴾

(النحل : 128)

''یقین مانو کہ اللہ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔''

﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾﴾ (الانفال : 19)

''اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آ موجود ہوا، اور اگر باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے اگر تم پھر بھی وہی کام کرو گے تم ہم

بھی وہی کام کریں گے۔ اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔''

㉖ دعائیں قبول ہوں گی

نیکیوں کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ نیکیوں کی وجہ سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ مہربان نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾ (البقرہ : 186)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والی کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

یعنی میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں، قبول کرتا ہوں، کب؟ جب وہ مجھے ہی پکارے اور مجھ پر ایمان رکھے۔

دُعا کرنا عبادت ہے۔ عبادت خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، تب اللہ دُعائیں قبول فرماتا ہے۔ اپنی رحمتوں اور انعامات کا نزول فرماتا ہے۔ لیکن اگر دعاؤں سے اعراض کر لیا جائے یا پھر دُعائیں دوسروں سے کی جانے لگیں اور غیروں سے امیدیں قائم کر لی جائیں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بدترین عذابوں میں مبتلا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ ﴾

(المؤمن : 60)

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

یعنی اگر دُعائیں مجھ سے نہ ہوں، تو پھر ذلیل کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیے جائیں گے۔ اگر دُعائیں کریں گے اور مجھ ہی سے کریں گے تو میں ان کی دُعائیں بھی قبول کروں گا اور اپنی رحمتوں اور برکات کا بھی مستحق بنا دوں گا۔

(27) مصیبتوں اور سختیوں سے نجات مل جاتی ہے

نیک اعمال کرنے سے پریشانیوں اور سختیوں سے نجات ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲ ﴾

(النمل : 62)

''کون ہے جو مجبور شخص کی پکار سنتا ہے، جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین میں نائب بنایا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوسکتا ہے، تم تھوڑی نصیحت اختیار کرتے ہو۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کس طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اللہ وحدہ کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ آپ کو اگر کوئی تکلیف پہنچے اور آپ اس سے دعا کریں تو وہ آپ کی تکلیف کو دور فرما دے اور اگر آپ کسی جنگل میں اپنی سواری گم کر بیٹھیں اور اس سے دعا کریں تو وہ آپ کی سواری آپ کو ملا دے اور وہ کہ اگر آپ قحط سالی میں مبتلا ہوں اور اس سے دعا کریں تو وہ ہریالی و شادابی پیدا فرما دے، راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی کہ مجھے وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا: کسی کو گالی نہ دو، نیکی میں کوتاہی نہ کرو، خواہ یہ نیکی اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو یا پانی پینے والے کے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈالنا ہی کیوں نہ ہو، اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک رکھو، اگر یہ نہ کر سکو تو، ٹخنوں کے اوپر تک رکھو، تہبند کو ٹخنوں کے نیچے لٹکانے سے اجتناب کرو کیونکہ تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔''[1]

28 اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو گی

نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے، یعنی نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب اور پیارا بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ساری کی ساری کائنات اس شخص سے محبت کرنے لگ جاتی ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:



[1] مسند أحمد: 64/5۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭوَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ﴾

(المائدہ : 93)

''ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں، اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں، پھر پرہیزگاری کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں، پھر پرہیز کرتے ہیں اور خوب نیک عمل کرتے ہیں، اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ ﴾

(آل عمران : 134)

''جو لوگ آسانی میں سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

(29) قبر کے عذاب سے چھٹکارہ حاصل ہوگا

قبر جزاء اور سزا کی ایک ابتدائی جگہ ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پہلا تفتیشی مرکز ہے، جو

اس جگہ کامیاب ہوگیا۔ وہ دوسری جگہوں پر بھی کامیاب ہوجائے گا۔ اور جو اس مقام پر ناکام ہوگیا۔ وہ دوسری جگہ پر بھی ناکام ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو بھی تعلیم دی ہے کہ وہ عذابِ قبر سے پناہ مانگا کریں:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ . »[1]

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ دعا مانگا کرتے ہیں: یا اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذابِ قبر سے، عذابِ جہنم سے زندگی اور موت کے فتنوں سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذابِ قبر حق ہے۔ اس وجہ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ عذابِ قبر انتہائی بھیانک اور خطرناک ہے۔ لیکن اس عذابِ قبر سے مؤمن اللہ کے بندے محفوظ رہیں گے۔ اور مومنوں کے لیے یہ جنت کا ایک ٹکڑا بن جائے گا۔

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ فِيْ قَبْرِهٖ لَفِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فيرَحَّبُ لَهُ قَبْرُهٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ، وَيُنَوَّرُلَهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ . »[2]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود، رقم: 880۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مسند أبویعلی: 522/11، رقم: 6644۔ صحیح ابن حبان، رقم: 3122۔ الترغیب والترھیب، رقم: 5216۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مومن اپنی قبر میں سرسبز باغ میں ہوتا ہے جو اس کے لیے ستر ہاتھ فراخ کر دیا جاتا ہے، اور اس میں چودھویں رات کے چاند جیسی روشنی کر دی جاتی ہے۔''

مومن کے لیے قبر جنت بنادی جاتی ہے۔ اس کو کشادہ کر دیا جاتا ہے، نورانیت پیدا کر دی جاتی ہے، یہ مؤمن کے اعمال اور نیکیوں کا نتیجہ ہے کہ اس کے اعمال قبر کی ہر پریشانی سے نجات اور چھٹکارے کا سبب بن جاتے ہیں۔

«عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفق نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْد رَأْسِہٖ، وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِہٖ، وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شَمَالِهِ، وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَان إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ، فَيُوْتَى مِنْ قَبْلِ رَأْسِہٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوۃُ: مَا قِبَلِی مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَمِيْنِہٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ، مَا قَبْلِیْ مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ: مَا قَبْلِیْ مُدْخَلٌ ، ثُمَّ يُوْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَيَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ مَا قِبَلِی مَدْخَلٌ . »[1]



''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت جب

[1] الترغيب والترهيب، رقم: 5225- صحيح ابن حبان، 380/7، رقم: 3113- ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

قبر میں رکھی جاتی ہے تو وہ تدفین کے بعد واپس پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آوازیں سنتی ہے، اگر میت مومن ہو تو نماز اس کے سر کے پاس، روزہ دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف اور دوسرے نیک اعمال مثلاً صدقہ نوافل لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور حسن سلوک پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، فرشتہ عذاب کے لیے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ، پھر فرشتہ دائیں طرف سے آتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ، پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو دوسری نیکیاں یعنی صدقہ خیرات، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ احسان وغیرہ کہتے ہیں میری طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ۔''

«عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یُوْتَی الرَّجُلُ فِیْ قَبْرِهِ، فَإِذَا أُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ، وَإِذَا أُتِیَ مِنْ قِبَلِ یَدَیْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ، وَإِذَا أُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ دَفَعَهُ مَشْیُهُ إِلَی الْمَسَاجِدِ.» [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو فرشتہ سر کی طرف سے عذاب دینے کے لیے آتا ہے تو تلاوتِ قرآن اسے دور کر دیتی ہے، جب فرشتہ سامنے سے آتا ہے تو صدقہ خیرات اُسے دور کر دیتے ہیں اور جب پاؤں کی طرف سے فرشتہ آتا



[1] الترغیب والترهیب، رقم: 5225۔ معجم طبرانی اوسط: 106/3، رقم: 2630 و 166/9، رقم: 9438.

ہے تو مسجد کی طرف چل کر جانا اسے دُور کر دیتا ہے۔‘‘

فائدہ:...... ان دو روایات میں بظاہر تعارض ہے کہ ایک میں ہے کہ فرشتہ پاؤں کی طرف آتا ہے تو نماز رکاوٹ ڈالتی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ نماز سر کے پاس کھڑی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ تعارض نہیں، بلکہ یہ حدیث اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ نماز سر، پاؤں اور ہر سائیڈ سے فرشتے کے سامنے رکاوٹ بن سکتی ہے اور ایسے ہی دوسرے اعمال صالح بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالح کرنے کی توفیق بخشے۔

(30) جہنم سے آزادی نصیب ہوگی

نیکیوں کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جہنم سے آزادی حاصل ہو جائے گی، وہ جہنم جو کہ مجرمین کا ٹھکانہ ہے۔ بھیانک اور خطرناک گھاٹی ہے۔ نیک اعمال اس جہنم سے نجات کا ذریعہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ ﴾

(الفرقان: 11-16)

’’بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور قیامت کے جھٹلانے والے کے لیے ہم نے ایسی بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، جسے جب وہ دور سے دیکھیں گے تو یہ اس کا غصے سے جھنجھلانا اور چلانا سنیں گے اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیئے جائیں گے تو وہاں اپنے لیے موت موت پکاریں گے۔ ان سے کہا جائے گا آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔ آپ پوچھئے کہ کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی والی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے جو ان کا بدلہ ہے اور ان کے لوٹنے کی اصل جگہ ہے وہ جو چاہیں گے ان کے لیے وہاں موجود ہوگا۔ ہمیشہ رہنے والے یہ تو آپ کے رب کے ذمے وعدہ ہے، جس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔‘‘

مجرمین کے لیے جہنم تیار ہے، جب کہ مومنوں کے لیے جنت جو کہ ہر قسم کی پر تعیش نعمتوں کا منبع ہے، اس جنت میں مؤمن ہمیشہ ہمیش رہیں گے کہ جس سے ان کو کبھی نکالا نہ جائے گا۔ جنت کا حاصل ہو جانا ہی بڑی عظیم کامیابی ہے، کیونکہ اس کا حصول جہنم سے نجات ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ﴾ (الصافات : 60-66)

’’بے شک یہ بڑی کامیابی ہے، ایسی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل

کرنا چاہیے، کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت جسے ہم نے ظالموں کے لیے سخت سزا بنا رکھا ہے، جو درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، جہنمی اس درخت کو کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے، پھر اس کھانے کے بعد انھیں پینے کو پیپ ملا ہوا شدید گرم پانی ملے گا۔''

جنت میں داخل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے خوب عمل کرنے چاہئیں، کیونکہ عمل سے جنت ملے گی، جب کہ اگر معاملہ اس کے برعکس ہوگا تو پھر جہنم واجب ہو جائے گی، جیسا کہ مذکورہ آیت خبر دے رہی ہے اور یہ جہنم ہر اس مجرم کا ٹھکانہ ہے جو عمل سے دور رہا اور اس کے ساتھ مومنوں سے ٹھٹھہ اور مذاق کرتا رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾﴾ (المطففین: 29-36)

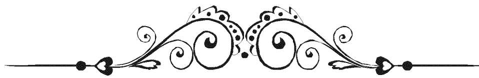
''گنہگار لوگ ایمان داروں کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے، اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو اشاروں کنایوں سے ان کی حقارت کرتے تھے اور جب اپنے اہل والوں (یعنی اپنے ہم خیالوں) کی طرف لوٹتے تو دل لگی کرتے تھے اور

جب انھیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ ہیں، یہ ان پر نگران بنا کر تو نہیں بھیجے گئے، پس یہ ایمان دار ان کافروں پر ہنسیں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ اب ان منکروں نے جیسا کیا کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا۔''

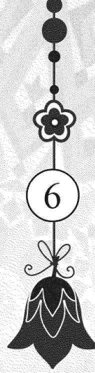
دنیا کی یہ چند روزہ زندگی تو ختم ہوجائے گی۔ اور ان کافروں کا مذاق اور مومنوں کو پریشان کرنے والا رویہ بھی ختم ہوجائے گا، لیکن آخرت نہ ختم ہونے والی۔ اور نہ ہی اس کا عذاب کبھی کم ہونے والا ہوگا، کافر دنیا میں مذاق کرتے ہیں، مؤمن آخرت میں ان کو ذلیل کریں گے۔ دنیا ختم ہوجائے گی، جب کہ آخرت ختم نہ ہوگی۔ تو سوچئے کہ تنگی مؤمنوں کے لیے ہوگی یا کافروں کے لیے؟ یقیناً کافروں کے لیے۔ اور فائدہ مؤمنوں کے لیے ہوگا یا کافروں کے لیے؟ یقیناً مؤمنوں کے لیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٤٠﴾ (حم السجدہ : 40)

''بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں، وہ کچھ بھی ہم سے مخفی نہیں، بتلاؤ تو جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ اچھا ہے یا وہ جو امن وامان کے ساتھ قیامت کے دن آئے تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ، وہ تمہارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے۔''







چھوٹی نیکیاں، بڑا ثواب

نیکیوں کے بہت سے فوائد ہیں، جیسا کہ ابھی گذشتہ باب میں تفصیل و اختصار کے ساتھ بیان کیا جاچکا۔ مزید برآں گناہوں کی نحوست کو ختم کرنے میں نیکی اور بھلائی کا بڑا اہم کردار ہے۔ لہٰذا نیکی کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (المائدۃ: 48)

"پس تم نیکیوں میں جلدی کرو۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا.»[1]

"نیکیوں کے لیے جلدی کرو۔ ان فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے کہ جو اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح سیاہ ہوں گے۔ ایک شخص صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو تھوڑے سے سامانِ دنیا کی خاطر فروخت کر ڈالے گا۔"

نیکی کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اسے غنیمت جان کر فوراً کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چاہے نیکی بظاہر چھوٹی ہی معلوم کیوں نہ ہو رہی ہو۔ اس کو بھی ترک نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ  کا فرمان عالی شان ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرۃ باالاعمال، رقم: 118.

«لاَ تَحْتَقِرَنَّ مِنْ مَعْرُوْفٍ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلَقٍ .»[1]

''کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جان اور اگرچہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔''

بسا اوقات چھوٹی چھوٹی نیکیاں بھی کامیابی اور بڑے سے بڑے اجر وثواب کا سبب بن جایا کرتی ہیں جس سے ایک انسان کی دنیا اور آخرت سنور جایا کرتی ہے۔

اب ہم سطور ذیل میں کچھ چھوٹی چھوٹی نیکیاں پیش کرتے ہیں کہ جن کو ہم انتہائی کم وقت یا پھر بغیر کسی قسم کا وقت صرف کیے ہی حاصل کرسکتے ہیں لیکن وہ نیکیاں اجر وثواب کے اعتبار سے انتہائی عظیم ہیں۔

① سورۃ الاخلاص پڑھنے کی فضیلت

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سورۃ «قل ھو اللہ احد» پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَجَبَتْ» ''واجب ہوگئی۔'' میں نے عرض کیا، کیا واجب ہوئی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: «اَلْجَنَّةُ» 'جنت واجب ہوئی۔''[2]

سورۃ الاخلاص جنت میں لے جانے کا عظیم سبب ہے۔ مزید برآں اسے ایک تہائی قرآن قرار دیا گیا ہے، یعنی سورۃ الاخلاص پڑھنے کا ثواب دس پاروں کے برابر ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں کوئی شخص



① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه، رقم: 2626.

② سنن ترمذی، باب ما جاء فی سورة الإخلاص، رقم: 2897۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس سے عاجز ہے کہ وہ رات کو تہائی قرآن پڑھا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بات مشکل گزری۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کوئی شخص رات کے اندر تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ» تہائی قرآن ہے۔''[1]

② ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

آیۃ الکرسی بھی ان نیکیوں میں سے ایک ہے کہ جو انتہائی اجر عظیم کا باعث اور جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

«عَنْ أَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ قَرَا اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا اِلَّا الْمَوْتُ". »[2]

''سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔''

③ لا الہ الا اللہ ...... قدیر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

«عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٍ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلُ عَشْرِ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم: 5015 .

[2] عمل الیوم والیلة لابن سنی، رقم: 124 .

رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.»[1]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں سو مرتبہ «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.» ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پڑھے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اور تمام دن شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے حتیٰ کہ شام ہو جائے، اور قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ جس نے ان کلمات کو کثرت سے پڑھا۔''

④ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کی فضیلت

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.»[2]

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل، رقم: 6403- صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعا، باب فضل التهليل والتسبيح، رقم: 2693.

[2] صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب فضل التسبيح......، رقم: 6405.

''جو شخص دن میں سو مرتبہ «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ» کہے گا تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ .»[1]

''کہ جس نے ایک مرتبہ «سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ» کہا تو اس کے لیے جنت میں ایک کھجور لگا دی جاتی ہے۔''

5 سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہنے کی فضیلت

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: 'كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ .»[2]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمے رحمان کو بہت پسند ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بہت وزنی ہیں «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ» ''اللہ پاک ہے، ساتھ اپنی تعریف کے، اللہ پاک ہے عظمت والا۔''



[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل التسبیح، رقم: 3464۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 64.

[2] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى ونضع الموازين القسط، رقم: 7563.

⑤ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہنے کی فضیلت

یہ ذکر بھی انتہائی کم وقت میں ہو جاتا ہے۔لیکن اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے:

«عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمَ لَوَ زَنَتْهُنَّ! سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَتِهِ.»[1]

''ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھیں۔آپ ﷺ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس تشریف لائے تو سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ابھی تک وہیں بیٹھی ہوئی (ذکر کر رہی) تھیں،آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی حالت پر ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا،انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں! رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تیرے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں اگر ان کا وزن کیا جائے تو اس وظیفہ پر غالب آ جائیں جو تو نے اب تک پڑھا ہے، وہ کلمات یہ ہیں: «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ



① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح، اول النهار وعند النوم، رقم: 2726.

خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَتِهٖ» ’’اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کے نفس کی رضا کے مطابق اوراس کے عرش کے وزن اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔‘‘

⑦ سید الاستغفار پڑھنے کی فضیلت

«عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم "سَیِّدُ الْأَسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ. وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.»[1]

’’سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے کہ تو اس طرح کہے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ

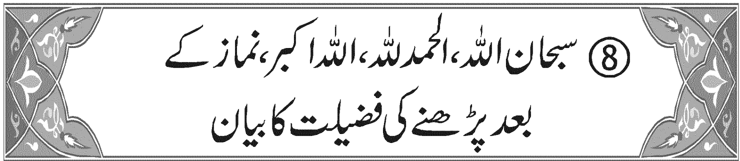


[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، رقم: 6306.

الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ . »

تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور تو نے مجھے پیدا کیا، اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ اور اپنی کی ہوئی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں ان نعمتوں کا جو تیری طرف سے ہیں، اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں تو مجھ کو معاف کردے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔''

فضیلت:...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مذکورہ الفاظ کو دن میں پڑھے گا پورا یقین رکھتے ہوئے، اگر وہ شام ہونے سے پہلے مرجائے تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔ اور جو شخص یہ الفاظ رات کو پڑھے پورے یقین کے ساتھ اور وہ مرجائے صبح ہونے سے پہلے تو وہ بھی جنتیوں میں سے ہوگا۔''



⑧ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، نماز کے بعد پڑھنے کی فضیلت کا بیان

«عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِی دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ . وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ.........قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . »[1]



[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، رقم: 597.

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے بعد 33 مرتبہ (سبحان اللہ) 33 مرتبہ (اللہ اکبر) اور 33 مرتبہ (الحمد للہ) کہے، یہ کلمات 99 ہوئے، اور 100 پورا کرنے کے لیے کہے کہ «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.» ''نہیں کوئی برحق معبود مگر اللہ، وہ ایک ہے۔ نہیں کوئی شریک واسطے اس کے، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

⑨ وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت

«عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ''مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ.» [1]

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر کہے: «اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ» ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔''



[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب، عقب الوضوء، رقم: 234.

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو۔‘‘

امام ترمذی نے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ .» [1]

’’اے اللہ مجھے توبہ کرنے والا اور پاکیزگی اختیار کرنے والا بنا دے۔‘‘

(10) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت

چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے سب سے بڑے محسن ہیں۔ ان کے احسان کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعائیں کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا مومنوں کو حکم دیا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶﴾ (الاحزاب: 56)

’’اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔‘‘

احادیث میں درود وشریف کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، لیکن یاد رہے کہ درود پڑھتے ہوئے وہ مسنون درود پڑھا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو سکھایا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور اتباع کا تقاضا بھی یہی ہے۔ مسنون درود شریف کے الفاظ یہ ہیں:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ



[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: 55۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. »[1]

''اے اللہ! رحمتیں نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسے رحمتیں نازل فرمائیں تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود جس نے بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

«عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا. »[2]

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

(11) سنت کے مطابق وضوء کرنا

معمولی سمجھی جانے والی نیکیوں میں سے ایک وضوء بھی ہے کہ بہت معمولی سے وقت میں وضو کرلیا جاتا ہے، لیکن اجر وثواب کے اعتبار سے یہ عمل بھی انتہائی عظیم ہے۔



[1] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم: 3370.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ، رقم: 608.

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَبْلُغُ حِلْيَةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ تَبْلُغُ الْوُضُوْءُ.»①

''جہاں تک وضوء کا پانی لگے گا۔ وہیں تک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔''

نیز یہ عمل گناہوں کے مٹنے کا بڑا عظیم سبب ہے۔

«عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ.»②

''سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے تو اس کی تمام خطائیں اس کے جسم سے نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔''

«عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.»③

''سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے اسی طرح وضو فرمایا جس طرح میں وضو کرتا ہوں



① صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء، رقم: 250.
② صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، رقم: 245.
③ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: 544.

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس طرح وضو کرے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

⑫ مسواک کرنا

بہت ہی معمولی سے وقت میں کی جانے والی نیکیوں میں سے ایک مسواک بھی ہے کہ جو معمولی سے وقت میں ہو جاتی ہے لیکن اجر و ثواب کے اعتبار سے بڑی ہی عظیم نیکی ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسواک اللہ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ .»[1]

"مسواک منہ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔"

⑬ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نفل ادا کرنے کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ نیز اگر وضوء بھی مسجد میں کیا ہو۔ جیسا کہ عموماً ہمارے ہاں ہوتا ہے تو پھر ان دو رکعات کو تحیۃ الوضوء بھی کہہ دیتے ہیں، ان دو رکعات کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْئَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ .»[2]



[1] سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب الترغيب فى السواك، رقم: 5. محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب الوضوء، رقم: 234.

''جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، اور دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اس کا چہرہ بھی اور دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو اس کے لیے جنت لازم ہو جاتی ہے۔''

(14) پہلی صف میں نماز پڑھنا

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ . »[1]

''کہ اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

(15) صف کے داہنی جانب کھڑے ہونے کی فضیلت

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَا مِنِ الصُّفُوْفِ . »[2]

''بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ صفوں کے داہنی طرف کھڑے ہونے والے لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔''

(16) رفع الیدین کا ثواب

رفع الیدین نماز کی زینت اور باعث اجر وثواب ہے۔ چنانچہ نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ



(1) سنن نسائی، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت، بالاذان، رقم: 6046۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(2) سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، رقم: 1005۔ صحیح ابن حبان، رقم: 393۔ فتح الباری: 213/2۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' اور ابن حجر نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

فرماتے ہیں: ''ہر چیز کی زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت رفع الیدین ہے۔''[1]

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نماز میں رفع الیدین کرنا نماز کی تکمیل کا باعث ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو مقصد تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ہے، وہی مقصد رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کا ہے اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔''[2]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رفع الیدین کرنا نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔''[3]

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنیاد پر ہے کہ جس میں انفاق فی سبیل اللہ اجر و ثواب کی بڑھوتری کا ذکر ہے۔

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ  ﴾ (البقرہ:261)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس

---

[1] جزء رفع الیدین، ص: 59.

[2] کتاب الأم: 91/1- السنن الکبریٰ للبیهقی: 82/2.

[3] کتاب الصلاة، ص: 56.

کے لیے چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ:

''نماز میں جو شخص رفع الیدین کرتا ہے تو اس کے لیے ہر ایک اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔''[1]

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت کو امام اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، علامہ ہیثمی اور امام بیہقی نے رفع الیدین کے ثواب پر محمول کیا ہے۔[2]

دوسری روایت میں سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔''[3]

ایک دفع رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملیں تو چار رکعت والی نماز میں صرف رفع الیدین کرنے سے انسان (100) نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔ جبکہ پانچوں نمازوں کی نیکیاں (430) بنتی ہیں اور اسلامی سال کے (360) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ایک سال میں (154800) نیکیاں حاصل ہوں گی۔

اگر سنن راتبہ کو دیکھا جائے تو وہ ایک دن میں ''بارہ'' رکعت ہیں۔ جن میں رفع الیدین



[1] مسند الفردوس للدیلمی : 344/4۔ معجم کبیر للطبرانی : 297/7۔ مجمع الزوائد:103/2۔ سلسلة الصحیحة، رقم : 3286.

[2] معرفة السنن والآثار للبیهقی :325/11.

[3] معجم طبرانی کبیر : 297/17۔ سلسلة الصحیحة ، رقم : 3386.

کی تعداد (60) ہے۔ اس لحاظ سے انسان سنن راتبہ ادا کرنے پر ایک دن میں (600) نیکیاں حاصل کرے گا۔ جبکہ ایک سال کی نیکیاں دو لاکھ سولہ ہزار (216000) بنیں گی۔

سنن راتبہ اور فرائض میں صرف رفع الیدین پر حاصل ہونے والی نیکیاں تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو (370800) تک پہنچ جاتی ہیں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ مزید اخلاص پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو سات سو گنا زیادہ بڑھا دیں اور یہ نیکیاں (259560000) تک پہنچ جائیں۔ اور اگر کوئی شخص نماز تہجد، اشراق، چاشت، توابین، نماز تسبیح اور دیگر نوافل کا عادی ہے تو اس کی نیکیاں تو اور ہی زیادہ ہوں گی۔ «اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ .»

پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے۔ اگر آپ سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے نماز میں رفع الیدین کرلیں اور آپ کے رفع الیدین پر اتنی زیادہ نیکیاں حاصل ہوجائیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہیے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے، اور کیا آپ چاہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے محبت کا ثبوت دینے کے بجائے اپنے ائمہ کی بات کو ترجیح دیں اور نبی کریم ﷺ سے اپنے ائمہ کا مرتبہ بڑھائیں؟ نہیں، آپ قطعی طور پر ایسا کرنے کی جسارت نہیں کریں گے، ہمارا آپ کے متعلق یہی حسن ظن ہے کہ آپ پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس محبوب ترین اور باعث اجر و ثواب سنت مطہرہ کو اپنا کر آپ ﷺ سے اظہار محبت و مودت کریں گے، کیونکہ ایک مسلمان کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ (النور:51)

''مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾ (الحدید:21)

''یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ بڑے فضل والا ہے۔''



17 سجدہ کی فضیلت

سجدہ انسان کو ربّ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ (العلق:19)

''اور اپنے ربّ کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سجدہ مقامات قبولیت دعا میں سے ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے ربّ سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کیا کرو۔''[1]

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ سجدے میں کوشش و جستجو سے دعا مانگا کرو کیونکہ وہ اس لائق ہے کہ تمھاری دعا قبول کر لی جائے۔''[2]

سجدہ سے بندہ کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ سیّدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں



[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: 482.
[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: 479.

رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: آپ مجھے ایسا حکم فرمائیں کہ میں اس کا ہوکر رہ جاؤں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جان لے کہ تو جب بھی اللہ عزوجل کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سجدے کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

سجدہ سے جنت مل جاتی ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہوکر رونا شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا، میرے لیے جہنم ہے۔''[1]

سجدہ کی وجہ سے جنت میں رفاقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب ہوگی۔ سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات گزارتا تھا، آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی دیگر اشیاء ضرورت مسواک وغیرہ لاتا تھا۔ ایک رات آپ نے مجھے فرمایا: ''کچھ دین و دنیا کی بھلائی مانگو؟ میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔''[2]

(18) تشہد میں اشارہ کرنے کی فضیلت

دورانِ تشہد انگشت شہادت کو حرکت دینی چاہیے، یعنی اشارہ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نبی



[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: 244- مسند احمد: 298/5، 299- سلسلة الصحيحة، رقم: 1488.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: 489.

کریم ﷺ کی سنت مطہرہ ہے، امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور مسبحہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اشارے کے پیچھے اپنی نظر لگائے رکھتے بعد ازاں انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ ، لَهِيَ السَّبَابَةَ .»[1]

''انگشت شہادت کا اشارہ شیطان پر تلوار اور نیزے سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

⑲ کسی مسلمان کی اللہ کے لیے مدد کرنا

بظاہر چھوٹی نیکیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس نیکی کو بسا اوقات معمولی تصور کیا جائے۔ جبکہ حقیقت میں یہ معمولی سمجھی جانے والی نیکی ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی کا سبب بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (المائدہ:2)

''اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔

«وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ .»[2]

''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد اس وقت تک کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد

[1] مسند أحمد: 119/2۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔''

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: 2699 .

کرتا ہے۔''

اپنے بھائی کی مشکلات میں کام آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخرت کی مشکلات کو آسان فرما دیتا ہے۔ سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .»[1]

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی آبرو کا دفاع کرے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو ہٹا دے گا۔''

(20) مفلس کو قرض معاف کر دینا

مفلس اور تنگدست انسان کے قرض کو معاف کر دینا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْعَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، قَالَ: فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ .»[2]

''ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، وہ اپنے نوکر سے کہتا: دیکھو جس کو تو مفلس پائے اس کو معاف کر دینا، شاید اللہ بھی ہمارا قصور معاف کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب وہ اللہ سے ملا تو اللہ نے اس کو بخش دیا۔''



[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: 1931۔ غاية المرام، رقم: 431۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، رقم: 2078۔ صحیح مسلم، رقم: 1562/31۔ مسند احمد: 263/2۔

سیّدنا ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ .»[1]

''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اُس کو قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اُسے سایہ عطا فرمائے گا۔''

㉑ توبہ واستغفار کرنا

انتہائی معمولی وقت میں کی جانے والی نیکیوں میں سے ایک نیکی توبہ اور استغفار کرنا بھی ہے۔ یہ نیکی دل کے اخلاص کے ساتھ چند لمحات میں کی جا سکتی ہے۔ لیکن اجر وثواب کے اعتبار سے یہ نیکی اتنی عظیم ہے کہ شاید کوئی دوسری نیکی اس کا مقابلہ ہی نہ کر سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔ اور ان سے محبت کرتا ہے۔ اور یہ اللہ کی سب سے عظیم نعمتیں ہیں جو کہ بندے کو اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں کہ جب بندہ ایک مرتبہ اپنی زبان سے دل کے اخلاص کے ساتھ کہتا ہے۔ اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، مجھے معاف فرما دے۔ رب اس کو معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النساء : 110)

''اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

مزید ارشاد فرمایا:



[1] صحیح مسلم، رقم: 3006/74.

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَ أَصْلَحُوا وَ بَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَ أَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾﴾ (البقرہ : 160)

''مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں، اور اصلاح کرلیں، اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں، اور میں توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہوں۔''

حقیقی کامیابی صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو گناہ پر اصرار نہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۠ وَ لَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾﴾ (آل عمران : 135)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ کے سوا اور کوئی گناہوں کو بخش بھی نہیں سکتا ہے، اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

اللہ کے بندے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾﴾

(البقرہ : 222)

''اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

(22) اللہ سے دعا کرنا

اللہ سے دعا کرنا بھی ایسی نیکی ہے کہ جو بظاہر معمولی ہوتی ہے جبکہ حقیقت میں اپنی افادیت کے لحاظ سے انتہائی عظیم ہے کہ جس کی وجہ سے ایک انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بن جاتا ہے اور بہت سی پریشانیوں سے نجات پا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾﴾ (الانبیاء: 89)

''اور زکریا نے جب اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے۔''

غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشکلات کا مداویٰ دعائیں کرنے کی وجہ سے کر دیا، اور بیٹا ایسی عمر میں عطاء فرمایا کہ جس عمر میں اولاد نہیں ہوا کرتی۔ یہ فضل عظیم دعا کرنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے اور دعائیں مانگنی بھی اپنے رب سے چاہئیں کیونکہ وہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿١٨٦﴾﴾ (البقرہ: 186)

''جب بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں، میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار سے جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ

پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

یعنی دعائیں مجھ سے کرنا ہی ان کی کامیابی ہے۔ بصورت دیگر تباہی اور بربادی ان کا مقدر ہوگی۔ نیز قیامت کے دن جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰﴾ (المومن : 60)

''اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر پہنچ جائیں گے۔''

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

«اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .»[1] ......''دعا عبادت ہے۔''

شاعر کہتا ہے:

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهٗ
وَبَنِيْ آدَمَ حِيْنَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ

''اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب تو اس سے نہ مانگے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور حضرت انسان کی حالت یہ ہے کہ اس سے مانگو تو وہ روٹھ جاتا ہے۔''

 راستے سے کانٹے ہٹانے کا ثواب

کوئی بھی ایسا کام کہ جس سے اللہ کی مخلوق کو راحت پہنچ سکتی ہو، اور تکلیف و مشقت اس

[1] سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم : 3247۔ سنن ابن ماجہ، رقم : 3828۔ مسند احمد : 271/4۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سے دور ہو سکتی ہو ایسا کام انتہائی مبارک ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

«اِرْحَمُوْا أَهْلَ الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِى السَّمَآءِ .»[1]

''تم زمین والوں پر رحم کرو جو آسمانوں میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنے کی غرض سے چاہے یہ کام کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کی خوب قدر کرتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِى بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَاَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ .»[2]

''ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا اس نے راستے میں کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اس کو ایک طرف سرکا دیا، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آیا تو اس کو بخش دیا۔''

یہ معمولی سا کام ہے کہ جس کو کوئی حیثیت نہیں دی جاتی۔ لیکن اللہ نے اس معمولی سی نیکی کی بھی قدر کی کہ نیکی کرنے والے کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔



(1) سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الرحمة، رقم: 4941۔ سنن ترمذی، رقم: 206۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 1914 .

(24) پیاسے جانوروں کو پانی پلانا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ: يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَلِكَ.»[1]

''ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی، جو ایک کنویں کے قریب کھڑا پیاسا ہانپ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اس کی بخشش اسی (نیکی) کی وجہ سے ہوگئی۔''

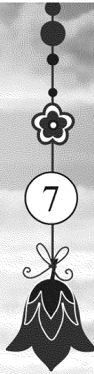
لہٰذا نیکی کا کوئی بھی موقعہ ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔ بلکہ جب بھی کسی بھی نیکی کرنے کا موقعہ مل جائے فی الفور نیکی کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ فرصت کے لمحات چھن جائیں اور ہم آرزوئیں ہی کرتے رہ جائیں، کف افسوس ملنے کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہ بچے۔

وقت پر کافی ہے قطرۂ ابر خوش ہنگام کا
جب جل گیا کھیت سارا تو پھر مینہ برسا کس کام کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: 3321۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل سقی البھائم، رقم: ۲۲۴۵.





بڑی نیکیاں بڑا صلہ



پیارے بھائیو! اب تک جتنی نیکیوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ یہ وہ نیکیاں ہیں کہ ہر ایک انسان بہت کم وقت صرف کیے ان کو حاصل کر سکتا ہے۔ اب ہم وہ نیکیاں بیان کرتے ہیں کہ جن پر وقت صرف ہوتا ہے یا تھوڑی سی محنت اور مشقت سے سر انجام دی جاتی ہیں لیکن اجر و ثواب کے اعتبار سے یہ نیکیاں بھی بڑی ہی عظیم ہیں۔

① بیمار پرسی کرنا

وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں

یقیناً اس نیکی کے لیے آپ کو اپنا کچھ وقت نکالنا پڑے گا اور بسا اوقات کرایہ خرچ کر کے ہسپتال (Hospital) جانا پڑے گا جو کہ ایک مشقت کا کام ہے لیکن اس کے بدلے میں جو اجر و ثواب آپ کو ملے گا وہ اس محنت اور مشقت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ .» [1]

”جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے۔“



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصله، رقم: 2568 .

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً، اِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَاِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً، اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ.»[1]

”جو کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کو جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ شام کے وقت کسی کی عیادت کو جاتا ہے۔ تو اگلی صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں، اور اس کو جنت کا ایک باغ عطا کیا جاتا ہے۔“

② نماز جنازہ میں شرکت

نماز جنازہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، اور یہ بڑے ہی اجر و ثواب کا کام ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ شَهِدَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنُ فَلَهُ قِيْرَاطَان، قِيْلَ: وَمَا الْقِيْرَاطَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمِيْنَ.»[2]

”جو شخص کسی کی نماز جنازہ پڑھے اس کو ایک قیراط (ثواب) ملے گا، اور جو اس

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: 969۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 1367.

[2] سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: 1995۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کے پیچھے جائے یہاں تک کہ اس کی تدفین ہو جائے تو اس کو دو قیراط ملیں گے، کہا گیا، اے اللہ کے رسول! قیراطان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قیراطان دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہوں گے۔''

③ نفلی روزے رکھنے کا ثواب

روزہ اللہ کی رضامندی اور جہنم سے آزادی کا نام ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

«اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ .»[1]

''روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔''

«عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَصُوْمُ یَوْمًا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ، وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا .»[2]

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا، اللہ رب العزت اس کے چہرہ کو آگ سے ستر برس کی مسافت طے کرنے کے برابر دور کر دے گا۔''

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ .»[3]



① سنن نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن یعقوب، رقم: 2231۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: 2711 .

③ صحیح بخاری، کتاب الصیام، رقم: 1894 .

”روزے میرے لیے ہے۔اس کا اجر وثواب بھی میں ہی دوں گا۔“

اور ایک قرأت کے مطابق «وَاَنَا اُجْزَی بِهِ» ”کہ میں ہی اس کی جزا ہوں۔“

جس نیکی پر انسان کو اللہ ہی مل جائے تو اور کیا چاہیے؟

④ صدقہ خیرات کرنا

محنت طلب نیکیوں میں سے ایک صدقہ خیرات کرنا بھی ہے، اس نیکی میں بھی اگرچہ تھوڑی محنت اور اپنے اندر حوصلہ پیدا کرنا پڑتا ہے، لیکن اس نیکی کا انجام انتہائی اچھا اور انسانی زندگی پر انتہائی بہترین اثرات بھی مرتب کرتی ہے۔ سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ .»[1]

”جہنم کی آگ سے بچو خواہ ایک کھجور کے آدھے حصے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو، اگر یہ بھی میسر نہ آسکے تو اچھی بات ہی منہ سے نکالو۔“

معلوم ہوا کہ صدقہ خیرات انسان کو جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔اور ربّ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے، اور بری موت سے محفوظ کرتا ہے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.»[2]

”بے شک صدقہ ربّ تعالیٰ کے غصہ کو ختم کرتا ہے، اور انسان کو بری موت سے بچاتا ہے۔“



① صحيح بخاری، كتاب الزكاة، رقم: 1413 .

② سنن ترمذی، كتاب الزكاة، رقم: 664۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 1908 .

⑤ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اُسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہم پر روشن

لوگوں کو نیکی کا حکم کرنا اور برائی کی باتوں سے روکنا۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے۔ صبر آزما کام ہے لیکن اجر وثواب کے اعتبار سے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے کیونکہ نیکی کا حکم کرنے سے جس قدر نیکی کرنے والے کو ثواب ملے گا اتنا ہی رہنمائی کرنے والے کو ملے گا۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ .»[1]

''جو شخص کسی نیک کام کی طرف کسی کی رہنمائی کرے اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا۔''

ایک مقام پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ .»[2]

''نیکی کا حکم دینا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔''

⑥ صلح کرانا

مسلمان آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرانے کا اجر وثواب بہت ہے۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، رقم: 1893.

② صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: 1006.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ﴾ (النساء : 128)

''صلح میں خیر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑ پڑھیں تو ان میں صلح کرادو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝٩ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝١٠﴾

(الحجرات : 9تا10)

''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یاد رکھو! سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

کیونکہ اس میں خیر اور بھلائی ہی بھلائی ہے اس لیے اس کو صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«عَدْلٌ بَيْنَ الْأَثْنَتَيْنِ صَدَقَةٌ.» [1]

''دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا بھی صدقہ ہے۔''

7 اللہ کے لیے محبت کرنا

یعنی کسی شخص سے اگر محبت کرنا چاہتے ہیں تو اس کا معیار دنیاوی غرض و غایت اور مفادات نہ ہوں۔ بلکہ خالصتاً اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ یعنی محبت کرنے کی وجہ صرف اور صرف دین داری ہو۔ اس نیکی کا تعلق محض دل کے ساتھ ہے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان فرماتے ہیں:

«ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ.» [2]

''تین چیزیں جس میں موجود ہوں اسے ایمان کی حلاوت و مٹھاس نصیب ہوگئی: جس کو اللہ اور اس کا رسول باقی سب سے زیادہ محبوب ہوں، اور جو کسی انسان سے محض اللہ کے لیے محبت کرے، اور جو کفر میں لوٹ جانے کو ناپسند کرے جبکہ اللہ نے اسے کفر سے نجات دے دی جس طرح وہ آگ میں



[1] صحیح بخاری، کتاب الصلح، رقم: 2707۔ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ، رقم: 1009.
[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: 21.

ڈالے جانا ناپسند کرتا ہے۔''

یہی محبت عرش الٰہی کا سایہ دلانے کا موجب بنتی ہے۔ جب ساری دنیا سایہ کی تلاش میں ہوگی۔ ان خوش بختوں کو خود اللہ تعالیٰ آوازیں دے گا کہ میرے عرش کے سائے کے نیچے آ جاؤ۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ؟ اَلْيَوْمُ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ .»[1]

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ایسے لوگوں کو اپنے سائے میں رکھوں گا جب کہ آج میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔''

یہی محبت اللہ کی محبت کا موجب بھی ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ایک خوشخبری سنو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَّجَالِسِيْنَ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ .»[2]

''میری محبت ان لوگوں کو لازمی طور پر حاصل ہوگی جو میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ جو میری خاطر ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ اور میری خاطر ایک دوسرے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔''



[1] سنن الکبریٰ للبیهقی : 233/10۔ مختصر العلو : 105 .

[2] إتحاف للزبیدی: 245/5 ، 264-265 .

⑧ نرمی سے پیش آنا

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ، وَمَالَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ.»[1]

''اللہ تعالیٰ نرمی کا معاملہ کرنے والا ہے، اور نرمی کے معاملہ کو پسند فرماتا ہے، اور نرم خوئی پر وہ اجر عطا فرماتا ہے جو اجر تنگی اور سختی پر نہیں دیتا، بلکہ کسی اور چیز پر بھی نہیں دیتا۔''

سختی چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ انتہائی بے کار اور برا وصف ہے، جو انسان کو انتہائی برا بنا دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ.»[2]

''نرمی جس میں بھی ہوگی اسے زینت بخشے گی، اور جس سے بھی ہٹالی جائے گی اس میں عیب پیدا کردے گی۔''

⑨ تواضع وانکساری

یہ نیکی بھی آپ کی ظاہری کیفیت سے تعلق رکھتی ہے۔ بظاہر معمولی سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ حقیقت میں انتہائی بلندیوں کا ذریعہ اور سبب ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

[1] صحیح مسلم، رقم: 2593.

[2] مسند أحمد: 58/6- سنن ابوداؤد، رقم: 2478- صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: 2594.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ .»[1]

''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے معاف کر دینے کے سبب اس کی عزت بڑھاتا ہے، اور جو بھی شخص اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔''

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانے

⑩ خوش اخلاقی سے پیش آنا

نرمی اور تواضع کی ہی ایک شکل خوش اخلاقی بھی ہے، یہ نیکی بھی اجر وثواب کے اعتبار سے انتہائی عظیم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نامہ اعمال میں اس سے وزنی نہ ہوگی۔ بلکہ یہ نیکی نامہ اعمال میں سب سے زیادہ وزنی ہوگی۔ سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَاَنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ .»[2]

''قیامت کے دن مومن بندے کی میزان میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی



① صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2588.

② سنن ترمذی، كتاب البر والصله، باب فی حسن الخلق، رقم: 2002- سلسلة الصحيحة، رقم: 876.

نہیں ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے ہودہ گو شخص کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ.» [1]

''قیامت کے روز ایمان دار شخص کے ترازو میں اس کے اچھے اخلاق سے کوئی نیکی زیادہ وزنی نہیں ہوگی، اچھے اخلاق والا شخص اپنے اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور نمازی کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔''

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِنِّی مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَاسِنُکُمْ اِخْلَاقًا.» [2]

''تم میں سے جو لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جو قیامت کے دن مجلس میں میرے سب سے زیادہ قریب ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں گے۔''

⑪ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: 3003۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم: 3795.

«اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِی رَبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا .»[1]

''میں اس شخص کو جنت کے کناروں پر گھر دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔''

یعنی جو شخص محض جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے اگر اپنا حق بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے لیے جنت میں بہترین گھر کی ضمانت ہے اور جنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ جو آسانی سے حاصل ہو جائے۔ بلکہ اس کے لیے بڑی محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے، تب کہیں جنت ملتی ہے لیکن جو شخص لڑائی جھگڑا چھوڑ دے اس خوش قسمت کے لیے بھی جنت کی ضمانت زبان رسالت سے ہے۔ کتنی بڑی آسانی اور رحمت الٰہی کی وسعت کی دلیل ہے۔

⑫ لوگوں کو معاف کر دینا

لڑائی کو ختم کرنے کی ہی ایک صورت ہے، کہ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیا جائے معاف کرنا اللہ کے نیک اور صالح بندوں کی عظیم صفات میں سے ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے:

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب البر والصلة، باب فی حسن الخلق، رقم: 4800- سلسلة الصحیحة، رقم: 273.

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (آل عمران : 133-134)

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

معاف کر دینے سے ان کی عزت و شان میں کوئی کمی نہیں آتی، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی عظمت میں اور اضافہ فرما دیتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ .»[1]

''جس بندے نے عفو و درگزر سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت میں اضافہ کیا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع و انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اُسے رفعت و بلندی عطا کی۔''

(13) عیبوں پر پردہ پوشی کرنا

نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیبوں اور برائیوں پر پردہ پوشی کی جائے۔ جب تک کہ ان عیبوں سے کسی دوسرے کے حقوق غصب نہ ہوتے ہوں



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب العفو، رقم: 2588.

اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی نہ ہو لیکن اگر دوسروں کے حقوق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر ضروری ہے کہ متعلقہ افراد کو اس شریر کی شرارتوں سے مطلع کیا جائے تاکہ وہ اس کی شرارتوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی صورت نہ ہو تو پھر ضروری ہے کہ کسی کے بھی عیبوں کو سر عام ظاہر نہ کیا جائے بلکہ پردہ پوشی کی جائے، اس کا فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہمارے عیبوں پر پردہ فرما دے گا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ.»[1]

''جس شخص نے کسی مسلمان سے اس کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''



[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، رقم: 2699.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .»[1]

''جو کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

اسلام کے نام لیواؤں اور رہنمایانِ قوم کے ہاتھوں کسی شریف انسان کی عزت، تقویٰ اور پرہیزگاری محفوظ نہیں ہے۔ ظاہری زیب و زیبائش اور جھوٹی شان وشوکت اور جھوٹے اسلام اور تقویٰ والے لوگوں کا طرزِ زندگی ایسے ہوتا ہے کہ لوگوں کی عزتوں کو اچھالنا۔ پھر ذلت ومسکنت ایسے لوگوں کا مقدر بن جاتی ہے۔ پر وہ سمجھتے بھی نہیں۔ غور کیجیے! ہم دنیا داروں کی بات نہیں کرتے کہ انھوں نے تو دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رکھی ہے، ہم علماء وفضلا اور دیندار لوگوں کی بات کرتے ہیں جو آخرت کو دُنیا پر ترجیح دینے کے دعویدار ہیں، کیسا تضاد ہے! کیسی دورنگی ہے؟ زبان کچھ بولتی ہے اور عمل سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا ہے۔

ببیں تفاوت رہ زکجا است تا کجا!

قول وفعل میں ہم آہنگی سیرت طیبہ کا خاص امتیاز و اعجاز ہے، غور فرمائیں کہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کا پردہ فاش نہیں کیا، بلکہ بعض دفعہ حدود کے کیس بھی آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرماتے کہ تم نے اس کے عیب پر پردہ ڈالنا تھا، اب چونکہ میری عدالت میں یہ معاملہ آ گیا ہے، لہٰذا مجھ پر حد لگانا فرض ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے سے کسی کی عزت محفوظ نہیں۔



[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 2590 .

(14) والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا

یہ نیکی اتنی عظیم ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی اس میں مضمر و پوشیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ . »[1]

''والد جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔''

معنی یہ ہیں کہ والدین جنت میں لے جانے کا سب سے بہترین ذریعہ ہیں ان کی خدمت کرکے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرکے جنت کو حاصل کیا جاسکتا ہے کیونکہ والدین کی رضامندی میں رب کی رضامندی ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ . »[2]

''ربّ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور ربّ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کو راضی رکھنا، خوش کرنا کس قدر ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی ایک مقام پر والدین کے احسان اور نیکی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔



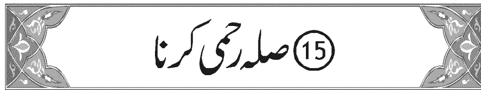
[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب فی الفضل فی رضا الوالدین، رقم : 1900۔ سلسلة الصحیحة، رقم : 910 .

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم : 1899۔ سلسلة الصحیحة، رقم : 516 .

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾﴾

(النساء : 36)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو کسی کو اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے اور قرابت داروں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور قرابت والے ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے اور مسافر سے اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز، غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا بڑ مارنے والا ہو شوخی خورا ہو۔''



15 صلہ رحمی کرنا

یہ نیکی بھی انتہائی عظیم ہے کیونکہ اس پر بھی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ جو شخص صلہ رحمی کی کوشش کرے گا اور اس کو اہمیت دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل واحسان فرمائے گا۔ بصورت دیگر ذلیل ورسوا کر دیا جائے گا۔

«وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ: مَهْ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ

مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ! قَالَ: فَذَاكَ . »[1]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا، جب اللہ اس سے فارغ ہوا تو صلہ رحمی کھڑی ہوگئی اور اس نے اللہ کے تہبند کو پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہٹ جا، اس نے کہا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اس شخص کو (اپنے ساتھ) ملاؤں جو تجھ کو ملائے اور میں اس شخص سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرے؟ اُس نے جواب دیا پروردگار! درست ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس یہ تیرے لیے ہے۔''

«وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ . »[2]

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رشتہ داری یعنی رحم کا لفظ ''رحمان'' سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ جو تجھے ملائے گا، میں اسے اپنے ساتھ ملاؤں گا، اور جو تجھے توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا۔''

«وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلرِّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِىْ وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِىْ

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب "وتقطعوا أرحامکم، رقم: 4830.
[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب وصل وصله الله، رقم: 5988.

قَطَعَهُ اللّٰهُ . »[1]

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رشتہ داری عرش کے ساتھ معلق ہے، وہ اعلان کرتی ہے کہ جو مجھے ملائے گا، اسے اللہ اپنے ساتھ ملائے گا، اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرے گا۔''

جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے ایسوں کو وہ اپنی رحمتوں سے دور کر دے گا، اور ذلیل و رسوا کر دے گا یہ ذلت دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ہوگی۔

«وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ . »[2]

''سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ . »[3]

جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔''

16 پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا

یہ نیکی بھی دنیا اور آخرت میں چین وسکون کا سبب ہے۔ اگر پڑوسیوں کے ساتھ اچھا

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصله، رقم: 2555 .
[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 5984 .
[3] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: 6138 .

سلوک اور برتاؤ کرو گے تو یقینی بات ہے کہ پڑوسی مشکل میں اپنے ایسے پڑوسی کے کام آئے گا لیکن اگر ایسا نہیں ہوگا تو نتیجہ نفرت و عداوت کی شکل میں سامنے آ جائے گا۔ جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ معاشرے کی بربادی نہیں چاہتا۔ اسی لیے شریعت میں پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت اور اُس کے حقوق کا بیان ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ .»[1]

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔''

سیّدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمَ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ .»[2]

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔''

(17) زبان کی حفاظت کرنا

بولنے سے پہلے تھوڑا سا سوچ لیا کریں کہ میرے بولنے سے کسی کی غیبت، چغلی، یا کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچے گی۔ اگر پہنچنے کا اندیشہ محسوس کریں تو خاموش رہیں، اس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، رقم: 6018.

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: 6019.

«مَنْ صَمَتَ نَجَا............ . »[1]

''جو خاموش رہا وہ کامیاب ہو گیا۔''

خاموش رہنا ہی اچھے مسلمان کی پہچان ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی دوسری حدیث مبارک ہے:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ . »[2]

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، پس وہ اچھی بات منہ سے نکالے یا پھر خاموش رہے۔''

«مَنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ............»[3]

''اچھے مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔''

کیونکہ فضول باتوں کو چھوڑنا ہی کامیابی ہے۔ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ.»[4]

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''



[1] سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، رقم :2501۔ سلسلة الصحيحة، رقم : 535 .

[2] صحیح بخاری، كتاب الادب، رقم : 6135 .

[3] سنن ترمذی، ابواب الزهد، رقم : 2317۔ سنن ابن ماجه، رقم : 3976۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[4] صحیح بخاری، كتاب الرقاق، باب حفظ السان، رقم : 6474 .

زبان کی حفاظت جنت میں لے جانے کا باعث ہے، اور یہی اچھے مسلمان کا امتیازی نشان ہے۔ سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْحیاءُ وَالْعِیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِیْمَانِ، وَالْبَزَاءُ وَالْبیَانُ شُعْبَتَانَ مِنَ النِّفَاقِ .»[1]

''حیاء اور کم گوئی ایمان کی شاخیں ہیں، زیادہ باتیں اور بدکلامی نفاق کی شاخیں ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَیَدِهِ .»[2]

''مسلمانوں میں سے بہترین وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان بہت ہی سوچ سمجھ کر بولتا ہے اور اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی بھی طرح کسی کو تکلیف پہنچانا پسند نہیں کرتا کیونکہ مسلمان کو کسی بھی طرح تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ اس حرام کے ارتکاب سے اپنی زبان کو بھی محفوظ رکھتا ہے اور اپنے ہاتھ کو بھی تا کہ اچھا مسلمان بن کر دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہو جائے۔

جس طرح کہ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ» ''اپنی زبان پر



[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم : 2027۔ مسند أحمد : 269/5۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم : 10 .

کنٹرول رکھیں۔''[1]

کہ حکمت کو اک گمشدہ لعل سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

18 فضول گفتگو سے پرہیز کرنا

یعنی ایسی باتوں سے اپنے آپ کو بچانا کہ جن کی کوئی ضرورت نہ ہو بغیر ضرورت کے کوئی کام کرنا اپنی توانائیاں ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اسلام کسی بھی چیز کے ضیاع کو پسند نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے فضول گفتگو سے بھی ایک مسلمان کو روکتا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ .»[2]

''انسان کے اچھے مسلمان ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے۔''

کیونکہ بسا اوقات بولتے ہوئے کسی ایسی بات کے نکل جانے کا اندیشہ موجود رہتا ہے، کہ جو اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر مبنی ہو۔ ایسی بات اور کلمہ تباہی اور بربادی تک پہنچا سکتا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ .»[3]



[1] سنن ترمذی، ابواب الزهد، رقم: 2406۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 888.

[2] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: 2317۔ سنن ابن ماجه، رقم: 3976۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحيح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: 6477.

''بندہ بلا سوچے سمجھے بعض اوقات ایسی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے کہ وہ اس بات کی وجہ سے مشرق ومغرب کے فاصلے سے زیادہ دوزخ کی گہرائی میں پہنچ جاتا ہے۔''

⑲ اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا

یہ بھی ایک عظیم نیکی اجر وثواب میں بڑی ہی عظیم ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَکَرَنِیْ .»[1]

''میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ کرتا ہوں، اور جہاں وہ مجھے یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوں۔''

اندازہ کیجئے انسان جس قسم کی امید اپنے رب سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امید پر پورا اترتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس حدیث نے اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی امیدوں اور آرزوؤں کو پورا کرتا ہے۔ جبکہ بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔ یاد رکھنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین پر عمل پیرا ہو اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے۔

یعنی کچھ کر کے دکھاؤ پھر امیدیں لگاؤ اس چیز کی طرف اشارہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں ہے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ

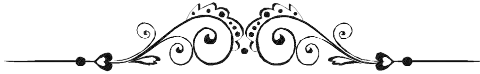
---

[1] صحیح بخاری، رقم: 7405۔ صحیح مسلم، رقم: 2675/2.

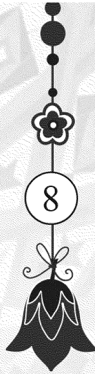


لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (الزمر : 9)

''بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت عبادت میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو بتلاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔''







8

نیکیوں کے اسباب وذرائع

قارئین محترم گزشتہ صفحات میں ہم نے آپ کو کچھ چھوٹی نیکیاں بتائی تھیں کہ جن پر عمل کر کے ہم بے پناہ اجر وثواب کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت میں بھی سرخرو ہوتے ہیں۔ اب ہمیں نیکی کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور نیکی پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہمیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ نیکی کرنے کی توفیق اور برائی سے بچنے کی قوت وطاقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾﴾

(الرعد : 27)

"کافر کہتے ہیں اس پر کوئی معجزہ کیوں نہ نازل کیا گیا؟ جواب دے دیجئے کہ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہے کر دیتا ہے، اور جو اس کی طرف جھکے اسے راستہ دکھا دیتا ہے۔"

مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ

اللّٰہِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾

(النساء : 78-79)

"تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی چاہے تم مضبوط برجوں میں ہو، اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں ہیں۔ تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔ ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔"

ان آیات کے مفہوم پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ہر چیز کی توفیق اللہ تبارک وتعالیٰ دیتا ہے، لیکن یہ توفیق بھی انسان کی اپنی چاہت اور کردار کے مطابق ہوتی ہے، اس میں انسان پر کوئی زبردستی نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾﴾

(الدھر : 3)

"ہم نے تو انسان کو دونوں ہی راستے دکھا دیے، چاہے شکر گزاری کا راستہ اختیار کرے یا ناشکری کا۔"

انسان پر زبردستی نہیں ہے، بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے یہ جس اختیار کو بھی استعمال کرنا

چاہے کرسکتا ہے۔

باقی نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی طاقت تو صرف اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے عطا کرے، یعنی یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی فرد و بشر یہ طاقت نہیں رکھتا کہ کسی کو نیکی پر لگا دے یا برائی سے ہٹا دے۔ دیکھئے اللہ مہربان نے اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝٥٦﴾ (القصص : 56)

''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا مسیب بن حزن مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب وہ آپ ﷺ کے بے حد اصرار کے باوجود اسلام نہیں لائے اور کفر کی حالت میں مر گئے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے میں ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا، تو سورۃ التوبہ کی آیت (113) نازل ہوئی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ ......﴾ ''نبی اور مومنوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔'' اور سورۃ القصص کی یہ آیت نازل ہوئی کہ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ﴾ (القصص: 56) ''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''[1]



[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: 4772.

وہ جس کو چاہے حق کی باتیں سنوا کر ہدایت دے دے، اور جس کو چاہے نہ دے، تو پھر اعتماد رب پر ہی ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَقُولُونَ طَاعَةٌ ۚ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾﴾ (النساء: 81)

''یہ کہتے ہیں، تو اطاعت ہے، پھر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت جو بات آپ نے کہی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورہ کرتے ہیں، ان کی راتوں کی بات چیت اللہ لکھ رہا ہے، تو آپ ان سے منہ پھیر لیں، اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔''

اس وجہ سے اللہ کے بندے ہمیشہ اللہ پر ہی اعتماد کرتے ہیں، اللہ سے ہی نیکی کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ اس بات کو بخوبی جان چکے ہیں۔ نیکی کی توفیق اللہ کے بغیر کوئی نہیں دے سکتا۔اس لیے رب سے نیکی کی دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۖ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ

نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ (الاحقاف : 15-16)

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف جھیل کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا، اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال قدرت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا، اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس تعریف کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے، اور کہے کہ اے میرے ربّ! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہوجائے اور میری اولاد بھی صالح بنے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بداعمال سے درگزر کر لیتے ہیں (یہ) جنتی لوگوں میں سے ہیں سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا تھا۔''

اللہ کا بندہ جب اپنی جوانی کے عروج پر پہنچتا ہے، اور اس کی طاقتیں اس کے جسم میں مجتمع ہوجاتی ہیں اور کام کرنا آسان ہوجاتا ہے، ایسے موقعوں پر بھی اللہ کے بندے اللہ سے ہی نیکی کی توفیق مانگتے ہیں۔ یہ بات بھی ہمیں اپنے ذہن میں رکھ لینی چاہیے کہ نیکی صرف اور صرف اللہ و رسول ﷺ کے فرامین کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔ لہٰذا ہر کام کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق سرانجام دیں۔ یہی عمل قابل قبول ہے۔ نیز رحمت و برکت کا سبب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ ﴾ (النساء : 59)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی، اور ان کی جو تم میں سے صاحب اُمر ہیں، پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑ پڑو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے، اور اس کا انجام بہت خوب ہے۔''

① تقویٰ اختیار کرنا

نیکی کے بہت سے اسباب ہیں، ان میں سے تقویٰ بھی ہے اور تقویٰ وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کے حاصل ہو جانے کے بعد دنیا اور آخرت دونوں ہی آسان ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ ﴾

(الطلاق : 4-5)

''جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ معاف کر دے گا، اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔''

جو شخص تقویٰ کی راہ اختیار کرے گا۔ اس کے ہر معاملہ کو آسان کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اس کو اجر عظیم سے بھی نواز دیا جائے گا۔ یہ

معاملات کی آسانی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(یوسف : 90)

''جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا اور صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ﴾ (آل عمران : 133)

''اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

﴿ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ ﴾ (الزمر : 20)

''ہاں وہ لوگ جو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں اور ان کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں، رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

مندرجہ بالا پہلی آیت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ تقویٰ کی وجہ سے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہت و نبوت عطا کردی گئی تھی۔ اور دوسری، تیسری آیت اس بات کو واضح کر رہی

ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ نے متقین کے لیے تیار کی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ متقین کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی ہی آسانی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ان کو حاصل ہے۔ جن کے ساتھ رب ہو جائے وہ دنیا کے کسی مقام پر ہارا نہیں کرتے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ﴾

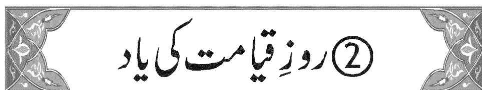
(النحل : 128)

''یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔''

اوّل حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اُس دا نام چتارن والا کسے میدان نئیں ہر دا

﴿ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ ﴾ (النحل : 30)

''اور پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اچھے سے اچھا جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور کیا ہی خوب پرہیزگاروں کا گھر ہے۔''



② روزِ قیامت کی یاد

نیکیوں کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ روزِ قیامت کو یاد رکھے، جب دنیا کے سارے کے سارے تعلق ٹوٹ جائیں گے۔ کسی کے کوئی کام نہ آئے گا ہر شخص کو اپنی فکر

لاحق ہوگی۔سورج انتہائی قریب آ چکا ہوگا۔لوگ بھوک پیاس اور گرمی سے نڈھال ہو رہے ہوں گے۔کسی کو بھی کسی کی فکر نہ ہوگی۔ایسے موقعہ پر کہ جب سب ساتھ چھوڑ جائیں گے:

﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۝۳۴ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۳۵﴾ (الزمر : 33-35)

”جو لوگ سچے دین کو لائیں اور جو اسے سچا جانیں یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو یہ چاہیں نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے،اور جو نیک کام انہوں نے کیئے ہیں ان کا بدلہ عطا فرمائے۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ۝۷۳﴾ (الزمر : 73)

”اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب ان کے پاس آ جائیں گے اور دروازے کھول دیے جائیں گے وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو،خوشحال رہو اور تم اس میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ۔“

﴿وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝١٣ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝١٤﴾ (بنی اسرائیل : 13-14)

''ہم نے ہر انسان کے برائی بھلائی کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے، اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال لائیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پائے گا۔ خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔''

﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦ ؕ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ ؕ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨﴾ (الزلزال : 6-8)

''اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر واپس لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیے جائیں۔ جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

ان تمام آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نیکی ہی انسان کے کام آئے گی۔ نیز جو بھی نیکی کی ہوگی۔ چاہے چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی ہر نیکی انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ نہ کسی نیکی کو چھوڑا گیا ہے اور نہ ہی کسی برائی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ بلکہ ہر چیز کو لکھا گیا ہے کہ جس میں کوئی کوتاہی نہیں ہے۔

اب ہمیں سوچ لینا چاہیے کہ اگر اس زندگی میں کچھ نیکیاں کی ہیں تو فائدہ ہے۔ ورنہ افسوس اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿١٥﴾ ﴾

(القیمة : 10-15)

''اس دن انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔نہیں نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ آج تو تیرے پروردگار کی طرف ہی قرارگاہ ہے۔آج انسان کو اس کے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہے۔اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔''

اُس دن انسان بھاگنے کی کوشش کرے گا کہ کسی طرح مجھے چھٹکارہ مل جائے۔لیکن چھٹکارہ مل نہ سکے گا۔کیونکہ نیکیاں نہیں ہیں۔جب نیکیاں نہیں ہیں تو چھٹکارہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔اس لیے کہ نیکیوں کے بغیر کوئی چیز کام نہ آئے گی۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ ﴾ (عبس : 33-37)

''جب کہ کان بہرے کردینے والی قیامت آجائے گی۔اس دن آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں اور باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک مشغلہ ہوگا جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہوگا۔''

اندازہ لگائیں انتہائی قریبی بھی ساتھ نہیں دے رہے، بلکہ اپنی فکر میں ہیں۔لیکن اس

موقعہ پر نیکی ساتھ نہ چھوڑے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے مومن کو دنیا کی کسی سخت مصیبت سے نکالا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کسی ہولناک مصیبت سے اسے نکالے گا۔ جس نے تنگ دست کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی مشکلات کو اس کے لیے آسان کردے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہتا ہے۔"[1]



③ ایمان لانا

جدا کفر سے نور ایمان نہ ہوتا
مساجد میں جو ورد قرآن نہ ہوتا

کسی بھی شخص کی کامیابی کے لیے ایمان اور عمل صالح کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک ان دونوں کا اہتمام نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے کیونکہ ان دونوں کا ساتھ ہونا لازم وملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی ایمان کا ذکر کیا ہے۔ عمل صالح کو بھی اس کے ساتھ بیان فرمایا ہے اس لیے کہ عمل صالح ہی ایمان کی مضبوطی کا ضامن ہے۔ اگر عمل نہیں ہوگا تو آہستہ آہستہ ایمان کمزور ہوجائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اس نقصان سے بچانے کے لیے ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کا بھی حکم دیا گیا ہے۔



[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم: 6853۔ سنن ترمذی، ابواب الحدود، رقم: 1435۔

﴿ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴾ (الکھف : 88)

”ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اُس کے لیے تو بھلائی کا بدلہ جنت ہے، اور ہم اسے اپنے احکام میں بھی آسانی ہی کا حکم کہیں گے۔“

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
الْعَظِيْمُ ﴾ (التغابن : 9)

”جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا (یعنی) قیامت کے دن یہ ہار جیت کا دن ہے، اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا، اور اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

ان آیات میں ایمان اور عمل صالح کو جنت کا سبب بتایا گیا ہے یعنی محض ایمان پر تکیہ کرلینا کافی نہیں ہے، بلکہ ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔ اسی سے جنت ملے گی اور انہیں دونوں چیزوں سے دنیا میں بھی عزت وعظمت ملے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪

وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ (النور : 55)

''اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، انہیں ضرور خلافت دے گا زمین میں جیسے ان کے پہلوں کو خلافت دی، اور اللہ ان کے لیے ان کے دین کو ضرور قوت دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند کیا، اور البتہ ان کے لیے خوف کے بعد امن میں بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں گے اور جس نے اس کے بعد ناشکری کی وہی لوگ نافرمان ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ (ص : 28)

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے برابر کر دیں گے جو ہمیشہ زمین میں فساد مچاتے رہیں یا پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟''

یعنی ایسا نہیں ہوسکتا، کیونکہ ایمان اور عمل والے تو کامیاب ترین لوگ ہیں۔ ناکام لوگ ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (العصر)

''زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو

ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

سورۃ العصر کی روشنی میں نجات کی راہ اور جہنم سے چھٹکارا ایمان وعمل صالح کے ساتھ ساتھ دین حق کی تبلیغ اور صبر واستقامت بھی لازم وملزوم ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان نقصان میں، خسارے میں اور ہلاکت میں ہے ہاں! نقصان سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو، اعمال میں نیکیاں ہوں حق کی وصیتیں کرنے والے ہوں، یعنی نیکی کے کام کرنے کی، حرام کاموں سے رکتے ہوں ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہوں، قسمت کے لکھے پر، مصیبتوں کی برداشت پر صبر کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتے ہوں، ساتھ ہی بھلی باتوں کا حکم کرنے اور بری باتوں سے روکنے میں لوگوں کی طرف سے جو بلائیں اور تکلیفیں پہنچیں ان کو برداشت کرتے ہوں اور اس کی تلقین اپنے ساتھیوں کو بھی کرتے ہوں، یہ ہیں جو اس صریح نقصان سے مستثنیٰ ہیں۔''[1]

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(المائدہ : 93)

''ایسے لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ پہلے کھاتے پیتے تھے، جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے اور ایمان رکھتے



[1] تفسیر ابن کثیر : 690/5 .

تھے، اور نیک کام کرتے تھے، پھر اس کے بعد پرہیزگاری کرتے رہے اور ایمان دار رہے، پھر تقویٰ اختیار کیا اور خوب نیک عمل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتا ہے۔''

نیکیاں کرنے کے بعد اگر کوئی کوتاہی ہو بھی جاتی ہے۔ وہ کوتاہی ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ اسی مفہوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مندرجہ ذیل فرمان میں بھی واضح کیا ہے۔

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ﴾ (محمد : 2)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، اس پر بھی یقین کیا جو محمد پر اتاری گئی، دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا دین بھی وہی ہے اللہ نے ان کے گناہ معاف کر دیے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔''

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری نہ ناری ہے

اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے ایک مؤمن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖۗ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ

مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ (مومن : 28)

"ایک مومن شخص نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا اور کہا کہ کیا تم اس شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، اور تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے، اگر وہ سچا ہو تو جن عذابوں کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے وہ کوئی نہ کوئی تو تم پر آ پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں۔"

اندازہ کیجئے کہ اس مومن کے تذکرہ کو قرآن کا حصہ بنا کر ہمیں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ عمل صالح کو اپنائے گا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو عزت وعظمت کی بلندیوں پر پہنچا دیں گے۔

④ اخلاص نیت

نیکیوں کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب اخلاص نیت ہے، یعنی عمل کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنا ہو جب تک عمل میں اخلاص نیت نہ ہوگا۔ اس وقت تک کوئی بھی عمل اللہ کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگا۔ چاہے عمل چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا۔ اخلاص نیت اعمال میں شرط ہے۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے:

«اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى . »[1]



[1] صحيح البخاری، كتاب بدء الوحی، رقم :1.

''اعمال کا دارومدار انسان کی نیت پر مبنی ہے، ہر انسان کے لیے اس کے عمل میں وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔''

یعنی جس قسم کی نیت ہوگی ویسا ہی بدلہ ملے گا، یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ ﷺ کو یہ بتلایا گیا تھا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے کہ جو ہجرت اس لیے کر رہا ہے کہ جس عورت سے وہ شادی کرنا چاہتا ہے وہ بھی ہجرت کر رہی ہے تو اس عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہجرت کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جس نیت سے ہجرت کرے گا اس کو وہی ثواب ملے گا۔ جس نے دنیا کے حصول یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی کاموں کے لیے متصور ہوگی۔ اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ہے اور جس نے ہجرت اللہ اور رسول کے لیے کی ہے تو اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ چنانچہ صحابہ میں اس صحابی کا نام ہی مہاجر ام قیس مشہور ہو گیا۔

مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۱۹﴾ (بنی اسرائیل : 19)

''اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو، اور وہ با ایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ تعالیٰ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی۔''

یعنی جس کی نیکی کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہو۔ اس کی نیکی مقبول ہے۔ وگرنہ کوئی نیکی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ بلکہ تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتی

ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ ﴾

(الماعون: 4-7)

''ان نمازیوں کے لیے ویل ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو ریاکار ہیں، اور برتنے کی چیزیں روکتے ہیں۔''

اخلاص کے بغیر نماز نے کچھ فائدہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ جہنم کا ایندھن بنوادیا، کیونکہ اخلاص نہیں ہے، جب تک اخلاص نہیں ہے۔ جنت نہیں مل سکتی۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی کسی ایسے علم کو حاصل کرے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا نہیں، بلکہ دنیاوی جاہ وحشمت مقصود ہے،تو وہ آدمی قیامت کے روز جنت کی ہوا بھی نہیں پائے گا۔''[1]

اندازہ کیجئے بغیر اخلاص کے علم جیسی نیکی بھی قبول نہیں ہے۔ بلکہ کوئی نیکی نیکی رہتی ہی نہیں ہے۔ارشادفرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر الله، رقم: 3664۔ سنن ابن ماجه، کتاب العلم، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، رقم: 252۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ (البقرہ : 264)

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار مینہ برسے وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگے گی۔ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دکھاتا۔''

معلوم ہوا کہ اخلاص کے بغیر نیکی قبول نہیں ہے، اس لیے اللہ کے بندوں نے اخلاص کو اپنانے کی طرف ہمیشہ خصوصی توجہ دی ہے، اور اس کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

یحییٰ ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ عمل سے پہلے اخلاص نیت کو سکھاؤ۔ کیونکہ عمل سے زیادہ ضروری ہے۔''

⑤ مسابقت

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ
کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ

نیکی چونکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، جب تک عمل صالح نہ ہوگا نجات ممکن نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی طے ہے کہ کسی بھی شخص کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کو موت کب اور کہاں آجانی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ موت اچانک ہی آجائے اور اس انسان کو سمجھنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اگر موت اچانک آگئی اور اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی اور برائیوں سے بھرا

ہوا ہے تو انجام کیا ہوسکتا ہے؟ ہر معمولی فکر وسوچ رکھنے والا انسان اس کا نتیجہ نکال سکتا ہے اور جان سکتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جو موقعہ بھی نیکیوں کا میسر آجائے۔ اس میں قطعاً سستی نہیں آنی چاہیے، بلکہ نیکی کے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فی الفور نیکی کرنی چاہیے۔ بلکہ نیکی میں مسابقت سے کام لینا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٤٨﴾ ﴾ (البقرہ : 148)

"تم نیکیوں کی طرف دوڑو، جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تعالیٰ تمہیں لے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾ ﴾

(الحدید : 21)

"آؤ دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان کے لیے بنائی گئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔"

﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾ (المائدہ : 48)

''ہم نے مقرر کیا ہے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ دستور اور جدا راستہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں ایک امت کر دیتا، لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہیں وہ اس میں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا ہے، پس نیکیوں میں سبقت کرو، تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، وہ تمہیں بتلا دے گا جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے۔''

مذکورہ بالا تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نیکیوں میں سبقت کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ بندے اللہ کی جنت اور مغفرت کو حاصل کرلیں۔ کہیں حکم عزماً دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیات سے واضح ہے اور کہیں نیکیوں میں سبقت کرنے کا حکم ترغیباً دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾﴾ (بنی اسرائیل : 19)

''اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو، اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے وہ کرتا بھی ہو، اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدر دانی کی جائے گی۔''

یعنی جو آخرت میں کامیابی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ نیکیوں کے حصول میں خوب محنت اور کوشش کرے۔ کیونکہ نیکیوں میں سبقت ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنٰفِسُوْنَ ۝ ﴾ (المطففین : 25-26)

''یہ لوگ سربمہر خالص شراب پلائے جائیں گے جس پر مشک کی مہر ہوگی، رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیے۔''

جو شخص بھی مذکورہ انعام حاصل کرنا چاہتا ہے اور جنت میں عزت وشرف حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ نیکیوں کے کاموں میں خود شوق پیدا کرے تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ بصورت دیگر تباہی اور بربادی مقدر اور نصیب ہوگی جو کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی ہوگی۔

⑥ جد وجہد

ہوا اندلس ان سے گلزار یکسر
جہاں ان کے آثار باقی ہیں اکثر

جدوجہد، کوشش بھی نیکی کے بڑے اسباب میں سے ہے۔ نیکی کی توفیق انہی کو ملا کرتی ہے جو نیکی کا ارادہ کرتے ہیں، اور اس کی جستجو میں رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ (العنکبوت : 69)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔''

جو نیکی کے لیے محنت اور کوشش کرتے ہیں یعنی کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے مشقت اٹھاتے ہیں تو ہم ان کو سیدھی راہ ضرور دکھا دیں گے یعنی نیکی کرنے کی توفیق بھی

عطا فرمائیں گے۔ لیکن یہ ہوگا اس وقت ہی کہ جب انسان محنت اور کوشش کرے۔ حقیقت کو جاننے کے لیے جدوجہد کرے۔ بصورت دیگر بھٹکنے اور راہ حق سے دور ہونے کا اندیشہ موجود ہے۔ کیونکہ جب خود محنت نہ کرے گا تو دوسروں پر انحصار کرے گا اور دوسرے جس بھی راستے پر چل رہے ہوں گے وہ اس راستے پر مکمل مطمئن ہوں گے اور جو بھی ان پر انحصار کرے گا تو وہ یقیناً اس کو بھی اسی پر مطمئن کریں گے چاہے وہ حق پر ہوں یا نہ ہوں۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ ﴾

(الروم :30-32)

”آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی یہی راست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو، اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، اور ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن و خوش اور نازاں و فرحاں ہے۔“

اندازہ کیجئے ہر شخص اپنے طریقہ پر مطمئن ہے لیکن اس کا اطمینان حق ہونے کی دلیل نہیں ہے، بلکہ حق وہ ہے کہ جو قرآن وحدیث کی شکل میں موجود ہے۔اس حق تک پہنچنے کی توفیق تو اسی کو ملے گی کہ جو اس کے لیے محنت کرے گا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ ﴾ (المائدہ : 35)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کی طرف نزدیکی وقربت کی جستجو کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پا سکو۔''

کامیابی اس وقت ملے گی کہ جب نیکی کے لیے تمام ذرائع کا استعمال کیا جائے گا یعنی صحیح علم حاصل کرنا اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا صحیح منہج تک پہنچنے کے لیے محنت کرنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے اور یہی چیز اس کے لیے مفید ہے تا کہ دوسروں پر اعتماد نہ کرنا پڑے جیسا کہ آج ہم سے اکثریت کی یہ صورت حال بن چکی ہے کہ لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿٤١﴾ ﴾

(النجم : 38-41)

''کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔اور یہ کہ بے شک اس کی کوشش بھی عنقریب دیکھی جائے گی اور پھر اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

﴿ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٥﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ (العنکبوت : 5-6)

''جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید ہو اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت یقیناً آنے والا ہے وہ سب کی سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے، اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔''

ان دونوں آیات کے معنی ومفہوم پر غور فرمائیں تو بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ جو وہ کوشش کرے گا۔ یعنی اگر حق تک پہنچنے کی تڑپ ہے تو حق ضرور ملے گا صحیح چیز پر عمل کرنے کی توفیق بھی ملے گی۔ بصورت دیگر نقصان کا بہت زیادہ اندیشہ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ ﴾

(النجم : 29-30)

''تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑ لے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے کچھ نہ ہو۔ یہی ان کے علم کی انتہا ہے آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا، اور وہی خوب واقف ہے اس سے بھی جو ہدایت یافتہ ہے۔''

جو شخص دین کی طرف آنا چاہتا ہی نہیں ہے۔ اس کو ہدایت کیسے مل سکتی ہے جو حقیقت کو

جاننا نہیں چاہتا ہے۔ وہ حقیقت تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ جو نیکی کی تڑپ اور جستجو نہیں کرتا۔ اس کو نیکی کی توفیق کیسے مل سکتی ہے۔جس طرح کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ ﴾

(الرعد : 11)

''اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ (اس وقت تک) نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔''

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

وہ حالت کس طرح تبدیل ہوتی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ۙ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ۙ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ۙ ﴾ (الشمس : 7-9)

''قسم ہے نفس کی، اور اسے درست بنانے کی۔ پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور تقویٰ کی راہ پر چلنے کی،جس نے اس نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوگیا۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

(الانعام : 125-126)

''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے، اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا۔''



⑦ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون

نیکی فلاح اور کامیابی کا دوسرا نام ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے کامیابی چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ .»[1] ...... ''کہ دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔''

نیکی کامیابی ہے، مومن دوسرے مومن کی کامیابی چاہتا ہے، تو پھر دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس پر معاشروں کی کامیابی کا انحصار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ مہربان نے اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:



[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة، رقم: 55.

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾

(التوبة : 119)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

اس آیت میں ہمیں سچوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔سچائی عظیم نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔جس کا مطلب ہے نیکی والے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دو۔اللہ تعالیٰ نے اسی مفہوم کو بالکل دوٹوک انداز میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾

(المائدہ : 2)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ادب والے مہینوں کی اور نہ حرام میں قربان ہونے والوں اور پٹے پہنچائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کی طرف جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں ہاں جب تم احرام اتار لو تو شکار کھیل سکتے ہو اور جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے

روکا تھا ان کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔''

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون معاشروں کی اصلاح کا باعث اور کامیابی کا راز ہے۔ اس بات کو اللہ کے بندے بخوبی جانتے ہیں۔ اسی لیے وہ لوگوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کو تعاون پر آمادہ کرتے ہیں۔ ان کو شوق دلاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے اور پیغمبر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾﴾ (الصف : 14)

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ جس طرح مریم کے بیٹے عیسیٰ نے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں میرا مددگار بنے گا، حواریوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مددگار ہیں، پھر بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا تو ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی پھر وہ غالب آگئے۔''

اس آیت میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ پر تعاون مانگ رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی تبلیغ پر تعاون بہت ہی اہم کام ہے۔ ایسے کام ایک دوسرے کے

تعاون سے ہی پورے ہوتے ہیں لہٰذا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے تاکہ نیکی پر عمل آسان ہوسکے اور معاشرہ کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہوسکے۔ جس طرح کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ ﴾ (الانفال: 72)

''جولوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو ایمان لائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی تمہارے لیے ان کی کچھ رفاقت نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ ہاں! اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے سوائے ان لوگوں کے کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تم جو کچھ کرتے رہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے۔''

یعنی جب تک تم نیکی اور راہِ الٰہ العالمین میں ایک دوسرے کے مددگار نہیں بن جاتے اس وقت تک تمہارے آپس کا تعلق بھی بیکار اور کمزور ہوگا۔

⑧ رضائے الٰہی مطمع نظر ہو

نیکی کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ کسی طرح اللہ راضی ہو جائے۔ جب یہ مقصد سامنے ہوگا تو پھر نیکی میں تسلسل قائم ہو جائے گا اور نیکی کرنے کا شوق زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا جائے گا کیونکہ یہ فکر نیکی کے بے لوث تصور کو دل میں اجاگر کرتی ہے جب نیکی تمام مفادات سے بالاتر ہو کر کی جائے تو ایسی نیکی کرنے کا مزا بھی آتا ہے اور اس نیکی پر ہمیشگی بھی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ نیکی کا اجر رب سے لینے کا تصور دل میں موجود ہوتا ہے نہ اجر ختم ہو سکتا ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کا شوق کبھی ختم ہونے پائے گا۔ اسی وجہ سے رب تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر یہ حکم دیا ہے کہ نیکی کا اصل مقصد اللہ کی رضا ہونی چاہیے۔ اللہ کے نیک بندے اپنی نیکیوں کے ذریعے اللہ کو راضی کرنا پسند کرتے ہیں اور اسی اللہ کی رضا کے لیے نیکیاں کرتے ہیں:

﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾

(الدھر : 9)

”ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔“

اور رضائے الٰہی کے متلاشیوں کا اجر و ثواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا

تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲۶۵﴾ (البقرہ : 265)

''ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا دے اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔''

نیکی کرتے ہوئے دل و دماغ اللہ کی طرف متوجہ ہو یعنی رب کو راضی کرنا مقصد ہو۔ کیونکہ یہی سوچ کامیابی کی ضامن ہے۔ اسی سوچ کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔ بصورت دیگر ناکامی کے سوا کوئی انجام نہیں ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی تکلیف سے کافی ہوجاتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہا اسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔''[1]

جس کا اصل مقصد رب کو راضی کرنا ہو۔ اس کے بدلے میں چاہے ساری دنیا ہی ناراض کیوں نہ ہوجائے، اللہ اس کو کافی ہوجائے گا۔ دنیا کی ناراضگی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ لیکن اگر اس نے دنیا کو راضی کرنے کے لیے رب کو ناراض کر دیا تو پھر اگر اس نے توبہ نہ کی اس کو اس کا یہ عمل برباد کر دے گا اور اس کے باقی تمام اعمال کو بھی ضائع کر دے گا۔

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ



[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم : 2414۔ سلسلة الصحيحة، رقم :2311.

دُنْيَاهُ . »[1]

''جس نے اپنی تمام سوچوں کا مرکز ومحور آخرت کو بنالیا تو دنیا کے تمام مصائب کے بارے میں اللہ اس کو کافی ہو جائے گا۔''

⑨ نیکی کو حقیر نہ جاننا

نیکی اللہ کی رضا مندی، اس کی محبت، فضل اور رحمت کا باعث ہے۔ اس وجہ سے نیکی کو کبھی بھی حقیر نہیں جاننا چاہیے۔ موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فی الفور نیکی کو کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بسا اوقات معمولی اور چھوٹی چھوٹی نیکیاں نجات کا ذریعہ بن جایا کرتی ہیں۔

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھو خواہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات ہی کیوں نہ ہو۔''[2]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔''[3]

امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ایک مسکین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور ان کے سامنے انگور رکھے تھے، انہوں نے ایک آدمی سے کہا: ایک دانہ انگور کا اٹھا کر اس کو دے، وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دانہ کئی ذروں کے



[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، رقم: 4106- المشكاة، رقم: 263- التعليق الرغيب: 83/4- محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، رقم: 6690.

[3] سنن ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء طلاقة الوجه وحسن البشر، رقم: 1970- التعليق الرغيب: 264/3- محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

برابر ہے۔‘‘ (1)

یعنی راوی نے ایک دانہ صدقہ کو معمولی جانا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دانہ تو کئی ذروں کے برابر ہے۔ جبکہ اللہ نے تو یہ خبر دی ہے کہ ایک ذرہ کے برابر بھی اگر کوئی نیکی ہوگی تو اس کو بھی نیکی کرنے والے کے ساتھ لاکر رکھ دیا جائے گا۔ جیسا کہ رب تعالیٰ کے کلام حکیم میں ہے۔

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ ﴾ (الزلزال : 7)

’’پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے قیامت کے دن دیکھ لے گا۔‘‘

فائدہ:...... اور ذرہ چیونٹی سے بھی چھوٹی چیز ہے، اور بعض نے کہا: سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاعوں میں گرد وغبار کے جو ذرات نظر آتے ہیں وہ ذرہ ہے۔ یہ تو ایک دانہ ہے جو کہ ذرات سے کہیں زیادہ ہے، تو ہمیں اس کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ اس پر بھی اجر کی امید کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ قدردان ہے، اپنے بندوں کی نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کو معمولی سے معمولی نیکی پر بھی اجر دیتا ہے نیکی کو بڑھاتا رہتا ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ جل جلالہ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو، تو جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اس صدقہ کو اللہ جل جلالہ ہتھیلی پر رکھتا ہے، اور پروردگار اس کی پرورش کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھڑے کو یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔‘‘ (2)



(1) موطا امام مالك، باب الترغيب فى الصدقة، حديث، رقم :259 .

(2) صحيح بخارى، كتاب الزكوٰة، باب الصدقه من كسب طيب، رقم : 1410 .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس نے راستے میں کانٹوں کی ٹہنی دیکھی اس کو سرکا دیا، اللہ تعالیٰ کو اس کا کام پسند آیا اور اسے بخش دیا۔''①

اس قدر معمولی سی نیکی پر بھی اللہ نے یہ اجر دیا کہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اپنی جنت کا وارث بنا دیا۔

⑩ نیکی اس عقیدے سے ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے

جو بھی نیکی ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے، اور وہ نیکی اللہ کے علم میں ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾﴾ (البقرہ: 197)

''تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ زادِ سفر لے لیا کرو، اور سب سے بہتر زاد اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے، اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔''

حکیم لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ



① صحيح بخاری، کتاب البر والصلة، باب فضل ازالة الاذی، رقم: 2472.

خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ (لقمان :16)

''پیارے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی خود کسی پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔''

معمولی سے معمولی نیکی کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ یعنی ہدایت یافتہ بندوں کے کردار کا اور ناشکروں کی کرتوتوں کا علم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ ﴾ (القلم : 7)

''بے شک تیرا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو خوب جانتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت یافتہ بندوں کے لیے ان کی نیکیوں کو نجات کا ذریعہ بنائے گا۔ لیکن کافروں کے اعمال کا ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءًؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَاؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾ ﴾ (النور : 39-40)

”اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔ یا (پھر ان کے اعمال کی مثال) مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو پھر اوپر سے بادل بھی چھائے ہوئے ہوں الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے درپے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝۲۳ ﴾

(الفرقان : 23)

”اور انہوں (کافروں) نے جو اعمال کیے تھے، ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر انہیں اڑتا ہوا غبار کر دیں گے۔“

﴿ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ ﴾ (الحجرات : 17-18)

”آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لائے، آپ فرما دیں تم مجھ پر اپنے

اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے اور اللہ وہ سب کچھ دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔''

﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ ﴾ (مومن : 19)

''وہ آنکھوں کی خیانت اور پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔''

مذکورہ تمام کی تمام آیات اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہر ایک نیکی کا علم ہے چاہے وہ چیز ظاہراً ہو رہی ہو یا چھپ کر ہو جس انداز میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو سینوں کے راز تک کو جانتا ہے تو بری باتوں کو کیوں نہ جانے گا۔ یقیناً جانے گا لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے کردار کے معاملہ میں اپنے رب سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے۔

(11) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا

کسی بھی معاشرہ کی بقا اور ترقی اس بات میں مضمر ہے کہ اس معاشرہ میں نیکی سے محبت اور برائیوں سے نفرت کس قدر ہے؟ جس قدر نیکیوں سے محبت اور برائیوں سے نفرت ہوگی۔ اس قدر ہی وہ معاشرہ ترقی کرے گا۔ لیکن جس قدر برائیوں سے پیار اور نیکی سے نفرت ہوگی اس قدر ہی معاشرہ تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾ ﴾ (بنی اسرائیل : 16)

''جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو ان کے صاحب ثروت

لوگوں کو برائیوں پر لگا دیتے تو وہ اس میں برائیاں کرتے ہیں تو ہماری بات ثابت ہو جاتی ہے اور ہم ایسی بستی برباد کر دیتے ہیں۔''

اسی خوف اور ڈر کی وجہ سے اللہ کے بندے نیکی کا حکم اور برائی کی باتوں سے روکتے ہیں۔ یعنی مومنین کے اوصاف حمیدہ میں سے امر بالمعروف والنہی المنکر بھی ایک عظیم الشان وصف ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ ﴾ (التوبہ : 112)

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ایسے مومنین کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ ﴾ (التوبہ : 71)

''مومن مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کے مدد و معاون اور دوست ہیں وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی

بات مانتے ہیں، وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا حکمت و درست کاری والا ہے۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر محض ابتغاءً لو اللہ اجر عظیم کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ ﴾ (النساء : 114)

''ان کی اکثر سرگوشیاں بے فائدہ ہیں، ہاں بھلائی اس آدمی کی سرگوشی میں ہے جو خیرات یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے، جو شخص یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔''

لیکن برائیوں کی طرف رہنمائی کرنا، برائیوں کی ترغیب دینا، برے کاموں میں لگا دینا، یہ گمراہ اور بدبخت قوموں کا کام ہے جو کہ لعنتی ہیں، اور ساری کائنات بشمول اللہ کے نیک اور صالح بندے کے ان پر لعنت کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾

(المائدہ : 78-79)

''بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس

وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے، اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے، آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔''

اور جو روکتے تو ہیں لیکن خود نہیں رکتے، بلکہ ان کا جذبہ صرف زبانی جمع خرچ تک رہتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝﴾ (الصف : 2-3)

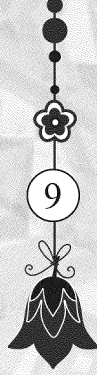
''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اس بات کا کہنا جو تم کرتے نہیں، اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔''

چنانچہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا جس سے اس کی آنتیں آگ میں ابل کر گر پڑیں گی، وہ شخص اس کے گرد اس طرح گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، اس حالت کو دیکھ کر جہنمی اس کے گرد اکٹھے ہوں گے اور کہیں گے اے فلاں! تیرا یہ حال کیوں کر ہوا؟ کیا تو ہمیں نیکی اور بھلائی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں! میں یہی کرتا تھا لیکن میں دراصل تمہیں بھلائی سکھاتا تھا، خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ تمہیں برائی سے روکتا تھا لیکن میں خود اس سے باز نہیں آتا تھا۔''[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوق، رقم: 3267.





نیکیوں کے آداب وتقاضے

① نیکی اور برائی میں تمیز کرنا

نیکی اور برائی میں امتیازی حیثیت یہ ہے کہ نیکی اللہ اور رسول ﷺ کے فرامین پر عمل کرنے کا نام ہے۔ جبکہ برائی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کا نام ہے۔

یہ نیکی اور برائی کی وہ تمیز ہے کہ جو ہمارے سامنے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے عموماً آتی ہے۔ نیکی اور برائی کی تمیز ایک اور حیثیت سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلائی ہے وہ اس طرح ہے کہ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے جبکہ برائی وہ ہے کہ جو تیرے سینے میں کھٹکے یعنی تیرا دل بے چین ہو جائے اور اس چیز کا لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جانا تجھے پسند نہ ہو تو سمجھ لے کہ یہ برائی ہے۔ سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

«سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.»[1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور برائی وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے نہ پسند ہو۔"

یعنی نیکی اور برائی میں تمیز انسان کا ضمیر بھی کر دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے



[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تفسیر البر والاثم، رقم: 2553.

اندر ایسا مادہ رکھا ہے ایسی قوت رکھی ہے کہ جو اس کو نیکی اور برائی پر متنبہ کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ اپنے ضمیر کو مار کر برائی پر ہی اڑا رہے یہ سراسر اس انسان کا قصور ہے نہ کہ کسی اور کا کہ برائی کے راستے کو اپنا لیتا ہے اور نیکی کے راستہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ وگرنہ رب نے تو اس کی دونوں طرف رہنمائی کی ہے۔ دونوں قوتیں اس میں جمع کردی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ ﴾

(الدھر : 3)

''ہم نے اسے راہ دکھائی خواہ وہ شکرگزار بنے خواہ ناشکرا۔''

اب یہ اس کا معاملہ ہے کہ یہ کس کو اپناتا ہے لیکن اگر اس نے برائی کے راستہ کو اختیار کیا تو یہ راستہ تباہی اور بربادی کا راستہ ہے۔ ناکامی کا ہی منہ دیکھے گا، کامیابی کبھی نصیب نہ ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسْتَغْنَىٰ ﴿٨﴾ ﴾ (اللیل : 8)

''لیکن جو بخیلی کرے گا اور بے پرواہی برتے گا۔''

﴿ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا ﴿١٠﴾ ﴾ (الشمس : 10)

''اور جس نے اسے گناہوں تلے دبا دیا وہ ناکام ہوا۔''

یعنی جس نے شریعت الٰہیہ کے احکام کو پیٹھ پیچھے چھوڑا وہ ناکام و نامراد ہے۔ اور ناکامی اور نامرادی پر اس وقت تک لگا رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آ کر ان کو گھیر نہ لے کیونکہ برائی سے دل سیاہ اور پتھر ہو جایا کرتے ہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهٗ، وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤﴾ (مطففين:14).»[1]

''یقیناً مؤمن آدمی جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے، اگر وہ آدمی توبہ واستغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر گناہ کثرت سے کرتا چلا جائے تو یہ سیاہ نشان (بھی) بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ اس آدمی کے دل پر وہ غالب آ جاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے! ہرگز نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں کی سیاہی ان کے دلوں پر چڑھ گئی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝٧٤﴾ (البقرہ: 74)

''پھر اس کے بعد تمہارے دل (نافرمانی کے سبب) پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے بعض پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے



[1] سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة ویل المطففین، رقم: 3334۔ التعلیق الرغیب: 268/2۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

ہیں اوران سے پانی نکل پڑتا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اورتم اللہ تعالیٰ کواپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔‘‘

② نیکی پر استقامت اختیار کرنا

نیکی ظاہراً ایک مشکل چیز کا نام ہے کیونکہ نیکی اللہ کے کسی حکم کی پابندی کا نام ہے۔ انسانی طبیعت پابندی کو قبول کرنے کے لیے فطرتاً تیار نہیں ہے۔ گواس کا نتیجہ کچھ ہو۔ اس وجہ سے نیکی صبر آزما کام ہے اور یہ کام مومنوں کا ہے کہ ان کا اصل کام رب کو راضی کرنا ہوتا ہے، اس راستہ میں جتنی بھی تکالیف آتی ہیں، وہ ان کو برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی طبیعت نیکی کی وجہ سے صبر اور برداشت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ کافر کو کبھی بھی نصیب نہیں ہوتی اور نصیب بھی کیسے ہو وہ تو نیکی سے دور ہوتا ہے جبکہ نیکی صبر کا سبب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ ﴾ (هود: 9-11)

’’اگر ہم انسان کو کسی نعمت کا ذائقہ چکھا دیں، پھر وہ اس سے لے لیں تو وہ بہت ہی ناامید اور بڑا ہی ناشکرا بن جاتا ہے۔ اگر ہم اس کو کوئی رحمت پہنچائیں اس سختی کی وجہ سے جو اسے پہنچ چکی تھی تو وہ کہنے لگتا ہے بس برائیاں مجھ سے جاتی رہیں یقیناً وہ بڑا ہی خوش ہو کر فخر کرنے لگتا ہے۔ سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں انہیں لوگوں کے لیے

بخشش بھی ہے اور بہت بڑا نیک بدلہ بھی ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝٣٠ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝٣١ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝٣٢ ﴾ (حم السجدہ : 30-32)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے، پھر اس پر ڈٹے رہے، اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور اُس جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار رہے، اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور وہاں تمھیں ہر وہ چیز ملے گی جس کا کل تمہارا نفس خواہش کرے گا، اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے۔ بڑے معاف کرنے والے، بے حد رحم کرنے والے اللہ کی جانب سے تمھاری میزبانی ہوگی۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''فرشتے مومنوں سے جان کنی کے وقت کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں آپ کے ساتھ رہے، آپ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، خیر کی توفیق دیتے رہے ہیں، اور اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ قبروں میں اور صور اسرافیل کے وقت آپ کے

مونس ہوں گے، قبروں سے اٹھائے جانے کے وقت آپ کو اطمینان دلائیں گے، اور ہم آپ کو پل صراط پار کرا کے جنت تک پہنچا دیں گے۔ اور جنت میں آپ کو ہر وہ چیز ملے گی جسے آپ کا دل چاہے گا، اور جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، یہ تمام نعمتیں آپ کے غفور رحیم رب کی طرف سے آپ کی میزبانی کے لیے ہوں گی۔''[1]

③ نیکی، برائی اور کراماً کاتبین

انسان جو بھی کردار اپناتا ہے چاہے وہ نیکی کی شکل میں ہو یا برائی کی۔ وہ کلام کی شکل میں ہو یا اعمال کی یا جو کام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے اس کے تمام کردار کو بہت ہی زیادہ احتیاط کے ساتھ نوٹ فرما رہے ہیں کہ جس میں ایک ذرہ برابر غلطی کا احتمال نہیں ہے اور کسی کمی اور کوتاہی کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ ﴾ (الطارق : 4)

''کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو۔''

دوسرے مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝١٨ ﴾ (ق : 18)

''انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا



[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة.

تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار : 10-12)

''یقیناً تم پر نگہبان عزت والے لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ بھی تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔''

اندازہ کریں فرشتے ہر بات کو نوٹ کر رہے ہیں، مکمل ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ ﴾ (بنی اسرائیل : 13-14)

''ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پائے گا خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے آج تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔''

ان دونوں آیات کے معنی اور مفہوم پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ انسان اپنی زندگی کا ریکارڈ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ اس میں تو نہ کسی چھوٹی غلطی کو چھوڑا گیا ہے اور نہ ہی کسی بڑی غلطی کو۔ بلکہ جو کچھ کیا دھرا ہوگا وہ سب کچھ سامنے آ جائے گا، اس کو کہہ دیا جائے گا اپنے کرتوت خود ہی پڑھ لے۔ جب نامہ اعمال کو اس قدر مکمل اور شفاف دیکھیں گے تو تمام کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں گی کسی قسم کا کوئی عذر باقی نہ رہے گا، تو بے بس ہو کر زمین پر گر پڑیں گے۔

﴿ وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ ﴾ (الجاثیه : 28)

''اور آپ دیکھیں گے کہ ہر امت گھٹنوں پر گری ہوئی ہر فرقہ اپنے نامہ اعمال

کی طرف بلایا جائے گا، آج تمہیں اپنے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔''

جیسا کردار ویسا بدلہ مل گیا ہے یہ تو یہی سوچتے تھے کہ کون پوچھے گا۔ اس قدر باریک حساب وکتاب کون کرے گا؟ لہٰذا ہم بچ جائیں گے لیکن یہ ان کی خام خیالی ہی رہی۔ جو کبھی حقیقت نہ بن سکی۔

﴿ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ ﴾ (الجن : 10-12)

''ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں پر کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے اور یہ کہ بے شک بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں۔ ہم مختلف فریق ہیں ہمیں کامل یقین ہوگیا کہ ہم اللہ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کرسکتے اور نہ بھاگ کر ہم اسے ہرا سکتے ہیں۔''

④ نیکی یہ سمجھ کر کی جائے کہ اللہ اسے کبھی ضائع نہیں کرتا

نیکی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی یا حقوق العباد سے متعلقہ ہو، کبھی ضائع نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ ضرور عطا فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝۹۴ ﴾ (الانبیاء : 94)

''جو بھی ایمان لے آنے کے بعد نیکی کرے گا ہم اس کی کوشش کی ناقدری نہ کریں گے اور بلاشبہ ہمارے لکھنے والے اس کو لکھ رہے ہیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾ ﴾ (البقرہ : 158)

''اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی قدر دان اور خوب جاننے والا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ ﴾ (آل عمران : 195)

''تم میں سے کسی عمل کام کرنے والے کے کام کو خواہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔''

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو کبھی بھی ضائع نہیں کرتا بلکہ نیکی کرنے والے کو اس کی نیکیوں کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾ ﴾ (الاعراف : 170)

''اور جو لوگ نماز کے پابند ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔''

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ ﴾

(یوسف : 90)

''جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرلے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکو کار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

⑤ نیکی استطاعت کے مطابق کرنا

نیکی اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی کا نام ہے، اور کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ انسان ہر حال میں اللہ کی رحمت کا محتاج ہے۔ دیکھئے ایوب علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے آزمائشوں کے بعد بے پناہ احسانات کیے، ایک دفعہ غسل فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سونے کی ٹڈیوں کی بارش برسا دی۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام ان ٹڈیوں کو اکٹھا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے ایوب! کیا میں نے تم کو ان چیزوں سے بے نیاز نہیں کر دیا۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام نے جواب دیا: کہ میں تیری برکت اور رحمت سے تو کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ [1]

نیکی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دوسرا نام ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے عمل میں تسلسل پیدا کیا جائے اور ایسا اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب انسان اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق عمل کرے۔ جب کوئی طاقت سے بڑھ کر عمل کرے گا تو اکتا کر عمل کو چھوڑ بیٹھے گا جس کو شریعت قطعاً پسند نہیں کرتی۔

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ ایسی عورت ہے جو سوتی نہیں، اور نماز پڑھتی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا: عمل اتنا کرو جتنی تم کو طاقت ہو۔'' [2]



① صحيح بخاری، كتاب الغسل، رقم: 279.

② صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل...... رقم: 785.

آپ ﷺ نے اُس عورت کی تعریف نہیں کی، بلکہ ایک انداز سے ڈانٹ پلائی ہے کہ اللہ اجر دینے سے نہیں اکتائے گا۔ بلکہ تم نیکیاں کر کے تھک جاؤ گے تو پھر اپنے آپ کو مشکل اور پریشانی میں ڈالنے کا کیا فائدہ؟ کیا تم اللہ کے اجر کو ختم کر لو گے یقیناً ایسا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اپنی طاقت کے مطابق عمل کرو جو طاقت میں نہ ہو اس کو مت کرو۔ یہ رحم و کرم تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود بھی کیا ہے کہ انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ ﴾

(الاعراف: 42)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کام نہیں بتلاتے، ایسے لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

⑥ نیکی اور عملِ ذاتی

نیکی کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ نیکی کا حکم دوسروں کو بھی دیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نیکی پر خود بھی عمل کیا جائے۔ جب تک خود عمل نہ کریں گے اس وقت تک نیکی کی تبلیغ مؤثر نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے اللہ کے بندوں نے ہمیشہ نیکی کی دعوت کے ساتھ ساتھ خود بھی عمل کر کے دکھایا ہے۔ دیکھئے اللہ مہربان نے سیّدنا شعیب علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں اُن کی اس بات کو بھی بیان فرمایا ہے:

﴿ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾ (هود: 88)

''کہا: اے میری قوم! دیکھو تو میں اپنے رب کی طرف سے ظاہر دلیل لیے ہوئے ہوں، اس نے اپنے پاس سے مجھے بہترین روزی دے رکھی ہے، میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہاری مخالفت کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں۔ میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے میری توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔''

یعنی میں اگر تمہیں نیکی کا حکم دیتا ہوں ایسا نہیں ہے کہ میں تمہیں تو نیکی کا حکم دوں اور خود اس پر عمل نہ کروں، بلکہ میں تو تم سے پہلے بھی اس نیکی پر عمل کر چکا ہوں۔ لیکن اگر نیکی کا حکم تو دوں لیکن نیکی پر خود عمل پیرا نہ ہوں تو یہ بات درست نہ ہوگی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَ تَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٤٤﴾ (البقرہ: 44)

''کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔''



⑦ نیکی کو فراموش نہ کیا جائے

نیکی کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ نیکی کرنے والے کی نیکی کو کسی بھی انداز سے

فراموش نہیں کرنا چاہیے، بلکہ کوشش کرنی چاہیے کہ نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا بدلہ ضرور دیا جائے لیکن اگر بدلہ دینے کی استطاعت نہیں ہے تو کم از کم اس کو دعائیں تو ضرور دینی چاہئیں کیونکہ شریعت کی یہی چاہت ہے۔

چنانچہ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس کسی سے نیکی کی جائے وہ نیکی کرنے والے کو «جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا»...... ''اللہ تجھے بہتر بدلہ دے'' کہے تو اس نے پورا پورا شکریہ ادا کیا۔''[1]

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ نیکی کرنے والے کو کم از کم دعا دی جائے اور دعا بھی یہ دی جائے کہ اللہ تجھے اس کا بہتر بدلہ دے۔ نیکی کرنے والے کو دعا دینے سے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ شکر کے جذبات کا پیدا ہونا اللہ کے نیک بندوں کی علامت و پہچان ہے جبکہ جو باغی اور سرکش ہوتے ہیں، وہ احسان فراموش ہوتے ہیں۔ نیکی کرنے کے جذبات ان میں قطعاً نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی سرکش قارون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۞ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف رقم: 2035۔ المشكاة، رقم: 3024۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ ﴾ (القصص : 76-77)

''قارون تھا تو قوم موسیٰ علیہ السلام سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت کہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیا کے حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو یقین مان کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

⑧ نیکی میں غفلت نہ برتی جائے

غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

نیکی چونکہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے۔ مومن ہر وقت اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کی جستجو میں رہتا ہے، لہٰذا مؤمن کبھی بھی نیکی سے غافل نہیں ہوتا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ ﴾ (النور : 37)

''ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس

دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔''

اہم سے اہم کام بھی مومن کو نیکی سے غافل نہیں کرتا۔ بلکہ مومن نیکی کی تلاش اور جستجو میں رہتا ہے، جیسے ہی موقع ملے فی الفور نیکی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اسی بات کا تقاضہ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢﴾

(الکوثر :1-2)

''یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ۝٩﴾

(المنافقون : 9)

''اے مسلمانوں تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کریں جو ایسا کریں گے وہ بڑے ہی گھاٹا پانے والے لوگ ہیں۔''

یعنی جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائیں وہ بڑا ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ وہ نقصان کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ اس لیے مومن کبھی بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔ لیکن کافر چونکہ بے عقل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے لیے ہمیشہ نقصان کو پسند کرتا ہے اور اللہ کی یاد سے اور دیگر نیکیوں سے ہمیشہ غافل رہتا ہے اور رب کے فرامین کو مذاق سمجھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝٢ ﴾ (الانبیاء: 2)

''ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نئی نئی نصیحت آتی ہے اسے وہ کھیل کود سمجھ کر ہی سنتے ہیں۔''

یعنی کافر فرامین الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسا کرنے کی وجہ حماقت اور دنیا کی محبت ہے۔ حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝٢٠ ﴾ (الحدید: 20)

''خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ زینت اور آپس میں فخر و غرور اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ خشک ہوجاتی ہے تو زرد رنگ دکھائی دینے لگتی ہے پھر وہ بالکل چورا چور ہوجاتی ہے۔ اور آخرت میں برے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے، اور نیکوں کے لیے اللہ کی مغفرت اور رضا مندی ہے اور دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔''

حساب کا دن قریب آ چکا ہے لیکن یہ لوگ مسلسل غافل ہیں نیکی کی طرف توجہ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ ان کی یہ سوچ اور فکر ان کو تباہ و برباد کردے گی، کیونکہ نیکی سے غفلت اختیار کرنے والوں کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی ؕ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ ﴾ (الفجر : 23-24)

''اور اُس دن جہنم سامنے لائی جائے گی، اُس دن آدمی نصیحت حاصل کرے گا، اور تب نصیحت اسے کیا فائدہ پہنچائے گی۔ وہ کہے گا، اے کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے نیک اعمال کو پہلے بھیج دیا ہوتا۔''

⑨ نیکی یقین کے ساتھ کی جائے

نیکی یقین کے ساتھ کی جائے تو ایمان میں تازگی اور بہار آ جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے ایمان مزید مضبوط اور پختہ ہو جاتا ہے اور ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔ اسی نقطہ کی طرف اشارہ اور اپنی مہربانی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں بیان فرمایا ہے:

﴿ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَی الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ

الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ (البقرہ : 177)

''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت رکھنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں اور غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے۔ یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔''

⑩ نیکی ثواب کی غرض سے کی جائے

نیکی کرنے والے کو چاہیے کہ وہ نیکی کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾ ﴾ (آل عمران : 148)

''اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اندازہ کیجیے کہ نیکی کا ثواب دنیا میں اور آخرت میں بھی ملتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ان سے محبت بھی کرتا ہے۔ یعنی نیکی کرنے والوں کو اپنا ولی بنا لیتا ہے۔ نیکی کے تین ثواب اس آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ ایک دنیا کا ثواب یعنی دنیا میں آسانی پیدا ہوگی۔ جیسا کہ اللہ

تعالیٰ نے اصحاب کہف کے لیے آسانی پیدا کی اور ان کو دنیا کے فتنوں سے بچالیا۔ تین سونو سال تک سلائے رکھا اور کسی دشمن کو ان تک نہ پہنچنے دیا۔ ان کے واقعہ کی طرف اشارہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت میں فرمایا ہے:

﴿ سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۣ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾ ﴾

(الکهف : 22)

”کچھ لوگ تمہیں کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ کچھ کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ غیب کی باتوں میں اٹکل پچو چلاتے ہیں۔ کچھ کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے آپ کہہ دیجیے میرا پروردگار ان کی تعداد کو بخوبی جاننے والا ہے انہیں بہت ہی کم لوگ جاننے والے ہیں پس آپ ان کے مقدمے میں سرسری گفتگو ہی کریں اور ان میں سے کسی سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ بھی نہ کریں گے۔“

یہ آسانی ان کے لیے نیکی کی وجہ سے دنیا میں اور آخرت میں بھی اللہ عزوجل نیکی کا ثواب جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ ﴾ (الکهف : 107)

”بلاشبہ وہ لوگ جو اب ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لیے جنت

الفردوس بطور مہمانی تیار ہے۔''

جنت الفردوس میں مہمان نوازی بھی عمل اور نیکی کی وجہ سے ہے۔ یہ نیکی کا دوسرا اجر ہے۔ تیسرا نیکی کا بدلہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اس کا ذکر اللہ مہربان نے اپنے کلام میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ١٣٤﴾ (آل عمران : 134)

''جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

یعنی مذکورہ نیکیاں کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے تو نیکی کا ثواب اللہ کی محبت کی شکل میں سامنے آ رہا ہے۔ نیکی ایک ہے، جبکہ اس کے ثواب تین ہیں۔ دنیا کی آسانی آخرت میں کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی محبت یہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل عظیم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب انتہائی بڑھا چڑھا کر دے رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ٤٠﴾ (النساء : 40)

''بے شک اللہ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہو تو اسے دگنا کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔''

نیکی کے ثواب کو اللہ بڑھا دیتا ہے، اور یہ خاص اللہ کا فضل ہے۔ حالانکہ نیکی شاید اتنے اجر کا مستوجب نہیں ہوتی لیکن اللہ خاص فضل و احسان فرماتا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مجاہد اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور انہیں امن وسلامتی سے غنیمت مل جاتی ہے تو انہوں نے اپنا دو تہائی ثواب دنیا میں پالیا۔ اور اگر انہیں (مصیبت آئے اور وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑے اور) وہ غنیمت حاصل نہ کرسکیں تو وہ پورے ثواب کے مستحق ہوجاتے ہیں۔''[1]

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی عورت اپنے کھانے میں سے کسی حاجت مند کو کچھ کھانا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا، اس کے خاوند کو بھی اجر دے گا، اس کے خازن کو بھی اجر دے گا اور کسی کے اجر وثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔''[2]

(11) نیکی کی دعاء کرنا

دعاء بھی تعلق باللہ کا بڑا عظیم ذریعہ ہے۔ دعاء کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کا وسیلہ پکڑ کر بڑی بڑی پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ سیّدنا ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، تم سے پہلی امتوں میں سے تین شخص ایک سفر پر نکلے، حتیٰ کہ (رات ہوگئی چنانچہ) رات گزارنے کے لیے وہ ایک غار میں داخل ہوگئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک بڑا سا پتھر لڑھک



[1] صحیح مسلم، کتاب باب الاجارة، باب بیان قدر ثواب من غزا......، رقم: 1906۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السریة تحقق، رقم: 2497۔ سنن نسائی کتاب الجهاد، باب ثواب السریة الشئی تحقق، رقم: 3125۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الزکوٰة، باب من امرخادمه بالصدقة، ولم یناول بنفسه، رقم: 1425۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰة، باب اجر الخازن الامین، رقم: 1024۔

کر نیچے آیا جس نے غار کے دھانے کو بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے آپس میں کہا، کہ اس ابتلاء سے نجات کی یہی صورت ہے کہ تم اپنے اعمالِ صالحہ کے واسطے سے اللہ سے دعاء کرو۔ (چنانچہ انھوں نے اپنے اپنے عمل کے حوالے سے دعائیں کیں)۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے، میرے ماں باپ تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انھی کو دودھ پلاتا تھا، ان سے پہلے میں اہل وعیال کو اور خادم وغلام کو نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن درختوں کی تلاش میں دور نکل گیا اور جب واپس آیا تو والدین سو چکے تھے، میں نے شام کا دودھ دوہا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ سوئے ہیں، میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہ کیا اور ان سے پہلے اپنے اہل اور غلاموں کو دودھ پلانا بھی گوارا نہ کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے، ان کے سرہانے کھڑا رہا، ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، جب کہ بچے بھوک کے مارے میرے قدموں میں بلبلاتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور وہ بیدار ہوئے، میں نے انھیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا اور انھوں نے پیا۔ یا اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو ہم اس چٹان کی وجہ سے جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں، اس سے ہمیں نجات عطا فرمادے۔ پس (اس دعا کے نتیجے میں) وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن ابھی وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے دعا کی، یا اللہ! میری چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں، میں اس سے اتنی شدید محبت کرتا تھا جتنی کہ زیادہ سے زیادہ محبت مردوں کو عورتوں سے ہوسکتی ہے۔ پس میں نے (ایک مرتبہ) اس سے نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور اس نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا، میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیے

کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے، چنانچہ وہ آمادہ ہوگئی۔ جب میں اس پر قادر ہوگیا (اور وہ میرے قابو میں آ گئی) دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ جب میں (اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا، تو اس نے کہا، اللہ سے ڈر! اور اس مہر (پردے) کو ناحق مت توڑ، (اس کے ان الفاظ نے، یا اللہ تیرا خوف مجھ پر طاری کر دیا) اور میں اس سے دور ہوگیا حالانکہ وہ تمام لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں نے سونے کے وہ دینار بھی چھوڑ دیے جو میں نے اسے دیے تھے۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا تو یہ نازل شدہ مصیبت ہم سے دور فرما دے! چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی، لیکن وہ اب بھی اس غار سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے دعاء کی۔ یا اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا، سب کو میں نے ان کی اجرت دے دی، صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لیے بغیر چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا، حتیٰ کہ اس سے بہت سا مال بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے میرے پاس آ کر کہا، اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت ادا کر دے۔ میں نے کہا، یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آ رہے ہیں، یہ سب تیری اجرت (کا ثمر) ہے۔ اس نے کہا، اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا، میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ چنانچہ (میری وضاحت پر) وہ سارا مال لے گیا، اس میں سے اس نے کچھ نہ چھوڑا۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو یہ مصیبت، جس میں ہم (مبتلا) ہیں، ہم سے دور کر دے! پس وہ ساری چٹان سرک گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور سب باہر نکل آئے۔'' [1]



[1] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم:۳۴٦۵۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، رقم:2734 .

⑫ نیکی کا ارادہ رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خاص فضل واحسان فرما رکھے ہیں کہ جن کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ انہی احسانوں میں سے ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب اجر وثواب سے نوازتا ہے اور اس نوازنے کی حد تو یہ ہے کہ بندہ ابھی نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا پھر اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے ہاں مکمل نیکی لکھ دیتا ہے۔''[1]

''آپ ﷺ نے تبوک میں فرمایا: مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ہم نے جو بھی وادی طے کی اور جس جگہ کا بھی سفر کیا جس سے کفار رنجیدہ ہوتے ہیں اور جو بھی خرچ کیا یا ہمیں بھوک لگی تو وہ مدینہ میں ہونے کے باوجود (ان امور) میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ یہ کس وجہ سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کسی عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہ آ سکے اور اچھی نیت کی بناء پر ہمارے ساتھ (ثواب میں) شریک ہیں۔''[2]

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھا پھر انہیں واضح کر دیا اب جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے انجام نہیں دے پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنةٍ.........، رقم: 6491.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، رقم: 1911.

اعمال میں اپنے پاس سے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اگر وہ ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیاں بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور وہ شخص جو برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن برائی کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے اگر وہ ارادہ کرنے کے بعد اس برائی کو کرتا ہے تو تب اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔'' [1]

⑬ نیکی اور صدقہ جاریہ

نیکی ارادے اور نیت سے بھی حاصل ہو جاتی ہے جو کہ اللہ کا فضل عظیم ہے۔ اسی طرح نیکی صدقہ جاریہ بھی ہے۔ یعنی نیکی کا اجر ملتا ہی رہتا ہے۔ جبکہ نیکی کے کچھ اثرات کرہ ارض پر موجود ہوں جب تک نیکی کے اثرات موجود ہوں گے۔ اس وقت تک نیکی کرنے والے کو مسلسل اجر ملتا رہے گا کیونکہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں (کا اجر مسلسل ملتا رہتا ہے) ①: صدقہ جاریہ ②: وہ علم (جو وہ چھوڑ گیا) جس سے نفع اٹھایا جائے ③: نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔ [2]

انسان فوت ہو گیا لیکن اس کے لگائے ہوئے نیکی کے پودے اس کو مسلسل فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اس طرح اگر کسی کی رہنمائی اچھے کام کی طرف کر دی جائے جو کہ بہت بڑی نیکی ہے۔ جب تک اس پر عمل کرتا رہے گا عمل کرنے والے اور رہنمائی کرنے والے دونوں



① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6491.

② صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم: 1631.

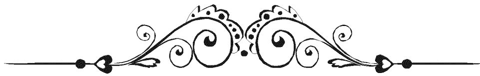
کو ثواب ملتا رہے گا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے تو جو لوگ اس کی پیروی کریں گے تو ان تمام کے اجر کے برابر اسے اجر ملے گا، اور ان کے اجر سے کمی نہیں ہوگی اس طرح جو شخص گمراہی کی دعوت دیتا ہے تو اس کی اتباع کرنے والوں کے گناہ کے برابر اسے بھی گناہ ملے گا، اور ان کے گناہوں میں کمی نہیں ہوگی (یعنی انہیں اپنے کامل گناہ کی سزا ملے گی)۔''①

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اسلام میں سنت سے ثابت شدہ کسی طریقے کو رائج کر دیتا ہے پھر اس کی وفات کے بعد بھی عمل کیا جاتا ہے، تو ان عمل کرنے والوں کے اجر کے برابر اسے اجر ملتا رہتا ہے لیکن ان کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوتی۔''②





① صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة......، رقم: 2674 .

② صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة سنة او سيئة، رقم: 1017 .